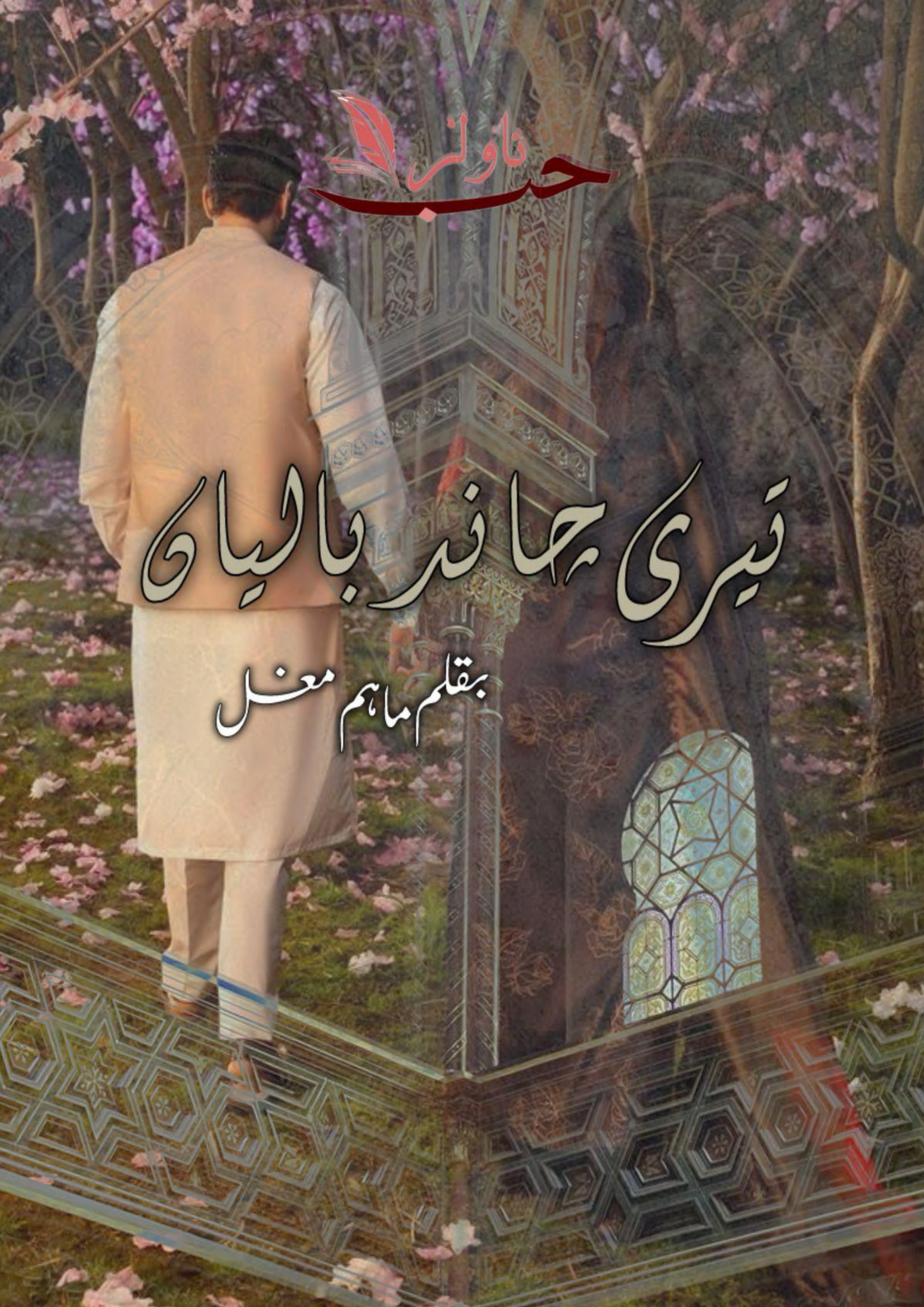

حب ناولز

تیری چاند بالیاں

بقلم ماہم مغل

خلاصہ

فیملی، کزنز بیسڈ رمضان اسپیشل مزاح سے بھرپور کہانی۔

تیری چاند بالیاں

ماہم مغل

(مکمل ناول)

حب ناولز

الجھ گئے ہم تجھ میں خیالوں کی طرح

سلجھاتے ہوئے خود سے تیری چاند بالیاں

(ماہم مغل)

لاونج کے صوفے پہ بیٹھی ہاتھ میں ایک باکس پکڑے وہ بڑے انہماک سے جائزہ لے رہی تھی۔ اندر موجود ایک ایک چیز کو پکڑ کے اس کو دائیں بائیں سے دیکھتی پھر اوکے کا سگنل دے کے باکس میں سیٹ کر کے رکھ دیتی۔

کمر تک آتے بالوں کو چٹیا میں قید کر کے کندھے سے آگے رکھا تھا۔ کچھ لٹیں دونوں اطراف سے چہرے پہ پھیلی ہوئی تھی۔ کان میں موجود خوبصورت کندن کی بالیاں موجود تھیں۔

” تحریم بیٹا زرا کیچن میں آؤ۔“ دفعتاً کیچن سے اپنی چچی جان کی آواز سنتے وہ باکس سے نظریں ہٹائے ایک نظر کیچن کو دیکھا۔

” جی بس آرہی ہوں۔“ اتنا کہہ کے اس نے باکس کو سامنے میز پہ رکھا اور دوپٹہ سنبھالتے ہوئے کیچن میں چلی آئی۔

” تم نے گیسٹ روم صاف کروا دیا تھا نا۔“ کیچن میں موجود چچی کے ساتھ امی جان بھی کام کر رہی تھیں جنہوں نے تحریم کے آتے ہی پوچھا۔

” جی 'کروا دیا تھا۔ کون آرہا ہے؟“ چچی کے اشارے پہ وہ ان کے ساتھ ٹیبل پہ بیٹھتی گوشت صاف کروانے لگی۔

” تمہارے بابا کے دوست ہیں اور ان کی وائف تمہاری خالہ بھی لگتی ہیں۔ میری کزن ہیں۔“ عارفہ امی نے مصروف سا جواب دیا۔

” خالہ مطلب کہ وہ آپ کی کزن ہیں۔“ وہ سمجھتی ہوئی بولی۔

” ہوں۔“ چچی جان نے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

” پہلے کبھی ویسے زکر نہیں سنا تھا ان کا، کہاں سے آرہے ہیں۔“ کام کرنے کے ساتھ ساتھ زبان بھی ساتھ دے رہی تھی۔

” تحریم کام پہ دھیان دو، فضول باتیں نہ کرو۔ جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ شام میں وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے.“ امی نے سنجیدگی سے جھاڑ پلائی تو وہ منہ بناتی ہوئی خاموش ہو گئی۔

” کہاں سے آرہے ہیں یہ لوگ؟“ تھوڑا آگے کو جھکتے اس نے اپنی چچی سے پوچھا تو وہ اس کی جلد بازی پہ ہلکا سا ہنس دیں۔

” کینڈا سے آرہے ہیں وہ لوگ، وہی رہتے ہیں ابھی ایک مہینہ یہاں گزار کے جائیں گے پاکستان میں۔“ چچی نے گوشت کا باؤل اٹھاتے ہوئے کہا اور اس کو دھونے لگیں۔

” ان کا یہاں کوئی اور نہیں ہے کیا؟“ عارفہ امی ابھی کیچن سے زرا باہر گئی تھیں تبھی وہ جلدی سے سوال پوچھ رہی تھی۔ خود اب وہ پودینے کے پتے الگ کر رہی تھی کہ چٹنی بنا لے۔

” تمہیں ان کا یہاں آنا برا لگ رہا ہے' جو ایسے سوال پوچھ رہی ہو۔“ چچی جان نے آنکھیں نکالتے مصنوعی غصے سے کہا۔ ”جب آئیں گے تو لگ جائے گا پتا کہ ان کا یہاں کون ہے کون نہیں۔“ وہ مزید بولیں اور گوشت کو سائیڈ پہ رکھ دیا۔

” نہیں چچی یار میں بس ایسے ہی پوچھ رہی ہوں، ایک تو رمضان چل رہا ہے اوپر سے مزید لوگ گھر میں۔“ وہ سر جھٹک کے بولی اور بددلی سے پتے اتارنے شروع کر دیئے۔

” تحریم کتنی بری بات ہے کہ تم ایسا کہہ رہی ہو مہمان کا گھر میں آنا برکت لاتا ہے۔“ اندر آتی عارفہ امی نے اس کی بات سنی تو وہیں سے غصے سے ٹوکتی ہوئی بولیں۔

” میں تو بس ایسے ہی۔۔۔“ وہ منہ بسورے بڑبڑائی۔

” تحریم آپی۔۔!“ باہر سے چنگھاڑتی آواز پہ تحریم کی آنکھیں ابلنے کو آئی، وہ جھٹکے سے اٹھتی ہوئی کیچن سے باہر آئی کسی انہونی کے خدشے سے، اور جو خدشہ تھا وہی ہوا۔

”مہرو۔۔۔!“ وہ چیختی ہوئی صوفے کے قریب آئی جہاں اس نے اپنا باکس رکھا تھا اور اب اس کی چھوٹی کزن اس میں اپنا ہاتھ ڈالے معائنہ کر رہی تھی۔

تحریم کی آواز پہ وہ جلدی سے باکس میں ہاتھ ڈالے ایک بالی نکالتی ہوئی اپنے منہ میں ڈالتے ہوئے الٹے قدموں بھاگی جبکہ تحریم صدمے سے اپنی بالیاں دیکھ رہی تھی جو اتنی محنت سے سیٹ کی تھیں۔

”تیمور کے بچے بتا نہیں سکتے تھے، یا اس کو منع کر لیتے۔“ باکس کو الٹ پلٹ دیکھتے ہوئے دکھ سے بولی تو پانچ سالہ تیمور کندھے اچکا گیا۔

”مجھے کیا پتا تھا وہ ایسا کرنے والی ہے۔“ تیمور سرے سے ہی اپنا آپ بچاتا کندھے اچکا کے بولا۔

تحریم نے صوفے کے دوسرے جانب کھڑی اپنی چھوٹی ڈیڑھ سالہ کزن کو دیکھا جو اب مزے سے اپنے دانت دکھاتی ہوئی اب اس بالی کو سر پہ پہننے کی کوشش کر رہی تھی۔

”کیا ہوا۔۔۔؟“ زوئلہ چچی کیچن سے آتی ہوئی پوچھنے لگیں تو تحریم نے اپنے باکس کی جانب اشارہ کیا۔

”یہ آپ کی بیٹی نے دیکھیں کیا کِیا ہے، میری اتنی محنت پہ اپنے چھوٹے ہاتھ پھیرتی ہوئی وہاں جا کے گھس گئی ہے۔“ اداسی سے بولی اور باقی پھیلی ہوئی جیولری کو اٹھا کے واپس باکس میں رکھتے ہوئے اوپر بنے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

”موٹو کہیں کی آپی کی چیزیں خراب کر دیں ہیں۔“ زوئلہ چچی مہرو کے پاس آتی اس کے ہاتھ سے بالی تیمور کو پکڑائی ہے وہ تحریم کو دے آئے اور خود مہرو کو گود میں اٹھایا۔

”ماما میں گیم کھیل رہا ہوں کسی اور کو کہیں۔“ تیمور پل میں بدمزہ ہوتا ہوا بولا اور تھوڑا کھسک کے بیٹھ گیا۔

” اور کس کو بولوں 'اٹھو دے کے آؤ آپی کو۔“ وہ آنکھیں دکھانے لگیں تو وہ 'چچ' کہتا پیر پٹختا ہوا اٹھا اور ایسے ہی موبائل میں گم سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

” یہ کسی دن اپنی ٹانگیں تڑوائے گا گر کے، اگر گرا نہیں تو میں تو لازمی توڑوں گی۔“ تیمور کو ایسے ہی موبائل پکڑتے جاتے دیکھ وہ غصے سے بولیں تو وہ بھاگتا ہوا تحریم کے کمرے میں گم ہوا۔

•••••••••••••••

” کل سے اس کو بھی روزہ رکھوانا ہے آپ نے. “ افطاری کے وقت تحریم تیمور کو گھورتی ہوئی بولی تو ابھی اپنے بابا کی موجودگی میں شرافت سے بیٹھا تھا ورنہ ادھم مچایا ہوا تھا۔

” میرا آج بھی روزہ تھا۔“ وہ جتاتا ہوا بولا تو تحریم نے آنکھیں گھمائیں۔

” نماز پڑھنے کے بعد وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے، آپ نے روم ریڈی کروا دیئے ہے نا۔“ تحریم کے بابا نے کھانے سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تو عارفہ امی نے اثبات میں سر ہلایا۔

” مہر کہاں ہے زوئلہ ؟“ تحریم کے ابو اور چچا ابھی افطاری سے تھوڑی دیر پہلے ہی گھر واپس آئے تھے تبھی علیم نے اپنی زوجہ زوئلہ سے مہرو کا پوچھا۔

” سو گئی ہے ابھی۔ “

ہلکا پھلکا کھاتے وہ لوگ نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ڈنر انہوں نے ابھی کرنا تھا، جب سب مہمان آجاتے تب۔ نعیم صاحب (تحریم کے والد) کے کہنے کے مطابق وہ بس آنے والے تھے۔۔ تبھی خواتین جلدی سے باقی کے کام بھی سر انجام دینے لگیں۔

تحریم اکیلی بیٹی تھی عارفہ اور نعیم صاحب کی۔ ان کے چھوٹے بھائی علیم ان سے عمر میں کافی چھوٹے تھے جن کی شادی کچھ سال پہلے ہی ہوئی تھی اور اب ان کے ہاں ایک بیٹا تیمور جو پانچ سالہ تھا اور ایک ڈیڑھ سالہ بیٹی تھی۔ دونوں ہی شرارتوں کے ایک سے بڑھ کے ایک تھے۔

تحریم ابھی سیمپل بی اے کے اگزامز سے فارغ ہوئی تھی اب اس کا ارادہ تھا ایم اے کرنے کا لیکن اپنی مرضی کے سبجیکٹ کا۔۔ لیکن نعیم صاحب کی خواہش تھی کہ وہ ایم اے انگلش کرے۔ آج کل رمضان تھا اور ابھی ایڈمیشن بھی نہیں تھے شروع تو گھر میں بیٹھی تھی فارغ۔

……

تحریم ابھی اپنے روم سے تیار شیار سی نکلی تھی۔ ہلکے پیلے رنگ کی لانگ شرٹ جس پہ سیاہ چوڑی پجامہ اور ہلکے پیلے رنگ کا ہی دوپٹہ کندھے پہ سجایا تھا۔ کانوں میں چھوٹے سائز کی چاند بالیاں پہن رکھی تھیں جبکہ بال حسب عادت چٹیا کیے آگے کندھے پہ ڈالے ہوئے تھے۔ سنہری صاف رنگت میں وہ دلکش لگ رہی تھی۔۔ سیڑھیاں اترتے ابھی اس کا ارادہ تھا کہ وہ کیچن میں جائے لیکن مین دروازے سے اندر آتے لوگوں کو دیکھتے اس کی آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔

"یہ ابھی۔۔۔!" وہ بڑبڑائی اور آنے والوں کی طرف بڑھتی ہوئی اپنی ماں کو دیکھا جو خوش اسلوبی سے مل رہی تھیں۔

"ارے آپا کیسی ہیں آپ؟" یہ زوئلہ چچی تھیں جو کیچن سے نکلتی ہوئی اپنی اکلوتی نند کی طرف بڑھیں۔۔

تحریم کو سمجھ نہ آئی کہ آج تو مہمانوں نے آنا تو یہ اچانک یہاں کیوں آ گئیں۔ خیر وہ بھی مسکراتی ہوئی ان کے قریب گئی تو پتا چلا وہ اکیلی نہیں تھیں ساتھ میں بڑا سا صندوقچہ بھی تھا جس کو ان کا چھوتا بیٹا گھسیٹتا ہوا لا رہا تھا اور ساتھ خود بھی ہانپ رہا تھا۔

”میری دھی' میری لاڈو میری گڑیا کیسی ہے؟“ شیریں میں ڈوبہ ہوا لہجا، مٹھاس گھولتا انداز۔۔ تحریم غش کھاتی زبردستی مسکرائی۔

”میں ٹھیک پھپھو آپ کیسی ہیں؟“ ان کے گلے لگتی ہوئی بولی کہ ان کے چمکیلے سوٹ کے ساتھ اس کے آگے کے بال پھنس گئے۔

”آئے ہائے۔۔ موئے بال پھنس گئے، اے زوئی جا زرا کینچی لا میں نکالوں۔“ تحریم کے بال اپنے دامن کے ستاروں میں پھنسے دیکھتے وہ زوئلہ چچی کو بولیں تو وہ گڑبڑا گئی جبکہ تحریم سکتے میں آگئی۔

”آ۔۔ نہیں پھپھو ابھی نکل جائیں گے ایک منٹ۔“ تحریم جلدی سے بولتی ہوئی اپنے بال سلجھانے لگی مبادہ کہیں پھپھو واقعی ہی نہ کاٹ دیں۔

”گڈو چل لے جا اب یہ اندر۔“ وہ اپنے بال جلدی سے سلجھا کے ہٹی تو پھپھو نے اپنے پندرہ سالہ بیٹے کو کہا جو تھکن سے لمبے سانس لے رہا تھا۔ ایک نمبر کا ڈرامے باز۔

”لاؤ یہ مجھے پکڑاؤ، بچہ تھک گیا ہے۔“ عارفہ امی فوراً سے آگے ہوئیں۔

پھپھو اپنا فربہی وجود کے ساتھ اندر لاونج میں آئی اور دھپ سے کر کے صوفے پہ براجمان ہوئیں۔

”جاؤ آپا کے لیے ٹھنڈا پانی لے آؤ۔“ عارفہ امی نے تحریم کو اشارہ کیا تو وہ جی اچھا کہہ کے غائب ہونے لگی کہ آواز پہ قدم تھم گئے۔

”صرف پانی نہیں، کھانے کو لاؤ' ساتھ میں کوک مرنڈا اور جو بھی بنا ہوا ہے لے آؤ، سارے رستے بھوکی رہی ہوں بہت بھوک لگی ہے، روزہ بھی بس پانی سے کھولا تھا۔“ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھتی ہوئی انہوں نے بے زاریت سے کہا جبکہ تحریم کا ان کی فرمائشوں پہ منہ کھل گیا۔

”جھوٹ۔“ گڈو ان کا پانی سے روزہ کھولنے والی بات پہ سرگوشی میں بولا جو تحریم نے بخوبی سنا۔

”آپا بس مہمان آنے والے ہیں پھر کھانا لگاتے ہیں تب تک آپ فریش ہو جائیں۔“ عارفہ امی نرمی سے بولیں تو وہ برے منہ بناتی خاموش ہو گئیں۔

”اچھا بوتل تو لے آ۔“ ان کی بات مانتی ہوئی وہ دوبارہ سے تحریم سے بولیں تو وہ نو دو گیارہ ہوئی۔

”اے گڈو زرا دیکھ تو، یہ نگی نہیں آئی ابھی اندر۔“ گڈو جو اپنے پیر پسارے صوفے پہ آرام کے غرض لیٹنے والا تھا اپنی ماں کی آواز پہ کڑوے منہ بناتا ہوا اٹھا۔

”آ رہی ہو گی، یہی کہیں رستے میں لگی ہو گی دنیا کو شوخیاں دکھانے۔“ وہ جلے دل سے بولا اور اٹھتا ہوا مین دروازے کے پاس گیا تو اس کے مطابق واقعی ایک نوجوان لڑکی خوبصورت سے پراندے میں اپنے بال سجائے موبائل سے کچھ ریکارڈ کر رہی تھی۔

”نگی باجی۔۔۔ امی بلا رہی ہیں۔“ گڈو وہیں سے بولا تو نگی سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے ہوش میں آئی اور جلدی سے ایک بیگ گھسیٹتے ہوئے اندر کی جانب بڑھی۔

”السلام علیکم جی۔۔“ پینڈو سٹائل میں سلام لیتی ہوئی وہ دانت دکھانے لگی۔

زوئلہ چچی نے اس لڑکی کو پہلی بار دیکھا تھا تبھی وہ تحیر سے اس عجیب لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔

شارٹ کرتی پہ کھلا پجامہ، سہی پنجابی سٹائل میں وہ تیار شیار تھی ان کے سامنے۔ جب کہ ہاتھ میں لیٹیسٹ ماڈل موبائل۔۔

” یہ نگین ہے 'میرے ساتھ رہتی ہے، بڑی چنگی کڑی ہے۔ سارے کام کرتی ہے میرے 'جب سے یہ اُشنا ہوسٹل میں گئی ہے پڑھنے تب سے ہی رکھا ہے اس کو۔ بھلا میں اکیلی جان کیسے کرتی پھر سارے کام۔“ انہوں نے نگین کی طرف دیکھتے ہوئے تعارف کروایا تو نگین فوراً سے معصومیت بھری نظریں عارفہ امی اور زوئلہ چچی پہ ٹکا دیں۔

وہ دونوں ان کے پاس صوفے پہ ہی بیٹھ گئیں تھیں، تبھی تحریم ٹرے سجا کے لے آئی لیکن لاونج میں آتے اس کی نظر نگین پہ رکی تو سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔ زوئلہ چچی نے اس کا تعارف کروایا اس سے جس پہ وہ محض سر ہلا گئی۔

• • • • • • • • • • • •

” لگتا تحریم پتر کو میرا آنا اچھا نہیں لگا۔“ پھپھو نے خاموش بیٹھی تحریم کو آڑے ہاتھوں لیا تو وہ ان کے ایسا کہنے پہ سٹپٹا اٹھی۔

” ارے نہیں پھپھو کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ ہی تو اس گھر کی رونق ہیں، میری اکلوتی پھپھو بھلا میں کیوں نہ خوش ہونگی آپ کے آنے سے۔“ تحریم کھل کے مسکراتی ہوئی بولی تو عارفہ امی اور زوئلہ چچی دونوں مسکرا دیں۔

” میرے نعیم کی اکلوتی کڑی ہے، بڑا پیار ہے مجھے تجھ سے، اتنی سی تھی (ہاتھ کی انگلی اور انگھوٹے ہی مدد سے اشارہ کرتے) جب میں نے پہلی بار گود میں لیا تھا، سب سے زیادہ تو تم رہی ہی میرے پاس ہو۔ اپنی ماں کے پاس تو جاتی ہی نہیں تھی۔“ پھپھو جان لٹاتی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولیں تو تحریک اثبات میں سر ہلاتی جی جی کہتی گئی۔

” اگر یہ میرا گڈو ذرا ایک دو سال بڑا ہوتا تو تجھے اپنی بہو بنا لیتی۔“ معاً وہ کچھ افسوس سے بولیں کہ تحریم اور گڈو دونوں کے منہ سے بے ساختہ ہی 'استغفراللہ' نکلا۔

” ہائے آپا کچھ بھی بول دیتی ہیں۔“ عارفہ امی ہلکی سی ناپسندیدگی سے بولیں تو پھپھو نے ہوا میں مکھی اڑائی۔

” تحریم اوپر والے کمرے تم نے سیٹ کیے تھے کیا؟“ زوئلہ چچی یاد آنے پہ پوچھنے لگیں جس پہ تحریم نے نا سمجھی سے دیکھا۔

” اوپر والے کیوں 'میں نے بس نیچے والے روم سیٹ کروائے تھے۔“

” اوہو اوپر والے بھی سیٹ کرنے تھے، پھپھو بھی آئی ہیں اور باقی مہمان بھی ہونگے تو نیچے ہی تو نہیں نہ رہنا۔ جلدی جاؤ اوپر والے کمروں کو ٹھیک کر آؤ ویسے تو ان کی صفائی باقاعدگی سے ہوتی تھی لیکن ایک بسر احتیاطاً دیکھ آؤ۔“ زوئلہ چچی جلدی سے بولیں تو وہ جی اچھا کہہ کے اوپر کی جانب جانے لگی جب پھپھو نے نگی کو بھی اس کے ساتھ جانے کا بولا۔ نگی نزاکتیں دکھاتی ہوئی اٹھی اور اس کے پیچھے چل دی، ساتھ ہی اپنا پراندہ جھلا رہی تھی ہوا میں۔

……

تحریم کو اوپر گئے پانچ منٹ ہی گزرے ہونگے جب ایک شور سا اٹھ گیا۔ گڈو جلدی سے باہر دیکھ کے آیا تو پتا چلا کہ سب مہمان آ گئے ہیں۔

جہاز کی سپیڈ سے اس نے اندر آ کے اطلاع دی تو سب خواتین مسکراتی ہوئی آنے والوں کے استقبال میں کھڑی ہوئیں۔

آنے والوں میں ایک تیکھے سے نقوش والی خاتون تھیں جنہوں نے نظر کا چشمہ پہن رکھا تھا، سنہری آنکھوں میں مسکراتی ہوئی چمک لیے وہ آگے بڑھیں۔

عارفہ امی کی وہ رشتے میں خالہ زاد بہن تھیں۔۔۔ ان سے بہت دل جمعی سے ملیں۔ ان کے ساتھ ان کے شوہر ثاقب صاحب تھے جو نعیم صاحب کے بہت اچھے دوست بھی تھے۔

” السلام علیکم!“ مسکراتی چہکتی آواز کے تعاقب میں سب نے دیکھا تو ایک مسکراتا ہوا چہرہ نظر آیا۔

سیاہ جینز پہ سیاہ فل سلیوز شرٹ پہنے بالوں کو خوبصورتی سے سیٹ کیے وہ مسکراتا ہوا اندر کی جانب بڑھا اور عارفہ امی کے آگے جھک کے پیار لیا۔

" یہ میران ہے نا۔" وہ محبت سے دیکھتی ہوئی بولیں تو آنے والی مہمان خاتون نے اثبات میں سر ہلایا۔

" ماشاءاللہ کتنا بڑا ہو گیا ہے۔" اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ محبت پاش لہجے میں بولیں تو میران باری باری سب سے ملا۔

" دایان نہیں آیا ابھی!" امی سب کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

" آیا ہے نا، باہر گاڑی پارک کر رہا تھا۔" میران کے والد بولے تو انہوں نے سر ہلایا، اسی اثنا میں ایک فرد اندر داخل ہوا۔

نیوی بلیو چیک شرٹ، ڈارک کلر جینز ہاتھ میں گاڑی کی چابی اور والٹ تھامتے، بالوں کو پیچھے کی جانب سیٹ کیے۔ جاذب نقوش والا جوان اپنی ماں سے کافی مشابہت رکھتا تھا۔ کالے گہرے بالوں کی طرح کالی گہری آنکھوں میں چمک، وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔

" لو آ گیا دایان." مسز ثاقب مسکراتی ہوئی اپنے بیٹے کو دیکھ اس کا تعارف کروانے لگیں۔

" ماشاءاللہ دونوں بچے کتنے بڑے ہو گئے ہیں، جیسے ابھی کل ہی تو بات ہے کہ چھوٹے چھوٹے تھے جب تم لوگ شفٹ ہو رہے تھے اور اب دیکھو۔" وہ مسکراتی ہوئی بولیں اور ان کو لیے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی۔۔ باقی سب بھی ان کی تقلید میں بڑھے۔

زوئلہ چچی مہرو کو گود میں اٹھائے تیمور کو گھور رہی تھیں جو موبائل میں ابھی بھی مصروف جانے کس گیم میں گم تھا۔ تھوڑی دیر بعد تیمور کو مار پڑھنے والی تھی یہ کنفرم تھا۔

پھپھو بھی مسکراتی سر ہلاتی شیریں لہجے کی مٹھاس گھولتی ہوئیں باتوں میں مصروف تھی جبکہ تحریم اور نگین ابھی تک واپس نہیں آئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے ڈنر کرنا تھا۔

دایان اور میران دونوں نعیم صاحب اور علیم کی باتوں کا ہلکا پھلکا جواب دے رہے تھے جب دایان نے روم کا پوچھا تاکہ فریش ہو سکے۔

"بیٹے آپ کا روم اوپر ہے۔" عارفہ امی کہتی ہوئی گڈو کو اشارہ کرنے لگیں کہ وہ اس کو اوپر روم میں چھوڑ آئے۔

گڈو فرمانبرداری سے اٹھا اور ان کو ساتھ چلنے کا کہا۔

"آیئے محترم جناب دایان صاحب۔" ادب میں قدرے آگے کو جھکتے ہوئے بولا تو دایان نے مسکراتے ہوئے اس کے بال بگاڑے اور اس کے پیچھے چل دیا۔ جبکہ اپنے بال بگڑنے پہ وہ ہونہہ کر تا رہ گیا۔

"عارفہ تحریم نظر نہیں آرہی." مسز ثاقب نے تحریم کو نہ پاکے پوچھا۔

"وہ اوپر گئی تھی روم سیٹ کروانے، ابھی آتی ہو گی 'میں بلواتی ہوں." اتنا کہہ کے وہ باتوں میں مصروف ہو گئے۔

....

"تم کیا کر رہی ہو یہ سب۔؟" تحریم جب سے نگین کے ساتھ کمرے میں آئی تھی وہ اپنے موبائل میں ہی مصروف تھی کبھی کسی کونے میں جاتی تو کبھی کسی کونے میں۔

"ارے اب میں انسٹاگرام پہ سٹوری بھی نہ لگاؤں کیا؟" وہ برا مناتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ تحریم نے منہ کھولے حیرت سے دیکھا، اتنا تو وہ بھی سوشل نہیں تھی جتنی یہ پھپھو کی کام والی تھی۔

” اچھا لگا لینا بعد میں یہ سب، مہمان آ گئے ہیں شاید' آوازیں آ رہی ہیں تم یہ فٹافٹ سے ڈسٹنگ کرو ٹیبل کی باقی میں نے کر دیا سب۔“ اپنی چٹیا کو پیچھے پھینکتے ہوئے بولی تو نگی بیگم نے ہونق بن کے تحریم کو دیکھا۔

” کیا۔۔۔؟“ اس کے دیکھنے پہ تحریم نے کھا جانے والے انداز میں کہا۔

” اب نگی یہ سب کرے گی، یعنی یہ جھاڑ پونچھ' مجھے میری سکن بہت عزیز ہے خوامخواہ میں خراب ہو جائے گی آپ کسی اور کو بولیں۔“ نزاکت سے اپنا پراندہ جھلاتے ہوئے وہ پاؤٹ بناتے موبائل چہرے کے سامنے رکھتی بومرینگ بنانے لگی۔ تحریم کو تو تپ ہی چڑھ گئی اس کے جواب پہ۔

” عجیب مخلوق ہے۔“ وہ بڑبڑاتی ہوئی خود ہی ٹیبل صاف کرنے لگی۔

” میڈم اگر آپ کی سٹوریز ختم ہو گئی ہوں تو ہم چلیں مہمانوں سے ملنا بھی ہے۔“ اب نگی بڑے آرام سے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے اگلی تصویر بنانے کے چکر میں تھی جب تحریم نے غصے سے کہا۔

” ہاں جی ہاں جی چلیں میں تو کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔“ جلدی سے اٹھتی ہوئی بولی تو تحریم نے آگے بڑھ کے سبھی لائٹ بند کرنے لگی۔

نیچے سے مسلسل آوازیں آ رہی تھیں تحریم یہی سوچتی ہوئی سیڑھیاں تیزی سے نیچے اترنے لگی جب ٹرن ہوتے اچانک ہی کسی سے ٹکراتے کراہی۔

” آہ میری بالی۔۔“ چٹیا کندھے سے آگے تھی جس کی وجہ سے اس کے کان کی بالی بالوں میں پھنسی تھی، ٹکرانے والی کی شرٹ کے اگلے بٹن میں اس کے بال پھنس گئے جس کی وجہ سے بال کھینچنے پہ درد ہوئی۔

” ہائے اللہ۔۔۔!“ تحریم کے پیچھے آتی نگی نے سامنے کا منظر دیکھتے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا پھر دیوار سے ٹیک لگائے جیسے کسی چلتی مووی کے سین کو انجوائے کرنے لگی۔

” آئی ایم سوری، مجھے آرام سے آنا چاہیے تھا۔“ سامنے کھڑے اجنبی شخص کو دیکھتے ہوئے وہ معذرت خواہ لہجے میں بولی اور آہستہ سے بال سنوارنے لگی۔

دایان اس کو پہلے بھی دیکھ چکا تھا لیکن پہلی روبرو ملاقات ایسی ہو گی سوچا نہ تھا۔ وہ ابھی بھی اپنے بالوں سے الجھی تھی۔ جبکہ وہ اس میں۔

” اٹس اوکے، ویٹ میں کرتا ہوں۔“ نرمی سے بولتے ہوئے اوپری بٹن کو کھولتے اس نے آرام سے بال نکالے تو وہ کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوئی۔

” تحریم۔۔۔؟“ دایان نے مسکراتے پوچھا، اس کے مسکرانے پہ اس کی آنکھوں نے بھی بھرپور ساتھ دیا۔

” جی۔۔ آپ؟“ تحریم ناسمجھی سے پوچھنے لگی، مطلب وہ جانتا تھا اس کو۔

” میں آپ کے گھر مہمان، دایان ثاقب۔“ اس نے مسکراتے اپنا تعاقب کروایا جبکہ تحریم کو اس کی مسکراہٹ اور دیکھنا کھٹکا تھا۔

” چلیں بھائی۔“ پیچھے کھڑے گڈو نے اکتاتے ہوئے اس سین کو ختم کرنا چاہا۔

تحریم کے پوچھنے پہ گڈو نے بتایا کہ وہ اس کو روم میں لے جا رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی اوپر کی جانب اشارہ کیا دایان کی نظر ٹرن ہونے والی سیڑھی پہ کھڑی نگین کی طرف اٹھی جو اس کے دیکھنے پہ فوراً سے مسکراتی ہوئی نزاکت سے ہاتھ ہلا گئی جس پہ دایان بس ہلکا سا مسکرایا۔

” چلو نگین۔۔۔“ تحریم دانت پیستے ہوئے بولی تو نگین بنا کچھ کہے ابھی بھی دایان کو مسکراتے ہوئے دیکھتی نیچے آنے لگی۔ پھر اچانک شرماتی ہوئی تیزی سے نیچے بھاگی تحریم کو چھوڑ کے، جبکہ اس کی حرکت پہ جہاں دایان حیران ہوا وہیں تحریم پیچ و تاب کھا کے رہ گئی۔۔

” پھپھو اپنے ساتھ ڈرامے کی جگہ فلم لے آئیں ہیں۔ “ دایان ایکسکیوز کرتا ہوا گڈو کے ساتھ تو چلا گیا پیچھے تحریم بڑبڑاتی ہوئی نیچے آئی۔

نگی تو نیچے آتے ہی کیچن میں گھس گئی، دایان کو دیکھتے ہی وہ جیسے اس کو اپنا کرش کرار دے گئی تھی۔ اپنا پراندہ ہاتھ میں تھامے وہ مسکراتے ہوئے دایان کو سوچ رہی تھی۔

” ہائے۔۔۔ “ پھر اچانک شرماتے ہوئے اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ کہ اس کو اب دایان کو دیکھتے ہی دورے پڑنے والے تھے۔ ” میرا یہاں پہلا دن اور پہلے دن ہی محبت۔ “ پلکوں کو جھکاتے ہوئے نظریں اپنے ہاتھوں پہ مرکوز کیے وہ اس ہفتے کے نئے کرش کو دل دے بیٹھی تھی۔

…………

تحریم نیچے آئی تو سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جبکہ اس کے آگے ہی عارفہ امی اور زوئلہ چچی اٹھ گئیں کہ کھانا لگا دیں ورنہ کافی دیر ہو جاتی پھر سحری میں کسی سے کھایا نہ جاتا۔۔

” بیٹے آج کل کیا کر رہی ہو۔ “ مسز ثاقب نے تحریم سے پوچھا جو اس کے پاس ہی صوفے پہ فاصلے پہ بیٹھی تھی۔

” آج کل تو فری ہی ہوں۔ پیپر ختم ہوئے ہے نا' ابھی ایڈمیشن سٹارٹ نہیں ہوئے تو گھر پہ ہی۔ “ وہ مسکراتی ہوئی بولیں جبکہ تحریم کو واضح محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے بالکل سامنے صوفے پہ بیٹھا لڑکا اس کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا جو تحریم کو عجیب لگا۔

” یہ تو اچھی بات ہوئی آج کل میں بھی فری ہی ہوں. “ میران فوراً سے بولا جو اشتیاق بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ایک دم سے اپنے ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا جیسے وہ اسی کے جواب کے انتظار میں تھا۔

”آپ کے ساتھ وقت گزار کے مزا آئے گا۔“ وہ آنکھوں میں چمک لیے بولا۔ ”آخر کو آپ کا ہونے والا۔۔۔“ وہ مزید بولتا جب مسز ثاقب نے گلا کھنگالتے اس کو آنکھیں دکھائی اور چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

تحریم اس کی آدھی ادھوری بار پہ حیران سی میران کو دیکھنے لگی جو اپنی ماں کے کہنے پہ مسکراہٹ دباتا ہوا خاموش ہو گیا تھا۔

”السلام علیکم جی! وہ جی عارفہ باجی کہہ رہی ہیں کہ کھانا لگ گیا ہے سب آجائیں۔“ تبھی وہاں نگی برآمد ہوتی ہوئی سب کو اطلاع دیتی واپس جانے کو تھی جب اس کی نظر سامنے صوفے پہ بیٹھے میران پہ گئی۔

”ایک ہی دن میں دو دو کرش۔“ سرد آہ بھرتی وہ دل میں سوچ کے رہ گئی کہ ابھی تو بڑے بھائی کا خیال نہیں گیا تھا دوسرے پہ بھی نظر پڑ گئی۔

تحریم نے اس کو دیدے پھاڑتے میران کو گھورتے دیکھ لیا تو دل میں ہنس پڑی۔

”نگین چلیں یا کچھ ایکسرے کرنے کو رہ گیا۔“ تحریم اس کے پاس سے گزرتی ہوئی بولی تو وہ ہوش میں آئی اور شرمگیں مسکراہٹ اچھالتے ہوئے نہیں جی کہتے وہاں سے غائب ہوئی۔

”اے گڈو مجھے تو لے جا ساتھ، خود جانے کی پڑی رہتی ہے۔“ پھپھو سب کو جاتا دیکھ تڑپ کے گڈو کو بولیں جو خود جا رہا تھا۔

”جی امی آجائیں۔“ وہ آگے بڑھتا ان کا فربہی وجود اپنے ساتھ ڈائننگ ایریا میں آئے جہاں پہ ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔

عیشاء کی اذانیں ہونی والی تھیں کھانے سے فارغ ہو کے پھر سب مرد حضرات نے نماز وتراویح پڑھنے چلے جانا تھا۔۔۔

کھانے کے دوران تحریم کو خود پہ مسلسل کسی کی نظروں کا زاویہ محسوس ہوا لیکن اگنور کرتی گئی۔ اسے بہت عجیب لگ رہا تھا ان دونوں کا سب کے ساتھ بیٹھ کے ایسے دیکھنا۔۔۔ بار بار جب بھی نگاہیں اٹھتی تو کبھی ایک دیکھ رہا ہوتا تو کبھی دوسرا۔

کھانے سے فارغ ہوتے تو سب نماز پڑھنے نکل پڑے۔ نگین تو ویسے پھپھو کے کاموں کے لیے تھی لیکن پھپھو نے بھی بیچاری کو یہاں پہ الگ کاموں میں لگا دیا اور اس سے برتن دھلوانے شروع کرا دیئے۔۔

وہ تو مسلسل کیچن میں برتن دھوتی اس وقت کو کوس رہی تھی جب اس نے یہاں آنے کی حامی بھری تھی۔

”رات کو اب میری انسٹاگرام سٹوری لیٹ لگے گی، میں نے تو سوال جواب والی پوسٹ لگانی تھی اب نہیں لگا پاؤں گی یہ جو ہیں نا نگہت آنٹی۔۔۔ ان کو اللہ پوچھے زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آئیں۔“ وہ برتن پٹخ پٹخ کے سٹینڈ پہ رکھتی ہوئی باآواز بڑبڑا رہی تھی جب تحریم کسی کام سے اندر آئی۔

”کیا ہوا نگی جی' آپ غصہ کیوں ہو رہی ہیں؟“ وہ آنکھوں میں معصومیت لیے بولی تو نگی نے پھاڑ کھانے والی نظروں سے گھورا۔

”قسمت پھوٹی تھی میری۔“ وہ بولی اور ساتھ ہی پٹخ کے پلیٹ سنک میں رکھی۔

تحریم اس کو جلانے کے لیے دانت نکالتے ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ باقی خواتین باہر لاونج میں بیٹھ کے باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔

چونکہ آج سب میں سفر کر کے آئے تھے تو سب جلدی ہی اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

میران اور گڈو ایک کمرے میں تھے جب کہ دایان الگ کمرے میں تھا، ان دونوں کے کمرے اوپر تھے۔ مسز ثاقب اور پھپھو لوگوں کے کمرے نیچے تھے، نگی بھی پھپھو کے ساتھ ہی رہنے والی تھی۔

رات کو سب جب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے تو تحریم پانی کا جگ خالی دیکھتے اس کو بھرنے کے ارادے سے اپنے کمرے سے نکلی۔

سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے کہ ایک کمرے کے باہر سے گزرتے ہوئے اسے آواز سنائی دی شاید کوئی فون پہ بات کر رہا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ یہ کمرہ دایان کا ہے، اس نے غور سے سنا تو وہ شاید دوسری طرف کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا۔

”نہیں ابھی تو مجھے نیند نہیں آرہی، شاید جیٹ لیگ۔“ وہ جھنجھلا کے بولا.

تحریم کو یہ حرکت اچھی نہ لگی تو کندھے اچکاتے وہاں سے ہٹنے لگی لیکن اس سے پہلے ہی۔۔

”مس تو کروں گا ہی لیکن۔۔۔!“ اچانک ہی بات کرتے کرتے دایان نے دروازہ کھولا تو تحریم کو دیکھتے اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

”تم۔۔؟“ وہ نارمل انداز میں بولا جب کہ آنکھیں چمک اٹھی تھی جیسے۔

”بعد میں بات کرتا ہوں“ کہہ کے اس نے فون پاکٹ میں رکھا اور پوری طرح متوجہ ہوا تحریم کی طرف۔

”جی وہ میں بس گزر رہی تھی۔“ تحریم خفت زدہ ہوئی کہ وہ کیا سوچے گا کہ میں اس کی جاسوسی کر رہی ہوں۔

”اوہ کیا تمہیں بھی نیند نہیں آرہی۔“ وہ بے تکلف ہوا، تحریم اس کا تم کہنا حیرت سے دیکھنے لگی۔

”نہیں میں بس سونے جا رہی تھی تو پانی ختم تھا سوچا لے آؤں۔“ وہ جگ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی اور مسکراتے ہوئے وہاں سے جانے لگی جب اس کی آواز پہ پھر رک گئی۔

”ہائیڈریٹڈ رہنا بھی ضروری ہے۔“ وہ جیسے مسکرایا تھا۔ تحریم کو محسوس ہوا جیسے وہ بات کو لمبا کرنا چاہ رہا تھا۔

"جی۔۔" وہ پھر کہہ کے جانے لگی لیکن اب کی بار دایان نے کچھ نہ کہا بس خاموشی سے اس کی پشت کو دیکھتا رہا مسکراتے ہوئے۔

"یہ تو بہت شائے لڑکی ہے یا پھر ریزرو۔" خود سے اندازے لگاتا مسکراتا ہوا اندر کمرے میں واپس چلا گیا۔

نیند شاید اب سحری کے بعد ہی آئے۔

••••••••••

"ہائے اللہ۔۔" کیچن میں ابھی وہ داخل ہوئی ہی تھی کہ کسی کو وہاں پہلے ہی دیکھتے خوف سے چیخ نکل گئی۔

"امی بھوت۔" نگین کسی اور کی آمد کو بھوت ہی سمجھ بیٹھی تو بدلے میں اس سے بھی اونچا چیخی۔

" پاگل ہو گئی ہو میں ہوں تحریم۔۔ اور یہ تم اتنی رات کو کیچن میں کیا کر رہی تھی." اپنے خوف سے کانپتے دل کو سنبھالتے ہوئے وہ کڑے تیوروں سے اس سے پوچھنے لگی۔

"کیا بتاؤں، اب مجھ جیسے نازک مزاج حسینہ کہاں اتنی دیر بھوکا رہ سکتی ہے تو بس یہ بھوک مجھے یہاں تک کھینچ لائی۔" نگی اس کے سامنے پاستے والی پلیٹ کرتی ہوئی اپنا دکھ بتانے لگی۔

"نازک حسینہ۔۔" تحریم نے سر تا پا اس کو غور سے دیکھا۔

"نظر نہ لگا دینا اب مجھے۔" خود کو تکتا پا کے وہ منہ بنا کے بولی۔

"تمہیں معلوم ہے نا کسی کے گھر بنا پوچھے ان کے کیچن میں گھسنا کس قدر غیر اخلاقی حرکت ہے۔" تحریم نے اس کو شرم دلانی چاہی کو ابھی بھی ندیدوں کی طرح چمچ کانٹے سے کھانے میں مصروف تھی۔

"واقعی آپ کو سوچنا چاہیے تھا ایسے رات کے پہر آتے ہوئے یہ واقعی غیر اخلاقی حرکت ہے۔" نگی الٹا اس کو سنجھانے والے انداز میں بولی تو تحریم نے ابرو اچکائے۔

” یہ میرا گھر ہے۔۔“ وہ اپنے لفظوں پہ زور دیتے ہوئے بولی اور پانی کا جگ اپنے ہاتھ میں تھاما۔

” بالکل یہی تو' مجھے بھی آج عارفہ آنٹی نے کہہ دیا کہ یہ میرا گھر ہے اور میں جب چاہوں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔“ وہ بھی ویسے ہی اتراتی ہوئی بولی اور پانی کا گلاس نزاکتوں سے لبوں کو لگانے لگی۔

” ویسے ایک بات بتاؤں مزے کی۔“ اچانک ہی وہ سرگوشی میں بولی جیسے راز کی بات ہو۔ تحریم اس کو عجیب نظروں سے دیکھتی ہوئی اس کے پاس ہوئی اور آنکھوں سے اشارہ کیا۔

” یہ جو مہمان آئے ہیں نا۔ ان میں بڑا والا بیٹا' میں نے دیکھا وہ آپ کو گندی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔“ نگی بڑے ہی رازدارانہ انداز میں بولی اور پھر اثبات میں خود ہی سر ہلانے لگی۔ ”جب سے آیا ہے نا تب سے آپ کو ہی گھورتا رہتا۔“ وہ مزید بولی جیسے دایان کا زکر کرنا اس کو اچھا نہیں لگ رہا تھا لیکن مجبوری میں بتا رہی تھی۔

” سچ کہہ رہی ہو؟“ تحریم سکتے میں جانے کے بعد بولی۔

” مجھے نا وہ ٹھیک نہیں لگتا، آپ اس کے آس پاس نہ جانا۔“ نگی اس کو بڑوں کی طرح مشورہ دیتی ہوئی بولی تو تحریم اس سے دور ہوئی۔

” خود تو تم اس کو پیار بھری نظروں سے دیکھتی ہو اس کا کیا۔“ تحریم کو یقین نہ آیا لیکن یہ بات تھوڑی بہت شک کے قابل تھی کیونکہ اس نے بھی محسوس کیا تھا کہ وہ اس کو دیکھ رہا تھا۔

” اوہو تو اب میں کیا لڑکوں کو دیکھنا بھی چھوڑ دوں۔“ نگی برا مناتے ہوئے بولی۔

” مانا کہ وہ ہینڈ سم ہے، اور اچھا خاصا ہینڈ سم ہے' یہ بھی کہ میرا دل آگیا اس پہ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ مجھ پہ شک کرو کہ میں اپنی سیٹنگ کروانے کے لیے آپ کے سامنے اس کی برائی کروں۔“ نگی سنجیدگی سے بولی اور گلاس اٹھا کے ایک بار پھر لبوں سے لگایا۔۔ ساتھ ہی اپنا پراندہ ہاتھ میں تھامے اس کو گول گول گھمانے لگی۔

"تمہاری سیٹنگ۔" اس کی بات سنتے تحریم کو تو اچھا خاصا جھٹکا لگا تھا۔

"کیوں میں لڑکی نہیں۔۔" وہ آنکھیں گھماتی ہوئی بولی۔

"خیر میں نے دنیا دیکھی ہے، تبھی آپ کو بتا رہی تھی کہ وہ لڑکا مجھے ٹھیک نہیں لگتا۔ باقی آپ کی مرضی۔" وہ احسان کرنے والے انداز میں بولی اور ساتھ ہی واپس جانے کو مڑی لیکن پھر ایک زبردست چیخ کے ساتھ وہ واپس تحریم سے لپٹ گئی۔

اس کی چیخ پہ تحریم بھی اسی انداز میں چیخی، ایک تو اندھیرا اوپر سے اچانک کوئی آواز بھی ڈرانے کا کام کرتی تھی۔

"کیچن کے دروازے پہ کوئی ہم کو دیکھ رہا ہے۔" نگی اس میں مزید گھستی ہوئی بولی تو تحریم کے اوسان خطا ہوئے۔

"وہ سامنے دیکھو۔" تحریم نے اس کی توجہ کیچن کے دوسرے دروازے کی طرف کروائی۔

"مین تین گنوں گی، اور ہم وہاں سے بھاگ جائیں گے، وہ دروازہ بھی لاونج کی طرف کھلتا ہے ٹھیک ہے۔" وہ سرگوشی میں بولی اور ہاتھ میں تھامے جگ کو مضبوطی سے پکڑا۔

"ایک۔۔۔ دو۔۔۔ بھاگو۔" تحریم دو گنتے ہی بنا نگی کو دیکھے دوڑ لگا گئی جب کہ نگی اپنے خالی ہوئے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جس سے ابھی اس نے تحریم کو تھاما ہوا تھا۔

"ابھی تو تین ہوا بھی نہیں تھا۔" وہ افسوس سے سوچنے لگی۔ دھوکے باز تحریم!

"اللہ جی ابھی نہیں مرنا پلیز، مشکل سے میرے فالورز زیادہ ہوئے تھے انسٹاگرام پہ۔ ابھی تو کسی نے پروپوز بھی نہیں کیا۔ میرے دو سو ہزار فالوورز' اللہ جی بچا لینا مجھے۔۔ بڑی مہربانی ہو گی۔ بھوت یہ دیکھو مجھے مارنا نہیں' میرا تو منگیتر بھی گاؤں میں انتظار کر رہا ہے۔۔" اکیلے ہونے کے خوف سے نگی کے تو حواسوں نے ساتھ دینا چھوڑ دیا اور بغیر مڑے اپنے ہاتھ جوڑے ان دیکھے بھوت کے آگے منت کرنے لگی۔

”کیا بولی جا رہی ہیں آپ؟“ پیچھے سے کسی مردانہ آواز سنتے نگی ہوش میں آئی اور جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔ پھر آبرو اچکاتے ہوئے مڑنے لگی تو دیکھا کہ دروازے کے پار دایان کھڑا تھا۔۔

دایان کو دیکھتے ہی دل تو فل سپیڈ میں بھاگا۔

”ہائے کرش۔“ وہ سرد آہ بھر کے رہ گئی۔

”آپ کو خیال کرنا چاہیے کہ ایک لڑکی رات کے اس پہر اگر کیچن میں ہے وہاں نہ جایا جائے۔۔“ اپنے ڈر کو لات مارتی وہ نزاکت سے بولی جیسے اس کی آواز پہ اس کی جان نکل گئی تھی ڈر کے مارے۔

”اوہ سوری مجھے اندازہ نہیں تھا۔“ وہ نادم ہوا۔ ”اصل میں مَیں پانی پینے آیا تھا۔“ وہ اپنے آنے کی وجہ بتانے لگا۔ تو نگی فوراً ایکشن میں آئی۔۔

”پانی۔۔۔! ایک منٹ میں دیتی ہوں.“ جلدی سے گلاس میں ہانی انڈیلتے ہوئے اس کو دیا اس کے پہلے کہ وہ منع کر دیتا۔

”شکریہ۔“ دایان کہتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

”اپنے لوگوں سے شکریہ کیسا۔“ شرمانے کی ادا کرتی ہوئی بولی تو دایان نے اچھنبے سے اس کو دیکھا۔

”احتیاط ضروری ہے یہاں پہ۔“ وہ خود سے کہتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا جبکہ نگی وہاں پھر سے شرمانے کا کام سرانجام دینے لگی۔

…………

کمرے میں آتے اس نے سکون کا سانس لیا اور پکڑا جگ سائیڈ ٹیبل پہ رکھا ارادہ اب پانی پینے کا تھا کیونکہ سانس جو خشک ہو چکا تھا۔

گلاس پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو یاد آیا کہ گلاس تو وہ لائی ہی نہیں کیچن سے، اپنی عقل پہ ماتم کرتے ایسے ہی جگ کو اٹھائے منہ سے لگا گئی۔

” اللہ پوچھے اس انسٹا گرامر کو۔۔ میری جان آدھی کر دی۔“ نگی کو کوستی ہوئی وہ واپس بیڈ پہ لیٹ گئی، کچھ ہی دیر بعد دوبارہ اٹھنا تھا۔ آج تو گھر میں مہمان تھے تو سحری میں زیادہ احتمام بھی ہونا تھا۔

دوبارہ جگانے اس کو زوئلہ چچی آئی تھیں۔۔ ان کے ساتھ مرے قدموں سے وہ کیچن میں آئی اور اپنی ماں اور چچی کا ہاتھ بٹانے لگی۔

” تم جاؤ گڈو اور میران کو اٹھا لاؤ، دایان تو کب کا اٹھا ہوا ہے۔“ عارفہ امی بولیں تو وہ منہ بنا کے واپس اوپر جانے لگی۔

کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا تو اس نے ناک کیا۔ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا البتہ لائٹ جل رہی تھی۔

تحریم آہستہ سے اندر داخل ہوئی تو اندر کا ماحول دیکھ کے اس کو ہنسی بھی آئی اور ساتھ شرم کی سرخی بھی۔

گڈو میران پہ اپنی ٹانگیں رکھے مکمل طور پہ اس کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔

” دانی یار دور رہو۔۔۔“ میران ہلکا سا سیدھا ہوتا اس کے بازو کو پکڑے سائیڈ پہ کرنے لگا تو گڈو نہ میں سر ہلائے مزید چپکا۔

” دانی یار کیوں تنگ کر رہی ہو، سونے دو۔“ میران شاید واقعی گہری نیند میں تھا جو اسے پتا نہ چلا کہ اس کے ساتھ اس کی خوابوں کی کوئی گرل فرینڈ نہیں بلکہ جیتا جاگتا گڈو سو رہا تھا۔

” اگر میں اٹھ گیا تو ایسا تنگ کروں گا کہ پناہ مانگو گی۔“ وہ پل میں نیند میں شرارت سے مسکراتا ہوا اپنی خوابوں کی دانی (گڈو) سے پیار محبت کی باتیں کرنے لگا۔ جب گڈو اچانک اس کے سیدھا کرنے پہ ہڑبڑا کے اٹھا۔۔

اپنے اوپر جھکے میران کو دیکھتے گڈو چیختا ہوا اٹھا اور میران کے کندھوں کو پکڑ تا اس کو پیچھے کرنے لگا جو جانے کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

”ہائے میری عزت۔“ گڈو اس کو دھکا دیتا ہوا اٹھ بیٹھا جب میران بھی ہوش کی دنیا میں آیا اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ ہوا کیا اس کے ساتھ۔ وہ تو دانی کے ساتھ تھا تو دانی اچانک گڈو میں کیسے بدل گئی۔

”دانی۔۔۔“ وہ ادھر اُدھر دیکھتا دانی کو تلاشنے لگا۔

یہ سب منظر دیکھتی ہوئی تحریم بری طرح ہنسنے لگی تو گڈو بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

”آپا یہ گندہ انسان۔۔۔“ وہ انگلی سے میران کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا تو تحریم ہنس ہنس کے بے حال ہونے لگی۔

گڈو کی چیخ سنتا ہوا دایان بھی ادھر چلا آیا اور معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

”کیا ہوا ہے یہاں؟“ وہ میران کی ہونق بنی شکل اور گڈو کی سہمی ہوئی شکل دیکھتا تحریم سے پوچھنے لگا جو ہنسنے میں مصروف تھی۔

”یہ آپ کا بھائی آج میری عزت۔۔۔“ گڈو آنکھوں میں جھوٹ موٹ کے آنسوں لاتا ہوا بولا۔ ”جانے کون سی دانی نامی لڑکی سمجھ رہا تھا مجھے، توبہ توبہ اتنی گندی باتیں کر رہا تھا مجھ سے یہ دانی نامی لڑکی سمجھ کے۔۔“ وہ مظلومیت طاری کرتے ہوئے دایان کو بتانے لگا جبکہ اس الزام پہ میران تڑپ اٹھا۔

”کون سی عزت۔۔۔ شطرنج کا چھوٹا سا پیں! جس طرح مجھ سے چپک کے سوئے تھے تو میں کیا کرتا، دور کرنے پہ اور پاس آ رہے تھے جیسے کوئی ترسی ہوئی محبوبہ ہو.“ میران دانت پیستے ہوئے بولا۔

معاملہ سمجھ آنے پہ دایان پہ ہلکا سا ہنس دیا۔ وہ جانتا تھا دانی میران کی ایکس گرل فرینڈ رہ چکی تھی جو کسی چکنے سے لڑکے کے پیچھے اس کو چھوڑ کے جا چکی تھی۔

" چلو نیچے سب ویٹ کر رہے ہیں۔ " دایان نے سنجیدگی سے کہا اس کے پہلے کہ میران آنکھیں دکھاتا ہوا گڈو کو کچھ بتاتا۔۔

گڈو تو سہمی ہوئی نظروں سے میران کو دیکھتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ میران بھی گھوریوں سے نوازتا ہوا واشروم میں جا کے بند ہو گیا۔

تحریم ہنستے ہوئے واپس مڑی تو دایان وہاں کھڑا اسی کو دیکھ رہا تھا۔

" آپ نے نہیں جانا کیا؟ " وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی، نگی کی بات پہ اس کو یقین ہو چلا تھا کیونکہ وہ اس کو اب بھی دیکھ رہا تھا لیکن چاہت بھری نظروں سے یا عجیب نظروں سے، فلحال تو اس کو عجیب نظر ہی لگی۔

" کہاں۔۔؟ " وہ مسکراتا ہوا پوچھنے لگا، کالی آنکھوں کی چمک واضح تھی۔

" کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں آپ؟ " تحریم نے دانت پیستے بظاہر مسکرا کے پوچھا۔

" آپ کہاں لے جانا چاہیں گی؟ " وہ الٹا سوال کرنے لگا کہ تحریم نے نظریں پھیر لیں یہ واقعی عجیب تھا۔

" ابھی تو سحری کا ٹائم ہے تو ڈائننگ روم چلتے ہیں۔ " تحریم بنا دیکھے کہہ کے جانے لگی جب پیچھے سے اس کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

" ابھی تو ٹھیک۔۔۔ بعد میں کہاں جانا ہے؟ " وہ پھر سوال کرنے لگا۔

" بھاڑ میں۔۔۔ چلیں گے۔ " تحریم زبردستی مسکراتی ہوئی آنکھوں میں غضب لیے بولی جس پہ دایان جی جان سے مسکرایا۔

" ضرور۔ " وہ بھی جان بوجھ کے اس کو تنگ کرنے لگا کہ مزا آ رہا تھا۔ تحریم مزید کچھ کہے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

سحری کے دوران گڈو جان بوجھ کے میران کو تنگ کرنے والی نظروں سے دیکھتا جس سے وہ خائف ہو رہا تھا۔

•••••

"چچی آپ کو ایک بات کہوں!" سحری کے بعد کیچن کے کاموں سے فارغ ہوتے جب زوئلہ وہاں سے جانے لگی تو تحریم نے ان کو روک لیا۔

"ہاں کہو جلدی سے، تمہارے چاچو آنے والے ہیں پھر مہرو بھی اٹھ جائے گی۔" اپنے گیلے ہاتھوں کو خشک کرتیں وہ اس کی بات کی منتظر تھیں جب تحریم وہاں رکھی کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"یہ دایان۔۔ خالہ کا بڑا بیٹا آپ کو عجیب نہیں لگتا کیا؟" اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ ضرور بات کرے گی اس حوالے سے چچی سے یا پھر امی سے، چچی سے اچھی خاصی بنتی تو پہلے چچی سے بات کرنے لگی۔

"نہیں 'کیوں کیا ہوا۔" اس کا ایسے پوچھنا انہیں سمجھ نہیں آیا تبھی اس کو دیکھ کے پوچھنے لگیں۔

"آپ نے غور نہیں کیا کبھی۔۔۔" وہ آہستہ آواز میں بولتی ہوئی ان کے زرا قریب ہوئی۔ "وہ مجھے گھورتا رہتا ہے۔" اس نے منہ بنا کے کہا تو چچی ہلکا سا ہنس دیں۔

"اب انسان اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھے بھی نہ۔" انہوں نے چھیڑنے والے انداز میں بات کہی جب کہ تحریم کو لگا کہ شاید اس کو سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

"کیا مطلب؟" اس نے جیسے کنفرم کرنا چاہا۔ تبھی مکمل ہوش میں آتے ہوئے سوال کرنے لگی۔

"تو اور کیا، ثاقب انکل کی فیملی آئی ہی اسی لیے ہے یہاں کہ وہ تمہارے اور دایان کے رشتے کی بات آگے بڑھا سکیں' مجھے بھابھی نے کہا تھا کہ تمہیں بتا دوں لیکن مجھے موقع ہی نہیں ملا تھا(اس کی حیرت سے پھیلتی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے

چچی نے بات کہی) اب تم نے مجھ سے پوچھا تو بتا دیا۔ جلد ہی شادی کا ارادہ رکھتے ہیں آپ کے ہونے والے شوہر جناب۔“ آخر پہ چچی نے جان بوجھ کے زو معنی سا کہا تو تحریم کو شرم سی محسوس ہونے لگی۔

“تو مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔” وہ بہت ہلکی آواز میں بولی، یہ ایسا انکشاف تھا جس کی ابھی وہ قطعی امید نہیں تھی کر رہی کہ ایسا بھی ہو گا۔

“بس مجھے موقع نہیں ملا۔” چچی جان نے جیسے اپنی غلطی مانی تھی۔

“کہاں جا رہی ہو؟” بنا کچھ کہے تحریم وہاں سے جانے لگی جب چچی زوئلہ نے روکا۔

“وہ میں روم میں.” اتنا کہہ کے پھر اس نے نہیں سنی کہ وہ کچھ کہہ رہی تھیں، جلدی سے روم میں آ کے بند ہو گئی۔

“اس کو کیا ہو گیا۔” چچی زوئلہ اس کی حرکت پہ پہلے حیران ہوئیں پھر ہلکا سا ہنس دیں۔

“نگی ٹھیک کہہ رہی تھی وہ واقعی مجھے الگ نظروں سے گھورتا تھا لیکن گندی والی نہیں۔” روم میں آتے وہ بیڈ پہ لیٹ گئی اور سوچنے لگی۔

“وہ مجھے چاہت بھری نظروں سے دیکھتا تھا' کیا میں اسے اچھی لگتی ہوں۔” کروٹ بدلتے ہوئے اس نے سوچا۔

صبح کی روشنی اب نظر آنا شروع ہو گئی تھی۔ رات میں جیسے کسی نے تیز لائٹس جلائی ہوں اور اس کی روشنی کھڑکی سے اندر آ رہی تھی۔

اسے وہ باتیں یاد آنے لگیں جو وہ تھوڑی دیر سحری سے پہلے اس سے کہہ رہا تھا۔ دایان کی باتوں کا مطلب اب سمجھ آ رہا تھا۔ بے ساختہ ہی اس کا ہاتھ رخسار ہی طرف گیا جو تپنے لگا تھا۔۔

” امی نے بتایا تھا کہ یہ ایک مہینہ کے لیے آئے ہیں تو کیا شادی اسی دوران ہو گی۔۔۔“ اچانک ہی ذہن میں کہی ہوئی امی کی بات یاد آئی تو لب آپس میں پیوست ہوئے۔ اگر واقعی ایسا ہوا تو، وہ تو جانتی بھی نہ تھی دایان کو، ایک ہی دن میں اتنا بڑا انکشاف ہوا گیا تھا اس پہ۔

انہیں باتوں کو سوچتے ہوئے وہ دوبارہ نیند کی وادی میں جا چکی تھی۔

• • • • • • • • • • • • • •

دوپہر کو جب وہ مہرو اور تیمور کو لیے باہر لان میں گھاس پہ بیٹھی تیمور کو پڑھا رہی تھی تب گڈو بھی ان کے پاس آ گیا۔ نگی ابھی تک سو رہی تھی۔ میران اور دایان بھی ابھی اٹھے نہیں تھے اور ظہر ہی نماز کا وقت ہونے والا تھا۔ باقی بڑے حضرات اپنے کاموں کی طرف روانہ تھے۔

” تیمور غلط لکھ رہے ہو' یہاں سے ٹھیک کرو.“ اس کی گود میں مہرو بیٹھی تھی جبکہ تیمور اس کے سامنے اپنی کتابیں پھیلائے بیٹھا تھا۔ تحریم نے بھی سائیڈ پہ اپنی ایک بک کھول رکھی تھی۔

” تحریم آپی مجھے روزہ لگ رہا ہے۔“ وہ منہ بنا کے بولا اور اپنی کاپی کو سائیڈ پہ کیا۔

کل والے ہی ہلکے پیلے رنگ کے سوٹ میں تھی وہ۔ بال ابھی کیچر میں قید تھے پیچھے، چٹیا آج نہیں کی ہوئی تھی۔ موسم زرا خوش گوار تھا تبھی وہ لان مین موجود تھی ورنہ ان دنوں تو گرمی بے حال کر دیتی تھی۔

چہرے کے ایک سائیڈ پہ لٹیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں جبکہ کل والی چاند بالیاں ابھی بھی کانوں میں موجود تھی جو اس کے ہلکے سے ہلنے پہ ہلکورے کھا رہی تھیں۔

” یہ کوئی تم مجھے دسویں بار بتا رہے ہو کہ تمہیں روزہ لگا ہے اور اسی چکر میں تم بیس بار اپنا روزہ پکا کر چکے ہو کھانا کھا کے۔“ تحریم آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی جواب سینے پہ ہاتھ باندھے منہ پھلا کے بیٹھا تھا۔

ناولز حب ایک انقلابی اردو ادب پبلشنگ ادارہ ہے۔

ناولز حب ہر طرح کے ناول، کہانی، اور افسانہ کو شائع کرنے کے لیے کام کرتا ہے۔

اگر آپ ایک لکھاری ہیں یا اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں تو ناولز حب آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔

ناولز حب کا کام صرف ویب سائٹ پر پبلش نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ناولز حب کے فیسبک گروپ، ناولز حب فارم کمیونٹی پر بھی شائع کیا جاتا ہے۔

لیکن یاد رہے ناولز حب کسی بھی قسم کی غیر اخلاقی تحریر اور بولڈ ناولز کو سپورٹ نہیں کرتا۔

اپنی تحریر کو ناولز حب کے کسی بھی ادارے پر ارسال کر سکتے ہیں یا پھر درج ذیل دیے گئے لنکس اور نمبر پر رابطہ کریں..!

SEND US YOUR NOVEL IN MS WORD FILE OR IN TEXT FORM WITH FOLLOWING DETAILS

📍STORY NAME :
📍WRITER NAME:
📍STORY THEME :
📍STORY STATUS (COMPLETE OR ONGOING) :
📍STORY DESCRIPTION (IN URDU) :
📍INSTAGRAM ID (WITH SAME SPELLINGS):

ON OUR EMAIL ADDRESS.
NOVELSHUB.PK@GMAIL.COM

EMAIL US YOUR NOVEL/EPISODE ON GIVEN ABOVE DETAILS.
ALL DETAILS ARE COMPULSORY TO SEND.

لکھاری اپنا کام فارم کمیونٹی اور فیسبک گروپ میں پوسٹ کر سکتے ہیں۔

FACEBOOK GROUP LINK :

HTTPS://WWW.FACEBOOK.COM/GROUPS/303089327711821/

FORUM COMMUNITY LINK :

HTTPS://NOVELSHUB.PK/COMMUNITY/

کسی بھی قسم کی معلومات کے لئے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

03205397046

یا ہمارے انسٹاگرام پیج پر ہماری ٹیم سے رابط کر سکتے ہیں۔

HTTPS://WWW.INSTAGRAM.COM/NOVELSHUB/

منجانب
انتظامیہ ناولزحب

”ہاں تو مجھے موبائل بھی تو نہیں دیکھنے دے رہی آپ ورنہ روزہ نہ لگتا۔“ تیمور اس کا قصور گنواتا ہوا بولا اور دوبارہ سے کاپی پکڑ کے اس پہ کام کرنے لگا۔

”ڈیل ہوئی تھی ناہم میں کہ جب تم کام کر لو گے تب مل جائے گا۔“ وہ آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی تو تیمور منہ بسور کے رہ گیا۔

”رمضان میں مجھے رشوتیں دے رہی ہیں آپ۔“ وہ اس کو اس کے ظلم یاد کروانے لگا۔

”اس کا الگ سے حساب ہو گا۔“ وہ انگلی اٹھا کے اس کو وارن کرتا ہوا بولا اور غصے سے کاپی کھول کے کام کرنے لگا۔

”زیادہ مولوی نہ بنو تم کام کرو۔۔ مہرو کیا کر رہی ہو۔“ تیمور کے سر پہ ہلکی سی چپت لگاتے وہ مہرو کو بولنے لگی اس کی طرف رخ کیے اس کے بالوں کو کھینچ رہی تھی۔

”ہائے میرے بال مہرو۔۔۔ گندی بچی۔“ اچانک ہی اس نے بال زور سے کھینچے تو وہ تڑپ اٹھی۔

”مہرو میرے کان۔“ اب وہ اس کے کان میں موجود بالیوں کو کھینچنے میں مصروف ہو گئی۔

”اچھا ہوا۔“ تیمور نے مزے سے تبصرہ کیا اور تھوڑا کھسک کے فاصلے پہ ہوا کہ میری شامت نہ آ جائے۔

”اس کو مجھے دے دیں۔“ گڈو نے ہاتھ آگے کیے کہ وہ مہرو کو پکڑ لے لیکن وہ تحریم کے ساتھ مزید چپکی کہ وہ گڈو کے پاس نہیں جانا چاہتی۔

”جاؤ بھائی باہر جا رہا ہے۔“ اس نے بہلاتے ہائے گڈو کو مہرو پکڑائی اور اپنے بال ٹھیک کرنے لگی جو وہ خراب کر چکی تھی۔

” تیمور تماشے کم کرو اور کام کرو اپنا۔“ تیمور کو کاپی پہ لائنز لگاتے دیکھ تحریم نے ڈانٹا اور اپنی پاس رکھی کتاب پڑھنے لگی تبھی اس نے دروازے سے باہر نکلتے دایان کو دیکھا۔

بلیک ڈریس شرٹ میں، کف مڑے ہوئے' بال گیلے تھے جیسے ابھی باتھ لے کے آیا ہو۔ بلیک ہی پینٹ پہنے وہ مسکراتا ہوا ادھر کی طرف ہی آ رہا تھا۔

” آپ کو پتا رات کو ماما بابا سے کیا بات کر رہی تھیں۔“ تیمور نے بھی دایان کو یہاں آتا دیکھ لیا تو فوراً رازداری سے تحریم سے بولا تو اس نے دایان سے نظریں ہٹا کے تیمور کو دیکھا۔

” کیا کہہ رہی تھیں؟“ دایان کو نظر انداز کرنے کی خاطر وہ اپنی بک گود میں رکھ گئی جیسے اس کی آمد سے بے خبر ہو۔

” یہی کہ یہ جو میرون بھائی کے بڑے بھائی ہیں نا، دایان بھائی وہ آپ کے دلہا ہیں۔“ چور نظروں سے دایان کو دیکھتا ہوا وہ تحریم کو بڑوں کی طرح بتاتے ہوئے جلدی سے کاپی میں مصروف ہوا کیونکہ دایان قریب آ چکا تھا۔

تحریم جو اس کی بات بے دھیانی سے سن رہی تھی پہلے تو لفظ 'میرون' پہ حیران ہوئی پھر آنکھیں ہی پھیل گئیں اگلی بات پہ۔ مطلب اسی کو معلوم نہیں تھا باقی سب تیاری کر کیے بیٹھے تھے۔

” ایسا کچھ نہیں ہے۔“ تیمور کو آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی اور اس کو پڑھنے کا اشارہ کیا۔

” کیسا نہیں ہے بھئی، بیٹھ جاؤں؟“ دایان اس کا آخری جملہ سن چکا تھا تبھی بیٹھنے کی اجازت چاہنے لگا۔

” بیٹھ جائیں۔“ تحریم بغیر دیکھے بولی۔

” نہیں! یہاں ہم بیٹھے ہیں۔“ تیمور فوراً سے پہلے چیخا تو تحریم خجل سی ہوئی۔

” بری بات تیمور۔“ تحریم نے جھڑکا' دایان بنا اس کی بات پہ غور کیے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گیا۔

” کیا بات ہو رہی تھی میرے آنے سے پہلے؟“ وہ مسکراتا ہوا تیمور سے پوچھنے لگا۔

”یہی کہ آپ تحریم آپی کے۔۔۔ “

”تیمور۔۔۔!“ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تحریم چیخنے کے انداز میں اس کو باز رکھنے لگی۔

تیمور کے ایسا بولنے پہ اور تحریم کے روکنے پہ دایان جانچتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

دایان خاموشی سے دونوں کو دیکھنے کے بعد ایسے ہی باہر گیٹ کو دیکھنے لگا جبکہ تحریم نظر انداز کرتی ہوئی اپنی کتاب پڑھنے لگی۔

”ہو گیا اب موبائل دیں مجھے۔ “

کاپی کو بیگ میں ڈالے وہ اپنا موبائل مانگنے کے بجائے تحریم کی سائیڈ سے اٹھاتا ہوا اندر کی جانب بھاگ اٹھا جبکہ وہ تلملا کے رہ گئی کہ کام چیک بھی نہیں کروایا اور اندر بھاگ گیا۔

اب اس کو اکیلے یہاں دایان کے ساتھ بیٹھنا عجیب لگ رہا تھا۔ ابھی ایک ہی دن تو ہوا تھا وہ یہاں آیا اور ایسے میں وہ اس کو جانتی بھی نہیں تھی اوپر سے اس پہ دھماکہ ہو گیا تھا گھر والے اس کی شادی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو ایسے میں وہ اس سے کیا بات کرتی۔

”کیا سٹڈی کر رہی ہو؟“ فائنلی دایان کو لگا کہ بات شروع کرنی چاہیے تو اس نے تکلف کی دیوار ہٹانے میں پہل کی۔

”کیا لگ رہا ہے؟“ تپا ہوا جواب آیا۔

”بہت اچھا لگ رہا ہے۔“ اگر وہ تپی تھی تو یہاں وہ تپانے کو تھا۔ اس جواب پہ وہ خاموش ہو گئی۔

”دیکھیں اس طرح اچھا نہیں لگتا آپ کا یہاں میرے پاس ایسے بیٹھنا جبکہ ہمارے درمیان ایسا کوئی تکلفانہ رشتہ بھی نہیں۔“ تحریم دوٹوک انداز میں بولی، اس کا ارادہ اندر جانے کا بالکل نہیں تھا لیکن اس کو اندر بھیجنے کا ضرور تھا۔

”رشتہ۔۔۔ ہوں۔“ اس کی بات سن کے وہ جیسے متاثر ہوا اور رشتہ لفظ پہ زور دیا۔

” تو بنا لیتے ہیں رشتہ کیا خیال ہے۔“ وہ اتنا سٹریٹ فارورڈ تھا تحریم کو اندازہ نہیں تھا تبھی اس کی زو معنی بات پہ اس کے رخسار تپ اٹھے۔

” پلیز۔۔ مجھے نہیں پتا آپ کیا کہنا چاہ رہے لیکن مجھ سے ایسی بات نہ کریں.“ وہ نظریں چراتی ہوئی بولی تو اس کی بات پہ وہ خوبصورتی سے ہنس دیا۔

” آپ کو پتا بھی نہیں اور آپ سے میں 'ایسی' باتیں بھی نہ کروں، یعنی آپ کافی سمجھدار ہیں۔“ وہ داد دینے والے انداز میں مسکرا کے بولا تو تحریم جھنجھلا کے رہ گئی۔

” آپ یہاں کیا کر رہے ہیں جائیں یہاں سے۔“

” آپ کو کیا لگتا ہے؟“ تھوڑی دیر پہلے والا جملہ ایسے ہی لٹایا گیا جس پہ تحریم نے نظریں اٹھا کے اس کو دیکھا جس کی کالی آنکھوں میں ہمیشہ والی چمک واضح تھی۔

” دیکھیں مجھے اس طرح کے آزاد خیال مرد پسند نہیں۔“ وہ جیسے بہت کچھ باور کروا رہی تھی۔

” واللہ میں بالکل بھی آزاد خیال مرد نہیں ہوں، گارنٹی۔ جب تک نکاح نہیں ہو جاتا ایسا کچھ فیل نہیں ہو گا۔“ وہ ہاتھ اٹھا کے جیسے سرنڈر کرنے والے انداز میں بولا تو تحریم کو اب کی پھر زو معنی بات پہ غصہ آیا۔۔۔

” عجیب لڑکا تھا جو فری ہوئے جا رہا تھا۔“

” تحریم باجی وہ آپ کو۔۔۔ اووہ۔“ دفعتاً اندر سے نگی اپنا پراندہ جھلاتی ہوئی تحریم کو بلانے آئی لیکن اس کے ساتھ دایان کو دیکھتے ہوئے ہونٹوں کو گول شیپ میں کیا جیسے اس کو توقع نہیں تھی۔ تحریم کے ساتھ ساتھ دایان کا دھیان بھی نگین کی طرف اٹھا۔

”کرش جی بھی یہاں موجود ہیں، لوبرڈز۔“ دل میں سوچتی ہوئی وہ مسکراتی ہوئی نزاکت دکھاتی چلتی ہوئی ان کے قریب آنے لگی جب اچانک ہی وہ پاؤں مڑنے کی وجہ سے لڑکھڑائی۔

”دھیان سے۔“ تحریم کے بولنے سے پہلے ہی دایان بول اٹھا۔ نگی معصوم شکل بناتے سیدھی ہوئی اور مسکراتی ہوئی اس کو دیکھنے لگی۔

”میں ٹھیک ہوں آپ فکر نہ کریں۔“ وہ میٹھے لہجے میں بولی کہ تحریم نے اس کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔ اس کا جھوٹ موٹ کا لڑکھڑانا وہ نوٹ کر چکی تھی۔ اور دایان کا اس کو آگے سے کہنا اس کو ساتویں آسمان پہ پہنچا گیا تھا۔

”تحریم جی آپ کو اندر آپ کی ساسوماں میرا مطلب کرش جی کی۔۔۔ میرا مطلب جی کہ وہ آپ کو مہمان والی آنٹی بلا رہی ہیں۔“ نگین کو بھی علم ہو چکا تھا کہ یہ سب تحریم کے سسرالی ہیں تبھی وہ یہاں شش و پنج میں پڑ گئی کہ کیا کہے۔۔۔

”زبان کو کنٹرول میں رکھو نگی۔۔“ نگین کو گھورتی ہوئی وہ بنا دایان کو کچھ کہے اندر کی جانب چلی گئی جبکہ دایان مسکراتی نظروں سے اس کی پشت پہ بکھرے بالوں کو دیکھنے لگا۔

”سنو۔۔۔“ تحریم کے جاتے ہی اس نے نگین ہو مخاطب کیا۔

”ہائے اللہ' جی۔“ وہ تو جیسے جی اٹھی۔

”یہ تم نے کرش کس کو کہا تھا، نظروں کو کنٹرول میں رکھو، یہ جو ابھی تمہاری تحریم بی بی گئی ہیں نا ان کا ہوں کافی ہوں، نظریں کہیں اور ٹکاؤ۔“ دایان سنجیدگی سے بولتا ہوا دوبارہ اندر کی طرف چل دیا۔

”اے لو۔۔۔ ابھی تو ایک دن ہی ہوا تھا اور مجھے منع ہی کر گئے۔ خیر ان کی تو ویسے بھی سیٹنگ ہو گئی تھی۔۔ چھوٹا تو ہے نا۔ چل نگینہ حسینہ دوسرا کرش تو ہے نا۔“ دایان کی پشت کو دیکھتے ہوئے وہ دکھی انداز میں بولی پھر میران کو سوچتے ہوئے وہ دوبارہ خوش ہو گئی۔

" چلو جی اندر چلیں۔ " وہ پراندہ گول گول گھماتی ہوئی سب میں جا کے گھسنے کا ارادہ رکھتی تھی کیونکہ وہ سب شادی کی بات کر رہے تھے۔

• • • • • • • • • • • • • • •

" اوہو۔۔ تحریم جی آئیں ہیں۔ " میران اندر لاونج میں سب خواتین کے ساتھ بیٹھا ان کی باتوں میں حصہ دار تھا جب تحریم ایک ہاتھ میں بک اٹھائے اندر آئی۔۔۔ اس کے پیچھے ہی دایان بھی۔۔

وہ نیچے فلور کشن بچھائے اس پہ بیٹھا صوفے سے دوسرا کشن اٹھائے اسے باہوں میں بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔

" آیئے آیئے آپ کا ہی ذکر ہو رہا تھا۔ " وہ بے تکلفی سے بولا تو تحریم ناسمجھی سے میران سے کچھ فاصلے پہ ہی بیٹھ گئی۔

وہ ان دونوں بھائیوں سے پہلی بار مل رہی تھی لیکن دونوں اس طرح بے تکلف تھے جیسے صدیوں سے اس کا یارانہ ہو ان کے ساتھ۔

" کیا بات ہو رہی تھی؟ " تحریم نے پوچھا۔

" بتا دوں یا تھوڑا سا سسپینس رکھوں۔ " میران آنکھوں میں شرارت لیے بولا جس پہ وہ مسکرا دی۔

" مرضی ہے کیونکہ میں سسپینس کے پیچھے نہیں بھاگتی۔ " وہ بھی شانے آچکا کے بولی تو میران ہلکا سا ہنس دیا۔

دایان ان کے پاس ہی صوفے پہ بیٹھا ہوا ان کی باتوں کو ملاحظہ کر رہا تھا۔

" افطاری پہ پھر باقاعدہ رسم کر دیتے ہیں۔ " مسز ثاقب نے بولا تو باقی سب نے حامی بھری۔

" یہ ٹھیک ہے کیونکہ میری بیٹی اُشنا بھی شام تک یہاں آ رہی ہے ہوسٹل سے واپس تو اپنی اکلوتی کزن کی منگنی میں شرکت کر لے گی۔ " پھپھو بھی خوش ہوتے ہوئے بولیں۔ جبکہ اپنی منگنی کی بات سنتے تحریم کو یہاں اپنا بیٹھنا اچھا نہیں

لگا۔ یقیناً زوئلہ چچی نے بتادیا ہو گا امی کو کہ وہ اسے بتا چکی ہیں رشتے کی بات تبھی وہ سب نارملی اس کے سامنے ری ایکٹ کر رہے تھے۔

تحریم کی بے ساختہ نظر پاس بیٹھے دایان کی طرف اٹھی تو وہ اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا۔ ایک فطری شرم و جھجک فوراً آڑے آگئی تو ایکسکیوز کرتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی۔

”یہ جن جیسی شکل لے کے تم نے یہاں ضرور بیٹھنا تھا، بھابی ڈر کے بھاگ گئی۔“ میران نے دایان کو ساتھ لتاڑا تو وہ گھور کے رہ گیا۔

”میرون بھائی آپی آپ سے ڈری ہونگی کیونکہ آپ پاس بیٹھے تھے۔“ تبھی تیمور موبائل سے اپنی مصروفیت ہٹاتا ہوا میران کو بولا جبکہ اپنے نام کا کچومر دیکھتے وہ حیران ہو گیا۔

”چھوٹے پیکٹ۔۔۔ میران نام ہے میرا۔۔ میرون نہیں۔“ وہ آنکھیں دکھاتا ہوا بولا۔

”مطلب رات کو منگنی ہو گی تو سب تیار شیار بھی ہونگے نا۔“ نگی نے اپنے مطلب کی بات کی۔

”تو فکر نہ کر تیرے لیے برتن سجا دیں گے ہم۔“ پھپھو نے نگی کا حساب برابر کیا تو وہ منہ بنا کے رہ گئی۔

”ہونہہ۔“ وہ ناک بھوں چڑھا گئی۔

”میں ذرا بھابی کے پاس سے ہو آؤں تھوڑی دوستی بڑھائیں ان سے۔“ میران تو پل میں اٹھا اور بھاگا تحریم کے کمرے کی طرف۔

”لو جی چھوٹا کرش بھی گیا۔“ پیچھے نگی افسوس کرتی رہ گئی۔

• • • • • • • • • • •

” اندر آنے کی اجازت ہے؟“ میران دروازہ ناک کرکے باہر کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا جو اپنے باکس میں مختلف جھمکے بالیاں دیکھ رہی تھی۔

وہ ابھی اپنی کیفیات سمجھ نہیں پا رہی تھی، ابھی صبح اس پہ یہ انکشاف ہوا تھا کہ یہ سب اس کے رشتے کی بابت یہاں آئے ہیں اور اب رات کو منگنی، اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی کیفیت کو کیسے بیان کرے، یا ابھی وہ کیا فیل کر رہی تھی تبھی وہ وہاں سے اٹھ آئی۔

” جی آجاؤ۔“ اس کی اجازت ملنے کی دیر تھی میران فوراً اندر آیا اور اس کے بیڈ پہ پاؤں پسارے بیٹھ گیا۔

” آپ میرے بارے میں کچھ غلط تو نہیں سوچ رہی نا۔“ وہ نادم سا سر کھجاتا ہوا بولا تو تحریم نے نا سمجھی سے دیکھا۔

” میں کیوں غلط سوچوں گی۔ “

” وہ رات کو جو سین ہوا تھا۔“ وہ سحری کے وقت جگانے والی بات کا زکر کرنے لگا جو گڈو اور اس کے ساتھ ہوا۔

وہ سب یاد آتے ہی تحریم کی ہنسی کا فوارا چھوٹ گیا جس پہ میران نے ناراض نظروں سے دیکھا۔

” دایان ایویں نہیں کہتا کہ آپ ہنستی پیاری لگتی ہیں۔“ اس نے بھی شرارت سے کہتے بدلہ لیا تو اس کی ہنسی کو بریک لگا۔۔ حیرت سے وہ میران کو دیکھنے لگی۔

” تمہارے بھائی نے کہاں دیکھا مجھے؟“ انداز تفتیشی تھا۔

” دیکھا! وہ سب جانتا ہے آپ کے بارے میں، انفیکٹ جانتے تو ہم بھی ہیں۔۔ دو مہینوں سے رشتے کی بات چل رہی تھی، روز ماما کا فون آتا تھا روز باتیں ہوتی تھیں۔۔“ میران نے معلومات میں اضافہ کیا، اب تحریم کو افسوس ہونے لگا کہ اس کو کیوں نہیں معلوم تھا کہ یہ سب باتیں چل رہی تھیں۔

” واقعی میں۔۔!“ وہ حیران ہوئی۔

” روز رات کو تصویریں دیکھ کے سوتا ہے۔“ اس نے مزید کہا تو تحریم نے پہلے آنکھیں پھیلا کے دیکھا پھر نظریں چرا گئی یقیناً اس کی بات سنتے اسے شرم محسوس ہوئی۔ جس سے میران کافی محظوظ ہو رہا تھا۔

” ہم اپنی باتیں کرتے ہیں۔۔“ وہ بات بدلنا چاہتی تھی تبھی ٹوک گئی۔

” ارے اپنی ہی تو کر رہے ہیں۔۔ دایان کرایا تھوڑی ہے میرا مطلب پرایا تھوڑی ہے۔“ وہ دانت نکالتا ہوا بولا تو تحریم نے نظروں کا زاویہ دوسری جانب مرکوز کیا۔

” آپ کی کوئی دوست نہیں؟“ میران نے تکیے کے نقش و نگار کو ناخن سے کھروچتے ہوئے عام سے انداز میں پوچھا۔

” جی۔۔۔!“ وہ سمجھی نہ تھی۔

” ارے مطلب کہ آپ کی کوئی دوست نہیں جو آپ سے ملنے آتی جاتی رہتی ہو۔“ اب کی بار اس نے جیسے تھوڑا کھل کے کہا تو تحریم نے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

” ہیں تو۔۔ لیکن سب یا تو میرڈ ہیں یا انگیجڈ.“ تحریم بھی سنجیدگی سے اس کو چڑانے کے لیے بولی کیونکہ وہ اس کے پوچھنے کا مطلب سمجھ چکی تھی۔

” دیکھا تبھی۔۔۔ دایان کو بھی شادی کی جلدی تھی کیونکہ آپ کی کوئی دوست سنگل نہیں بچی، تو وہ بھی نہیں چاہتا کہ اب آپ سنگل رہو اور نہ وہ خود۔“ اس کی بات پہ وہ دل کھول کے ہنسا تھا اور ساتھ ہی پھر سے شرارت سے کہتا گیا جس پہ تحریم کی بولتی بند ہو گئی۔

” تم کتنے بدتمیز ہو۔“ اب جب تکلف کی دیوار دونوں میں گری تو تحریم نے بلا جھجک اس کو نام سے نوازا جس کو وہ ہنس کے قبول کر گیا۔

” آپ کو منانا تو بہت آسان ہے۔“ وہ خوش ہوا تھا کہ تحریم اس سے بات کرنے لگی تھی۔

……

”ہاں جی گائیز ابھی تو میں نے افطاری کا ابھی کچھ نہیں سوچا، سوچ رہی تھی کہ باہر سے کچھ آرڈر کریں۔“ یہ نگی تھی تو شاید لائیو سیشن چلا رہی تھی انسٹاگرام پہ۔۔ ابھی وہ اپنے اور پھپھو نے مشترکہ کمرے میں موجود تھی اور بیڈ پہ پاؤں سیدھے کیے مزے سے باتیں کر رہی تھی۔

”آپ سب کو تو معلوم ہے نا کہ میری باس تھوڑی موڈی ہیں تو ابھی وہ باہر گئی ہیں اور میں آج فارغ تھی، تبھی ریلیکس ہوں ورنہ کہاں ہوتی ہے آپ نگینہ حسینہ فارغ۔“ وہ ساتھ ساتھ ان کے سوالوں کے بھی جواب دے رہی تھی جب اچانک سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور نگین کی نگاہ سامنے دروازے کی جانب اٹھی۔

”یہ تو کس موئے سے انگریزی میں بات کر رہی تھی۔“ انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ آتے ہی شروع۔۔ ان کی بات پہ نگین بوکھلا اٹھی۔۔

اس کی بھی عزت تھی اپنے دو سو ہزار فالوورز کے سامنے۔

”چلیں گائیز ہم پھر لائیو آئیں گے ابھی باہر کسی خاتون کا شور آنا شروع ہو گیا ہے شاید کوئی پاگل عورت کو دورے پڑنے ہیں۔“ نگین نے جلدی سے اپنا لائیو ختم کرنا چاہا کیونکہ پھپھو بولنا شروع ہو گئی تھیں۔

”کون پاگل عورت مجھے تو کوئی آواز نہیں آ رہی۔۔۔ اور تو زرا کیچن میں جا کے عارفہ بی بی کی مدد کروا دیتی بجائے یہاں فارغ بیٹھنے کے، ایک تو پتا نہیں یہ موا موبائل کس نے لے دیا تجھے جو ہر وقت اس کے ساتھ چپکی رہتی ہے۔“ نگی کی قسمت ہی ماڑی تھی جو لائیو اینڈ ہونے کو ہی نہیں آ رہا تھا۔۔ اور پھپھو اس پہ تیر برسائی جا رہی تھیں۔

”منگیتر نے دیا تھا۔۔ زرا ایک منٹ چپ کریں۔“ موبائل کی سکرین پہ ہاتھ رکھے وہ دبی دبی آواز میں غرائی اور پھر موبائل سامنے کرتے زبردستی مسکرائی اور اللہ حافظ کہنے لگی لیکن ہائے یہ موبائل۔۔۔

” تیرے اس منگیتر کو تو اب پوچھوں گی میں، فیشن کی دکان بن کے پھرتی رہتی ہے۔۔ اور اب یہ کیا بار بار موبائل سامنے کر کے بتیسی دکھا رہی ہے ادھر لا مجھے دے۔“ پھپھو آنکھیں دکھاتی ہوئی کڑے تیوروں سے اس کی جانب بڑھیں اور زبردستی اس سے موبائل لیتی دیکھنے لگی تو فرنٹ کیمرہ میں خود کا چہرہ نظر آیا۔

” یہ بڈھی عورت کون ہے؟“ وہ ماتھے پہ بل لیے بڑبڑائی تو نگی نے ہڑبڑا کے ان کے ہاتھ سے موبائل چھینا اور آف ہی کر دیا۔

” نیٹ پہ آؤ گی آپ کل اب۔۔۔ اتنی بڑی شکل جو آگے لے آئیں تھی سامنے۔“ نگی غصے سے بولتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔ ”خود کو بڈھی کہہ رہی تھیں پہچانا بھی نہیں خود کو۔“ اس کو اب رونا آ رہا تھا۔ اتنی محنت سے وہ لائیو آئی تھی سامنے آتے ہی پھپھو نے سارے پہ پانی پھیر دیا۔

” چل نگی اب آج انسٹا گرام سے چھٹی مار۔۔۔ ورنہ سب پوچھ پوچھ کے مار دیں گے کہ وہ موٹے منہ والی عورت کون تھی۔“ خود پہ افسوس کرتی وہ کیچن میں داخل ہوئی جہاں زوئلہ چچی اور امی پہلے سے موجود تھیں۔

....

” آجاؤ آجاؤ جلدی سے بھائی کو بال کرواؤ۔“ میران شام کے پانچ بجے لان میں کھڑا مہرو اور تیمور کو لیے گیند بلے سے کھیلا رہا تھا۔

تیمور ابھی اپنی ماں سے مار کھا کے آیا تھا۔ تو منہ پھلا کے بیٹھا موبائل میں گم تھا جبکہ میران مہرو کو بال پکڑائے اس کو کروانے کی ہدایت کر رہا تھا جو وہ پھینکتی تو اس کے پاس ہی کہیں گر جاتا۔

گیند اس کے قدموں کے پاس ہی گرتی تو نیچے بیٹھ کے وہیں اس کو تلاشنے لگتی پھر کھڑی ہو کے کروانے لگتی تو پھر پاس ہی گر جاتی۔

میران ہنستا ہوا اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا اور پاس بڑھی روح تیمور کو بھی جو ان سے بے نیاز تھا۔

"بال۔۔۔" آخر تھک ہار کے مہر و خود ہی گیند اٹھاتی ہوئی میران کے پاس لے آئی کہ اب وہ اس کو بلّا دے دے۔

ابھی میران نے اس کو پکڑایا ہی تھا کہ وہ وزن برداشت نہ کرتی ہوئی نیچے جا بیٹھی اور ہنس دی۔

"ہیں جی یہ یہاں کیا ہو رہا ہے." اندر سے آتی ہوئی نگی یہاں برآمد ہوئی اور میران کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی.

"کھیلنے میں مصروف ہیں ہم۔" وہ مسکرایا تھا جب نگی بھی جوش سے آگے بڑھی.

"مجھے بھی بہت شوق ہے۔ میں نے بھی کھیلنا ہے۔" وہ کچھ اشتیاق سے بولی تو میران نے کندھے اچکائے اور بلّا پکڑے نگی کو تھمایا ساتھ ہی خود بال پکڑے کچھ فاصلے پہ ہوا۔

"تیار ہو نگی میڈم۔" بال کروانے سے پہلے میران نے طنزیہ مسکراہٹ اچھالتے پوچھا۔

"نگینہ حسینہ ہر پل تیار رہتی ہے۔" اپنے پراندے کو پیچھے کی طرف ایک ادا سے پھینکتے ہوئے وہ بولی تو میران سر جھٹکتا ہوا اس کو بال کروانے لگا۔

"پہلی ہمیشہ ٹرائی ہوتی ہے۔" ہٹ نہ کرنے کی صورت میں وہ جلدی سے بولی۔

"یہ رول کب سے بنا ہے؟" میران واپس سے گیند اٹھاتا ہوا بولا۔

"جب سے نِگی نے کھیلنا شروع کیا ویسے۔۔۔ آر یو آن انسٹاگرام؟" وہ ایک ادا سے بولی پھر کچھ یاد آنے پہ فوراً سے چہکی۔

"ہاں جی کیوں!" اب کی بار ہلکی سی گیند کرواتے ہوئے وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔

"فولو می ایٹ نگینہ حسینہ۔" اپنا پراندہ جھٹک کے وہ اترا کے بولی تو میران نے داد دینے والا انداز میں ابرو اچکائے۔

"گڈو پپو ادھر آؤ ذرا۔" گڈو باہر گیٹ سے اندر داخل ہو رہا تھا جب میران سے اس کو آواز دی۔

”نہ میں بالکل بھی نہیں آرہا، تم گندی نیت والے انسان۔ روزہ ہے میرا۔“ وہ فوراً سے پہلے بولتا ہوا اندر کی طرف بڑھنے لگا جب میران اس کی بات سنتے تلملا اٹھا اور اس کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا۔

”امی میری عزت۔۔۔“ وہ چیختا ہوا لان کے دوسرے حصے کی جانب بھاگا جب اچانک ہی دھڑام سے نیچے گرا۔

”سلامت رہے گی تیری عزت، مجھے لڑکیاں پسند ہیں تم جیسے لمبے سوکھے لڑکے نہیں.“ اس کی ٹانگ کو کھینچتے ہوئے وہ گھسیٹنے لگا اور اس حصے میں لے آیا جہاں وہ کھیل رہے تھے۔ نگین تب تک اپنا موبائل نکال چکی تھی اور ان دونوں کی ویڈیوز بناتی ساتھ ساتھ سٹوریز لگا رہی تھی۔

”چلو یہ بال پکڑو اور مجھے کرواؤ۔۔ بس اتنی سی بات تھی۔“ بال کو اس کی جانب اچھالتے ہوئے وہ بولا اور خود جا کے اپنی جگہ سنبھالی۔

”تو سیدھے طریقے سے نہیں کہہ سکتے تھے یوں ہراساں کرنا ضروری تھا۔“ وہ ناراضگی سے بولا اور بال پکڑتا ہوا کھڑا ہوا۔

نگین باقاعدہ کرسی پہ بیٹھی مہرو کو گود میں لیے اپنی ویڈیوز ریکارڈ کرنے لگی۔ ساتھ ساتھ اس کی کمنٹری بھی فل جاری تھی۔

پہلی بار پہ میران نے گیند ہوا میں اچھالی جو جا کے سیدھا گڈو کی ٹانگ کو لگی۔

”کیا چاہتے ہو لنگڑا ہو جاؤں۔“ وہ چلاتا ہوا اپنی ٹانگ سہلانے لگا۔ شام تھی تو ہوا ابھی معمول سے تیز چل رہی تھی۔

گڈو لنگڑاتا ہوا دوبارہ سے بال پکڑے کروانے لگا اب کی بار گیند اچھلتی ہوئی گیٹ کی طرف گئی 'سب کی نظریں گیند کے ساتھ ہی گھومی لیکن وہاں نظر پڑتے ہی سب کے منہ سے بے ساختہ ہی چیخیں برآمد ہوئیں۔

" امی میرا ہاتھ۔ " آنے والی کوئی لڑکی تھی جس کے ہاتھ سے بیگ چھوٹ کے نیچے جا گرا تھا اور وہ اب اپنا ہاتھ پکڑے کراہ رہی تھی۔ بیشک گینڈ ہارڈ نہیں تھی لیکن دور سے جب اڑتی ہوئی آئی تو زور سے لگی تھی کلائی میں۔ بلیک شلوار سوٹ میں ملبوس، سر پہ ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی' ہاتھ میں بیگ موجود تھا جو گیند لگنے کی وجہ سے چھوٹ گیا تھا۔

" آپ ٹھیک ہیں۔۔ سوری وہ بس ہم کھیل رہے تھے۔ " میران نہیں جانتا تھا اسے لیکن اس کے کراہنے پہ فوراً اس کے پاس آیا۔۔ ساتھ ہی گڈو اور نگین بھی آ گئی مہرو کو گود میں اٹھائے۔

" ڈرامے۔۔۔ " تیمور وہیں سے بیٹھا بیٹھا بڑبڑایا۔

" اُشنا آپا ٹھیک ہیں کیا یا زیادہ لگی ہے؟ " گڈو اس کا بیگ اٹھاتا ہوا فکر مندی سے بولا۔

" لا یہ مجھے دے۔ " نگین نے گڈو کے ہاتھ سے بیگ پکڑا۔ " اُشنا جی اندر چلو۔ " ساتھ ہی اس کو اندر چلنے کا کہا۔

" یہ کون ہے؟ " نے میران نے گڈو سے پوچھا تو وہ غصے سے 'بہن ہے میری' کہہ کے سر جھٹکتا ہوا اشنا کو لیے اندر بڑھ گیا۔

" دانی تم تو گئی اب۔ " خیالات میں اپنی پرانی گرل فرینڈ کو سوچتے ہوئے بولا اور دلکشی سے مسکراتا ہوا ان کے پیچھے ہی لپکا۔

••••••••••••••••

تحریم تھکی ہاری کیچن سے افطار کی تیاری کر کے ابھی نکلی ہی تھی کہ داخلی دروازے سے اس کو اُشنا اندر آتی ہوئی نظر آئی۔

" ارے تم کب آئی۔ سرپرائز ہو گیا یہ تو۔ " تحریم اپنی تھکن بھلاتی ہوئی اٹھی اور والہانہ انداز میں اس کے گلے لگی۔

”میں بس ابھی آئی ہوں۔ اور اندر آتے آتے اڑتی ہوئی گیند لگ گئی۔“ اس سے ملتی وہ ہنس کے گویا ہوئی تو تحریم کی نظریں اس کے پیچھے آتے باقی سب پہ بھی گئیں۔

”کیا گیند لگی ہے ہاتھ پہ، کس نے ماری۔“ اس نے آنکھوں میں حیرت سموئے پوچھا تو اُشنا نے میران کی جانب اشارہ کیا جو انجان بنا مہرو کو گود میں لے کے صوفے پہ بیٹھ گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا جیسے وہ یہاں موجود ہی نہیں۔

تحریم نے پھر تعارف کروایا کہ وہ کون ہے تو اُشنا نے سمجھ کے سر ہلایا۔ تحریم نے ابھی اس کو اپنے ہونے والے رشتے کے بابت نہیں بتایا تھا ہو سکتا تھا کہ وہ پہلے سے ہی جانتی ہو اس کے بارے میں۔ سب ہی تو جانتے تھے۔

اُشنا کے آنے کی خبر گڈو نے سب کو دی تو وہ خود جا کے کیچن میں ان سب سے مل آئی۔ سب اس کے آنے پہ خوش ہوئے تھے۔

”تحریم تمہارے وہ کہاں ہیں؟“ آخر کو اس کو بھی پہلے سے پتا تھا تحریم ٹھنڈی آہ بھر کے رہ گئی۔

”مجھے نہیں معلوم۔“ وہ جھنجھلا کے بولی اور صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ارادہ اب اس کا یہاں سے جانے کا تھا کہ اس ٹاپک سے بچ سکے۔

”سنو تو جا کہاں رہی ہو۔ میرے پاس تو بیٹھو۔“ اس کو جاتا دیکھ وہ شرارتاً بولی تو تحریم نے گھورا۔

”کام ہیں کیچن میں بعد میں تب تک تم آرام کر لو۔“ یہ کہتے ہی وہ کیچن میں چلی گئی۔

ظاہر سی بات تھی اس نے آج آنا تھا اور اس کی اماں نے فون پہ بتا دیا تھا کہ تحریم کی منگنی کی رسم بھی ساتھ ہی کر دینی ہے تو دیر نہ کرے۔

”نگی یار یہ مجھے باندھ دیتی تم ہاتھ پہ، تھوڑا درد تو جاتا۔“ گڈو ابھی فرسٹ ایڈ باکس اس کے پاس لایا تھا اور بنا کچھ کرے وہاں سے بھاگ بھی گیا تھا، تبھی نگین کو آواز لگاتی ہوئی وہ پکارنے لگی جو ابھی بھی انسٹا گرام پہ مصروف تھی۔

” ایک منٹ اُشنا جی بس میں یہ جواب دے کے آئی۔ “ وہ اپنی مجبوری بتانے لگی اور پھر سے مصروف ہو گئی، ابھی وہ لاونج کے صوفے پہ ہی بیٹھی تھی۔ جبکہ میران اس سے کچھ فاصلے پہ موجود صوفے پہ بیٹھا بے نیاز سا نیوز چینل دیکھنے میں مصروف تھا۔ مہرو پاس ہی صوفے پہ بیٹھی تھی۔

” مے آئی۔۔؟“ اس کو ہاتھ پکڑے دیکھ وہ اجازت مانگنے لگا کہ وہ اس کی مدد کر سکتا تھا۔

” جی۔۔۔؟“ اُشنا نے نا سمجھی سے دیکھا تو وہ ہلکا سا سر جھکا کے مسکرا اٹھا۔

” لائیں میں آپ کی مدد کر دوں یہ باندھنے میں' آخر کو یہ سنگین غلطی مجھ سے ہی ہوئی ہے۔“ وہ بولتا ہوا بنا اس کے جواب کا انتظار کیے خود ہی اس کے پاس آ بیٹھا اور باکس سے ایک ٹیوب نکالتے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا۔

اُشنا نے آگے کو ہاتھ بڑھایا تو میران نے اس کی کلائی پہ ٹیوب لگانا شروع کی۔۔ جبکہ دور بیٹھی نگی کی آنکھوں میں کسی نے مرچیں گھول دیں، آنسوں جیسے جمع ہو کے رہ گئے۔

” دوسرا کرش بھی گیا.“ وہ دکھی لہجے میں بولی اور اپنے جھوٹے آنسوں صاف کرنے لگی۔

” کل ہی محبت ہوئی تھی اور آج ہی دونوں سے بچھڑ گئی.“ دکھ تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا لیکن خیر وہ بھی کیا کرتی۔

میران نے ٹیوب لگانے کے بعد احتیاط سے اس کے ہاتھ پہ پٹی باندھ دی تھی۔۔۔ اُشنا نے مسکرا کے شکریہ ادا کیا اور وہ بھی ایکسکیوز کرتی ہوئی کیچن مین آ گئی۔

پیچھے میران لمبی سانس کھینچتا ہوا صوفے پہ پھیل پہ بیٹھتا اس کی بیک سے اپنی پشت ٹکا گیا۔

" اپنے منگیتر سے ہی بنانی پڑے گی مجھے، یہ کرش تو چلے گئے اپنی اپنی والیوں کے پاس۔ " نگی سر جھٹک کے سوچتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی۔ ارادہ اب تحریم کے پاس جانے کا تھا۔۔ اس کی رات کو منگنی تھی پتا نہیں اس لڑکی نے کچھ تیاری بھی کی ہونی یا نہیں۔

" کیا کر رہے ہو یہاں اکیلے بیٹھے بیٹھے۔ " تبھی وہاں دایان آتا اس کے ساتھ ہی بیٹھتا ہوا بولا اور اپنا موبائل پاکٹ میں ڈالا۔

" کچھ نہیں 'آپ کو پتا ہے اس گڈو کی بہن بھی ہے ایک. " وہ جیسے اس کو اطلاع دینے لگا تو دایان نے ابرو اچکائے۔

" ہاں تو۔۔ "

" اوہو مطلب وہ لڑکی ہے۔۔۔ " اس نے جیسے سمجھانا چاہا اب کی بار دایان نے ہاتھ اٹھا کے کندھے پہ دے مارا.

" جب بہن ہے تو لڑکی ہی ہو گی نا، کیا فضول میں بکواس کر رہے ہو۔ " اس کی عقل پہ ماتم کرتا ہوا بولا تو میران ہنس دیا۔

" میرا کہنے کا مطلب کہ وہ آپ کی ہونے والی بھابی ہے۔ " اب کی بار اپنے فرضیہ کالر جھاڑ کے اس نے جیسے دھماکہ کیا تھا دایان پہ۔

" ابھی وہ آئی نہیں اور تم یہ سب فضول سوچ رہے ہو۔ " اس نے ماتھے پہ تیوڑی چڑھائے جیسے باز رکھنا چاہا۔

" اچھا۔۔ " اچھا لفظ کو لمبا کیا گیا۔ " یہ ابھی آئی نہیں۔۔۔ اور آپ نے بس نام سنا تھا تو ایسی باتیں کرنے لگ گئے تھے ' میں تو پھر پہلی ملاقات پہ ایسا کہہ رہا ہوں، آپ تو تصویروں پہ گزارا کرتے تھے۔ " وہ بھی حساب بے باک کرتا ہوا بولا تو دایان خوبصورتی سے ہنس دیا۔ جیسے اس کو یہ بات مزا دلا گئی تھی۔

” غلط میں اسے بچپن سے جانتا تھا بس فرق یہ تھا کہ وہ تب بہت چھوٹی تھی، اور اب میری بیوی بننے جا رہی ہے تو میرا پسند کرنا بنتا ہے۔“ وہ بھی شان بے نیازی سے کہتا ہوا بولا اور ایک جتاتی ہوئی نظر میران پہ ڈالی۔

” واہ اپنا پیار 'پیار میرا پیار ٹھرک۔“ وہ منہ بناتا ناراض لہجے میں بولا تو وہ کندھے اچکا گیا۔

” میں بھی آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہ آپ کی ہونے والی بھابھی ہے۔۔“ اٹل لہجے میں بولا اور پھر مسکراتا ہوا تصور میں اشنا کو اپنے ساتھ دیکھنے لگا۔

……

نِگی اوپر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی تحریم کے کمرے کی طرف آئی تو دیکھا وہ کبرڈ کو کھولے ہوئے تھی۔ شاید کوئی پہننے لائق چیز دیکھ رہی تھی۔

” تحریم بی بی کیا کر رہی ہیں اس میں منہ گھسائے۔“ وہ ہلکی آواز میں بولی تو غیر متوقع اس کی آمد پہ تحریم کی چیخ گونج اٹھی۔

” انسانوں کی طرح نہیں آسکتی تم۔“ تحریم نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا اور پھر سے کبرڈ میں مصروف ہوئی۔

” دیکھو جی۔۔۔ میں تو یوں حسین لڑکی اور حسین لڑکیاں ایسے ہی سرپرائز دیتی ہیں۔“ وہ پراندے کو ایک ادا سے پیچھے کی جانب پھینکتی ہوئی بولی تو تحریم نے گھورا، گلابی رنگت میں وہ واقع خوبصورت لڑکی تھی لیکن تھوڑی پنجابن سٹائل۔ تبھی کمرے میں اُشنا آ گئی۔۔

” تحریم کیا کر رہی ہو؟“ وہ بھی ان کے قریب آتے سوال کرنے لگی۔

” اپنی منگنی پہ پہننے کے لئے عروسی جوڑا ڈھونڈ رہی ہوں۔“ ان دونوں کی نظروں اور سوالوں سے تپ کے اس نے جواب دیا۔

" ہٹو پیچھے ہم دیکھتے ہیں۔" اس کو دھکے سے پیچھے کرتیں وہ دونوں اب چھاننے لگیں تھی الماری کو کہ کوئی پہننے لائق جوڑا ڈھونڈیں۔

" ہاں یاد آیا بی جی، ان کی ساسو ماں نے آرڈر کیا ہوا ہے ایک جوڑا۔۔ فکر نہ کرو افطار کے بعد آجائے گا۔" اچانک یاد آنے پہ نگی نے فوراً بتایا تو اُشنا سمجھ کے سر ہلایا اور الماری کو بند کرتی ہوئی پیچھے ہوئی۔

" یار کتنا عجیب ہے ایک دن میں منگنی سب۔۔ میں جانتی بھی نہیں ہوں۔" تحریم جھنجھلاتی ہوئی بولی اور بیڈ پہ جا کے بیٹھ گئی۔

" کیا خیال ہے باجی، ملاقات کروا دیتے ہیں۔" نگی نے فٹ سے مسئلے کا حل پیش کیا۔

" استغفر اللہ روزہ ہے میرا۔" تحریم فوراً سے پہلے انکار کر گئی۔

" ہم کون سا ابھی ملوانے والے ہیں منگنی کے بعد ملنا ان سے' میں نے تو ابھی دیکھا ہی نہیں ان کو، چھوٹے بھائی سے ہی ملی ہوں میں۔" اُشنا اس کو سمجھاتے ہوئے بولی اور اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

" اچھا بی جی جیولری نکالی ہے کوئی آپ نے پہننے کے لیے یا نہیں۔" نگی فوراً اگلے سوال پہ آئی۔

" یہاں میں نے منگنی کے لیے منہ بھی نہیں دھویا تم جیولری کا پوچھ رہی ہو۔" وہ جلے دل سے بولی تو نگی اس پہ افسوس کرتی ہوئی اٹھی اور خود ہی ادھر اُدھر دیکھتی اس کے لیے چیزیں نکالنے لگی۔

" اس والے ڈبے میں کیا ہے؟" ڈریسنگ پہ پڑے ایک باکس کو اٹھاتے ہوئے پوچھنے لگی تو تحریم نے نظریں اس کی جانب کیں۔

" اس میں میرے جھمکے اور بالیاں موجود ہیں۔۔ وہ تو پھر ڈریس کے ساتھ میچنگ ہی ہو گی نا۔ ابھی اس کو نہ دیکھو۔" اس کو بتاتی ہوئی ساتھ ہی بے زاریت سے بیڈ پہ لیٹ گئی۔

" میں دیکھ لوں جی۔" نگی بالیاں اور جھمکوں کا سوچتی ہوئی مزے سے اجازت چاہنے لگی۔

" ہاں دیکھ لو۔" یہ سنتے ہی نگی وہ خوبصورت سا باکس اٹھاتے ہوئے بیڈ پہ ہی ان دونوں کے قریب آگئی۔

" ہائے اللہ جی اتنے پیارے۔۔ کہاں سے لیے۔" اندر خوبصورت سے جھمکے بالیاں دیکھتی وہ اشتیاق سے ہاتھ میں تھامے پوچھنے لگی۔

" یہ تمہارے دایان بھائی نے بھیجے تھے باہر سے۔" جتنا وہ اس وقت جلی پڑی تھی ابھی ایسے ہی جلتے بھنتے جواب آنے تھے۔ جبکہ اپنے کرش کو اپنا بھائی سنتے تو نگی کو جیسے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔۔ کیا تھا وہ؟ ہاں وہ اس کا ننھا سا دل تھا جس میں ہزاروں کرش بستے تھے۔۔ ایک کو تو اس کی بی بی ابھی اس کا بھائی بنا چکی تھی۔

" یہ آپ نے کیا کہہ دیا، بھائی ہونگے وہ۔۔۔ وہ۔۔ اس اُشنا کے، یا آپ کے۔" وہ بھی غصے سے سرخ پڑتی ہوئی بولی جبکہ تحریم اپنا بھائی سن کے سٹپٹا اٹھی۔

" اللہ معاف کرے۔ سوچ سمجھ کے بولا کرو۔" اُشنا نے آنکھیں دکھائیں۔

" ان کو بھی سوچ سمجھ کے بولنا چاہیے تھا۔ جبکہ یہ میری فیلنگز بھی جانتی ہیں۔" وہ شکایتی نظروں سے تحریم کو دیکھتے ہوئے جتا کے بولی کہ وہ جانتی تھی کہ دایان اس کا کرش تھا پھر بھی جان بوجھ کے بھائی بنا دیا۔

" اب لڑ لو تم دونوں۔۔۔ اٹھو افطاری کا ٹائم ہو گیا ہے۔" اُشنا ان دونوں کی باتوں کو نظر انداز کرتی ہوئی بولی۔

" مجھے لگ رہا میرا آخری ٹائم آگیا۔ میرا دل گھبرا رہا، بی پی لو ہو رہا، شوگر لیول لو ہو رہا، میرا نمک والا لیول بھی لو ہو رہا۔ میرا سب کچھ لیول لو ہو رہا ہے یار۔۔ میں نہیں جانا۔" تحریم اچانک اٹھتی ہوئی سینے پہ ہاتھ رکھتی جیسے لمبے سانس لینے لگی۔

” یہ تو آپ کے بھائی سے بھی بڑا ڈرامہ نکلی۔“ نِگی تحریم کی حالت کو دیکھتی ہوئی اُشنا سے بولی جو خود تحریم کی اس ایکٹنگ کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔ جبکہ تحریم دوبارہ واپس بیڈ پہ جا گری۔

” بلاؤ دایان بھائی کو اس کو اٹھا کے لے کے جائیں۔ ان کی ہونے والی بیوی کا سب کچھ لو ہو رہا ہے، کم از کم ان کو دیکھتے دل کی دھڑکن تو ہائی ہو گی۔“ اُشنا آنکھوں میں شرارت لیے اپنا لہجہ سنجیدہ رکھتے ہوئے بولے کہ تحریم اس کی بات سنتے جھٹکے سے اٹھی۔

” کچھ تو بندے میں شرم لحاظ ہونی چاہیے روزے میں بیہودہ باتیں کر رہی ہو دونوں۔“ وہ اٹھتی ہوئی نگی کی گود سے باکس اٹھاتے واپس ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے بنا ان دونوں کو بلائے نیچے چل دی۔

نگی جو مزے سے اندر کی جھمکے بالیاں دیکھنے میں مصروف تھی اچانک سے غائب ہونے پہ منہ بنا کے رہ گئی۔۔“ ہونہہ .“

” ایک تو روزہ اوپر سے ان کی بکواس۔۔“ وہ بڑائی ہوئی تیزی سے زینے پھلانگتے ہوئے نیچے آ رہی تھی جب کسی کے کندھے سے ٹکرائی۔

” آہ میرے بال۔“ اب کی بار پھر سے اس کے بال پھنسے تھے مقابل کی شرٹ میں۔

” لگتا ہے تمہارے بالوں کو مجھ سے الجھنا اچھا لگتا ہے۔“ نرمی سے اس کے بالوں کو اپنی شرٹ سے آزاد کرواتے وہ شوخ لہجے میں بولا۔ جبکہ مقابل کو دیکھتے ہوئے تحریم شرم سے سرخ پڑتی ساتھ بدمزہ بھی ہوئی کہ اس ٹکرانے کو یہی ملتی تھی۔

” ماشاءاللہ سے اتنا لمبا قد ہے، اوپر سے جو آنکھیں ہیں دیکھنے کا کام سر انجام کرتی ہیں تو انسان کو دھیان سے آنا چاہیے یا پھر ٹکرانے کا شوق پال رکھا ہے آپ نے۔“ اپنے بالوں کو پیچھے کی جانب دھکیلتے ہوئے وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

”شاید ایسا ہی ہو۔“ وہ بھی جان بوجھ سے ہلکی سی مسکان لیے بولا تو روزے کا خیال کرتی وہ اپنے منہ مہذب الفاظ نکالنے سے خود کو روکے نیچے چلی آئی۔

....

”تحریم بیٹا۔۔!“ ابھی وہ بدمزہ ہوتے سیڑھیاں اتر رہی تھی جب مسز ثاقب نے اس کو آواز دی۔

”جی آنٹی۔“ وہ چلتی ہوئی ان کے پاس آ بیٹھی جو سامنے ایک ڈریس کا پیکٹ پھیلائے بیٹھی تھیں۔

”بیٹے یہ روم میں چھوڑ آئیں، افطار کے بعد تیار ہو جایئے گا۔“ وہ اس کا رسم کا جوڑا تھا جو ابھی آ چکا تھا۔ ابھی وہ پیکڈ تھا تو اس نے صحیح سے دیکھا نہیں۔

”اس کی کیا ضرورت تھی ویسے ہی ہو جاتا سب۔“ اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہے اس سب پہ۔۔ جبکہ اس کی بات پہ مسز ثاقب مسکرا دیں اور پیار سے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔

”ہر ایک لڑکی کی چاہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاص دن سجے۔۔ چاہے وہ منگنی ہو، نکاح ہو یا پھر رخصتی۔۔ تو آج تو تمہاری بھی منگنی ہے۔ لڑکی کے ساتھ ساتھ اس کی ساس کی'ماں کی بھی چاہت ہوتی ہے کہ ان کی بیٹی پیاری لگے اپنے دن پہ تبھی یہ سب منگوایا میں نے۔۔ اب بنا کوئی اور بات کیے اس کو اپنے روم میں پہنچاؤ، پھر افطاری کے بعد تیار ہو جانا اچھے سے۔۔۔ ٹھیک ہے۔“ اس کا ماتھا چومتے ہوئے انہوں نے نرمی سے سمجھایا تو سر ہلاتی ہوئی اس ڈریس کو تھامے پھر سے اوپر کی طرف جانے لگی۔

اب کی بار وہ جا رہی تھی تو دایان نیچے کی طرف آ رہا تھا۔۔ جسے دیکھتے ہی تحریم رک گئی۔

”اب ٹکرانا نہیں تھا کیا، میری شرٹ ترس گئی تھی۔“ وہ آہستہ سے کہتا ہوا نیچے کی طرف چلا گیا جبکہ تحریم کے منہ سے ’استغفر اللہ‘ سن کے اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ڈریس کو اپنے روم میں ہینگ کرنے کے بعد وہ واپس آئی تھی تو اُشنا نِگی کے ساتھ مل کے ڈائننگ ایریا میں ٹیبل سیٹ کر رہی تھی۔ مرد حضرات سب آ چکے تھے واپس تو وہ لاونج میں بیٹھے ہوئے باتوں میں مصروف تھے۔

”ماما میں یہ کھالوں روزہ بہت لگ رہا ہے۔“ تیمور ٹیبل پہ سجی ہوئی کچوریوں کو دیکھ کے للچاتا ہوا اچی زوئلہ کو بولا۔

”جب سب کھائیں گے تب کھانا ابھی نہیں۔۔۔ اپنے روزے کو بولو کہ تھوڑا صبر رکھے۔“ تحریم اس کے ہاتھ پہ ہلکی سی چپت مارتے ہوئے بولی جس سے وہ کچوری پکڑنے کے چکر میں تھا۔

”نہیں ہو رہا نا صبر۔۔۔“ وہ منہ بنا کے بولا اور اپنی ندیدوں والی نظر ٹیبل پہ ٹکا دیں۔

”یہ اس نے گرنا ہے ابھی.“ تبھی ٹیبل کے نیچے سے اپنے پاؤں پہ کچھ محسوس کرتے ہوئے تحریم نے دیکھا تو مہرو وہاں بیٹھی اپنی چھوٹی سی پلیٹ کو لیے ہوئے تھی اور اب کرسی پہ آنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

”یار چاچو آپ کے نمونے۔۔“ وہ بڑبڑاتی ہوئی مہرو کو اٹھا کے کرسی پہ بٹھا گئی اور کیچن میں چلی گئی چیزیں لینے۔۔

”آ آ۔۔۔ دایان اس کو مجھے پکڑا دو ورنہ ان لڑکیوں کی محنت پہ پانی پھر جائے گا۔“ کرسی پہ بیٹھی مہرو اب سامنے پڑے باؤل کو کھینچنے میں مصروف تھی جس میں سالن موجود تھا۔ پہلے سے کرسی پہ بیٹھے علیم کی نظر پڑی تو فوراً سے دایان کو کہا جو دوسری جانب وہاں بیٹھنے والا تھا۔

”میں۔۔۔!“ اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے پوچھا کہ آیا میرا ہی نام لیا ہے نا۔

”ہاں تم۔۔۔ دیکھو وہ خراب کر دے گی چیزیں۔“ انہوں نے دوبارہ سے کہا تو دایان نے اس چھوٹی سی آفت کو دیکھا جو دایان کو ہی دیکھنے میں مصروف تھی۔

”بھائی مجھے تو نہیں اٹھانا آتا۔“ بلآخر وہ اپنی مشکل بیان کر گیا۔ اس کے بولنے کی دیر تھی ٹیبل پہ چیزیں سجاتے ہوئے لڑکیوں نے دایان کو عجیب نظروں سے دیکھا۔۔ پھر اچانک ہی کیچن سے نکلتی ہوئی تحریم کو جو اس کا جملہ سن چکی تھی۔

”تمہیں کیا نہیں اٹھانا آتا۔۔“ علیم نے نا سمجھی سے پوچھا۔

”یہ۔۔۔ یہ بچے، مجھے نہیں اٹھانے آتے۔“ ایک نظر نِگی اور اشنا کو دیکھے پھر علیم کو دیکھتے جواب دیا جو عجیب نظروں سے اسی کو دیکھنے میں مصروف تھے۔

”آپ کو بچے اٹھانے نہیں آتے۔۔۔۔ میرا مطلب گود میں لینا نہیں آتا۔“ اُشنا آنکھیں پھاڑ کے بولی، پہلے جملے پہ سب کی اچانک ’ہیں‘ سنتے اس نے جملہ درست کیا۔

”یہ۔۔۔ یہ گڈو' آپ سے اچھا تو گڈو ہے جو گھما پھرا لاتا ہے سب کو۔۔۔ اور آپ کو یہ ڈیڑھ سال کی ایک فٹ بچی نہیں گود میں اٹھائی جاتی افسوس۔۔۔ تحریم۔۔۔“ اُشنا نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے آخر پہ تحریم کو ایسے دیکھا جیسا اس کا ہی قصور ہو۔

جبکہ تحریم خود کو ایسے پکارے جانے پہ خجل ہو گئی اس بد تمیز کے اشارے پہ۔

”اچھا پکڑ کے دیکھو۔۔۔ آسان ہے، مجھ سے بھی نہیں اٹھائے جاتے تھے لیکن جب اپنے ہوئے تو دیکھو، اس جیسے افلاتون کو بھی برداشت کیا میں نے۔“ علیم نارمل انداز میں تیمور کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے جبکہ ان کی بچوں والی بات پہ نا چاہتے ہوئے بھی دایان گڑبڑا سا گیا۔

”مطلب یہ بھی اپنے ہی بچے اٹھائے گا۔“ میران نے ٹیبل پہ آتے بیٹھتے بیٹھتے تڑکا لگایا جو لگ بھی گیا بڑے طریقے سے ساتھ جلا بھی گیا.

”اتنا بھی مشکل کام نہیں جو لٹکائے رکھا ہوا ہے، ہٹیں پیچھے اٹھا لیتی ہوں میں حد ہے، باتیں شروع کر دیتے ہیں سب.“ میران کی بات پہ تحریم سٹپٹائی اور ساتھ ہی جھڑک کے بولی، مہرو کو اٹھاتے اس نے جا کے علیم کی گود میں دیا تو وہ ان کی گود میں اب کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

”کیا یار ایک بچی نہیں سنبھالی جاتی۔“ علیم نے بھی ساتھ ہی لتاڑا۔ تو نگی اور اشنا معنی خیز نظروں سے تحریم کو دیکھنے لگیں جس سے وہ سرخ پڑ گئی۔۔ اب بدتمیزوں کا رخ اس کی طرف تھا۔

” آجائیں سب، ٹائم ہو گیا ہے۔“ ان دونوں سے نظریں بچاتی ہوئی وہ مردوں کو بلانے لگی اور خود بھی اپنی جگہ پہ آکے بیٹھ گئی۔

افطاری سب نے پرسکون ماحول میں کی۔۔ جب سب ٹیبل لے گرد سے اٹھ گئے تو تحریم کو گھبراہٹ ہونا شروع ہو گئی کہ اب تو سب کا دھیان رسم کی طرف ہو گا۔۔

وہ کیچن میں برتن سمیٹ رہی تھی جب مسز ثاقب نے اس کو کمرے میں جانے کا کہا۔۔ ”ہاں جا جا پتر تھوڑا تیار ہو، جا اُشنا بہن کی مدد کر جا کے اس کو سجا سنوار۔۔ ابھی سب نے آجانا ہے تو رسم کرنی ہے۔“ پھپھو بھی محبت پاش لہجے میں بولیں تو تحریم ہلکا سا مسکرائی اور کمرے میں چلی گئی۔

” میں بھی جاؤں بی بی جی۔“ اس سے پہلے کہ نگی کی باس اس کو برتن دھونے کا حکم دیتی وہ خود جلدی جلدی بولی۔

”کیوں یہاں کام ختم ہو گئے جو تجھے جانے کی جلدی پڑی ہے، پھر وہاں کمرے میں جا کے موئے موبائل کے ساتھ لگ جائے گی۔“ پھپھو وہیں کرسی پہ بیٹھیں اس پہ برس پڑیں جبکہ وہ اتنا سا منہ لے کے رہ گئی۔

” ارے آپا کیا ہو گیا ہے بچی ہے، ویسے بھی سارا دن تو آپ کے کام کرتی رہی ہے تو اب جانے دیں کیچن میں مَیں اور زوئلہ ہیں نا۔“ عارفہ امی نِگی کی شکل دیکھتے ہوئے کہا تو نگی جیسے کھل اٹھی اور بنا کوئی دوسری تیسری بات کیے وہاں بھاگ کھڑی ہوئی۔

” دیکھ دیکھ کیسے پھل جڑی بن کے بھاگی ہے جیسے پیچھے کتے پڑے ہوں۔“ پھپھو نے ناگواری سے کہا تو زوئلہ چچی کو نا چاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی۔

• • • • • • • • • • • • • •

”بی بی جی کہاں تک تیاری پہنچی۔۔؟“ نِگی اندر داخل ہوتی پر جوش سی بولی۔

تحریم ابھی شاور لے کے نکلی ہی تھی، شکل پہ بارہ بجائے ہوئے تھے جیسے سب زبردستی ہو رہا ہے اس کے ساتھ۔ نگی اس کی شکل دیکھتی ہوئی اشنا سے اشارے میں پوچھنے لگی کہ کیا ماجرہ ہے۔۔

”تمہاری بی بی کو یہ ڈریس دلہن والا لگ رہا ہے۔“ اُشنا نے پستہ رنگ کی خوبصورتی سی کامدار لونگ فراک کی جانب اشارہ کرتے بتایا جو بیڈ پہ پھیلی ہوئی تھی۔

”ارے واہ یہ تو بہت خوبصورت ہے، ویسے نا۔ عارفہ بی بی کو اور دایان جی کو بھی چاہیے کہ آج ہی نکاح پڑھوا لیں قسمے مزا آ جائے گا۔“ نگی اپنے ہی جوش میں بولی یہ دیکھے بغیر کہ تحریم کا پارا ہائی ہو رہا تھا۔

”اب اگر تم دونوں میں سے کسی نے بکواس بھی کی نا تو مجھ سے برا نہیں ہو گا کوئی۔“ وہ غصے سے کہتی ہوئی جھٹکے سے ڈریس اٹھا کے ڈریسنگ میں جا کے بند ہو گئی۔۔

”بندہ تو کول ہے لیکن ہماری بندی فول لگ رہی ہے۔“ نِگی نے وہیں بیڈ پہ بیٹھے بیٹھے تبصرہ کیا اور اچانک ہی چھلانگ لگاتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”ادھر آؤ ہم میچنگ چیزیں ڈھونڈتے ہیں۔“ اشنا کو بلاتے اپنے پاس وہ اس کی جیولری میں سے میچنگ چیزیں نکالنے لگی، ساتھ ہی کوئی میچنگ شوز بھی دیکھنے لگیں۔

”یہ کیوں نکال لیے۔۔۔“ جب وہ ڈریسنگ سے اپنا ڈریس پہن کے آئی تو دیکھا کہ وہ اس کا آف وائٹ کلر کا ہیل سینڈل نکال رہی تھیں۔

”گھر میں ہی سب ہو رہا ہے نا، وہ نظر آ رہی ہے۔۔“ بے زاریت سے کہتے اس نے واشروم کے باہر رکھے سلیپرز کی جانب اشارہ کیا تو دونوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

”یہی اپنی منگنی میں پہن کے جاؤں گی میں۔“ شان بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ سنگھار میز کے آگے آتے بیٹھ گئی، انداز ایسا تھا کہ ابھی اس سے کوئی الجھا تو اس کو جلا دے گی۔

”توبہ توبہ اب انسان اپنی منگنی پہ بھی خوش نہیں۔“ نگی افسوس کرتی ہوئی بولی اور اٹھ کے کچھ میک اپ کا سامان نکالنے لگی۔

”آپ کے پاس تو اچھا والا کنسیلر ہی نہیں۔۔۔“ نگی اس کے سامان سے چیزیں نکالتی ہوئی ہر ایک کا معائنہ کر رہی تھی ساتھ ساتھ تبصرے بھی پاس ہو رہے تھے۔۔

”ارے اشنا بی سائیڈ پہ ہوں، کیا کر رہی ہیں 'میں کرتی ہوں تیار۔“ نِگی نے جب اشنا کو اس کے فیس پہ پرائمر لگاتے دیکھا تو فوراً اسے دھکا مار کے سائیڈ پہ کرتی ہوئی بولی۔۔ اور خود کسی ماہر بیوٹیشن کی طرح شروع ہو گئی۔

”اوں ہوں! آپ کے پاس تو نیوڈ کلر بھی نہیں کوئی پیارا سا لپسٹک کا۔“ لپسٹک کی شیڈز دیکھتے وہ مایوسی سے بولی۔۔

”زرا ایک منٹ صبر کرنا میں ابھی لاتی ہوں، مجھے ابھی پرسوں پارسل آیا تھا اس میں ہو نگی.“ نِگی کہتی ہوئی جلدی پراندے کو گول گول گھماتی ہوئی سیڑھیاں نیچے اترتے ہوئے آئی جب لاونج میں اسے گھر کے افراد کے علاوہ بھی کوئی نظر آیا۔

”ہیں یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔؟“ وہ تجسس کے مارے وہاں نظریں دوڑانے لگی تو پتا لگ گیا۔۔ معنی خیزی سے مسکراتی ہوئی جلدی سے اپنے کمرے میں آئی اور اپنے بیگ سے نیو بند پیکٹ نکالا اور میزائل کی سپیڈ سے واپس اوپر گئی۔

”لو جی میں آ گئی۔۔۔“ اندر داخل ہوتے ہی اس نے سانس لیا تب تک اُشنا تحریم کا دوپٹہ سیٹ کر چکی تھی اس طرح سے آگے کا حصہ کوور تھا اور پلو کو دوسرے کندھے سے پیچھے کیا تھا۔۔

”یہ تو بڑی اچھی لگ رہی ہیں جی۔۔۔ خوبصورت حسینہ۔“ نِگی دل سے تعریف کرتے ہوئے بولی اور نیو پیکٹ سے لپسٹک کی شیڈز دیکھنے لگی۔۔۔

”یہ والا لگاتی ہوں۔“ ایک پیارا سا ہلکا شیڈ نکالتے ہوئے وہ جھکی اور اس کو مہارت سے لگانے لگی۔

”ہاں جی اب ہو گئی یہ ریڈی۔۔ لاؤ اس کا واشروم والا چپل۔۔“ اُشنا اس کو مکمل تیار دیکھ اب طنزیہ انداز میں بولی تو نگی ہنستی ہوئی اس کی ہیل سینڈل آگے لائی اس کے۔

”نہ جب میں نے کہہ دیا کہ میں یہ نہیں پہنوں گی تو مطلب نہیں پہنوں گی۔“ وہ بھی اٹل لہجے میں بولتی ہوئی وہی باتھ روم سلیپر پہننے لگی۔

“ بھئی آج تو دایان صاحب کو اپنی خوشی والے دن باتھروم سلیپر ملیں گے۔“ نِگین نے اُشنا کے کان میں گھس کے سرگوشی کی تو وہ دونوں ہنس دیں۔

”ہاں جی چلو اب۔“ تحریم ایک نظر اپنی تیاری کو دیکھتے ہوئے بولی، گھر کی مناسبت سے ہلکا پھلکا ہی تیار ہوئی تھی۔

نگی کچھ آگے کو ہوتے اُشنا کے کان میں بولی جس پہ اُشنا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں جبکہ نگی نے ابرو اچکاتے ہوئے چالاکی سے مسکرانا شروع کر دیا۔

”ابھی تو جل بھن رہی ہے بس تب تو بھڑک اٹھے گی۔۔“ کھی کھی کرتے اُشنا نے کہا تو نگی زور سے ہنس دی۔ اُشنا نے خاموش کروایا تو وہ دونوں کو لے کے جانے لگی جس نے باتھ روم سلیپرز پہن رکھے تھے۔

……

جب وہ نیچے آرہی تھی توسب کی ستائش بھری نظروں نے اس کا پیچھا کیا اور سب کے منہ سے بے ساختہ 'ماشاءاللہ' نکلا۔ ابھی سب باہر خواتین ہی تھی باقی مرد سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔

"یہ تم نے کیا پہن رکھا ہے نیچے۔" چچی زوئلہ نظر جب اس کے پیروں پہ گئی تو حیرت سے پوچھنے لگیں۔

"کچھ نہیں بس وہ ڈریس ہیوی تھا تو ہیل نہیں پہن سکتی تھی۔" وہ مسکرا کے وضاحت دینے لگی۔

"اب اس کو لے آؤ نیچے بھی، میں بھی ملوں یہ جوڑوں کا درد اوپر نہیں جانے دیتا۔" پھپھو وہی سے دہائی دینے لگیں تو وہ اس کو نیچے لے آئے۔

"چلو سب انتظار کر رہے ہیں۔" مسز ثاقب نے اس کا ماتھا چوما اور اپنے ساتھ لیے ڈرائنگ روم میں آئیں جہاں سب بیٹھے تھے۔

اندر داخل ہوتے ہی تحریم کی نظریں نے ساختہ ہی جھک گئیں اور دھڑکنیں بھی تیزی سے رواں ہوئیں. خاموشی سے وہ بس ایک صوفے پہ جا کے ٹک گئی اس کے ساتھ ہی نعیم صاحب بیٹھے تھے۔۔۔

تحریم نے زرا کی زرا پلکیں اٹھائیں تو ایک غیر شناسا سا چہرہ نظر آیا۔۔اس نے نا سمجھی سے دیکھا، پھر حیرت سے دوسرے صوفے پہ بیٹھے دایان کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ اسے سمجھنے میں ایک پل نہ لگا کہ کیا ہونے والا ہے۔۔۔

اس نے ایک شکایتی نظر اپنی ماں پہ ڈالی پھر ساتھ بیٹھے اپنے والد صاحب پہ۔

"شروع کریں قاضی صاحب۔" ثاقب صاحب نے کہا تو قاضی صاحب نے نکاح پڑھنا شروع کیا۔ تحریم کا دل چاہ رہا تھا اور کچھ نہیں تو اس دایان کے دانتوں کو مکہ مار کے ہی توڑ دے۔۔ جس کی بتیسی بند ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

چند پل بیتے تو وہ مکمل اپنے جملہ حقوق دایان ثاقب کے نام کر چکی تھی۔۔ ابھی تو اس سے کوئی بات نہ ہی کرتا تو بہتر تھا ورنہ اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ 'بندوق لا دو مجھے کوئی'۔

نگین اور اُشنا تو کونے میں کھڑی کھی کھی کر رہی تھیں جن کو دیکھ کے واضح محسوس ہوا تحریم کو یہ دونوں اس بات سے واقف تھیں۔

سب نے اس کو مبارک باد دی تو اس نے زبردستی مسکراہٹ اچھالتے ہوئے قبول کی۔ اب کی بار سب نے کہا کہ انگھوٹی پہنانے کی رسم بھی کی جائے تو دایان کو اس کے ساتھ بٹھایا گیا۔

مسز ثاقب نے دایان کے ہاتھ میں رنگ کا مخملی کیس پکڑایا اور ادھر زوئلہ چچی نے تحریم کو جس کو وہ دانت پیستے ہوئے تھام گئی۔

" ایک بار اٹھنے دو مجھے یہاں سے۔" دل ہی دل میں سوچتے ہوئے اس نے ایک نظر دایان کو دیکھا جو مسکراتی چمکتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" ایک بار تو ٹکرانا بنتا ہے پھر سے۔" تھوڑا سا آگے جھکتے اس نے سرگوشی کی تو تحریم کے دل نے ایک بیٹ مس کی، اس کے کپڑوں سے مہکتی خوشبو اس کے حواسوں پہ سوار ہوئی۔ تحریم نے بے اختیار ہی فاصلہ بنانا چاہا۔

" ضرور اس بار اپنی جگہ میں دیوار کھڑی کر دوں گی۔" اپنے دل میں سوچتے ہوئے اس نے انگھوٹھی پہنانے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔۔ دایان نے شوخ نظریں اسی کے چہرے پہ جماتے ہوئے ہاتھ آگے کیا تو اس نے دانت پیستے زور سے پہنائی جس پہ وہ ہنس دیا۔

کیس سے انگھوٹھی نکالتے اب کی بار دایان نے ہاتھ آگے کیا جس پہ زوئلہ چچی نے اشارہ کیا کہ ہاتھ آگے کرو۔

" کر رہی ہوں۔" آہستہ آواز میں پھاڑ کھانے والے انداز میں جواب آیا۔

دایان نے نرمی سے انگھوٹی پہنائی 'لیکن ہاتھ نہ چھوڑا۔ اب وہ ہلکی سی مزاحمت کر رہی تھی کہ وہ ہاتھ چھوڑ دے لیکن وہ کہاں اب چھوڑنے والا تھا اب تو باقاعدہ پرمٹ تھا پاس پکڑنے کو۔

” مجھے دلہن بنا کے بٹھایا ہوا ہے اور خود سب گھر کے کام والے بن کے بیٹھے ہیں۔۔۔ شرم ان کو آنی چاہیے جو کام والے بنے پھر رہے ہیں اور آ مجھے رہی کہ تحریم کیسے تیار ہوئی ہو گھر ان سب میں۔“ وہ دل ہی دل میں سوچے جا رہی تھی۔

میران تو جی بھر کے ان کی تصاویریں کھینچ رہا تھا جب اس کی نظر گڈو پہ گئی جو رونے کی تیاری میں تھا۔

” تمہیں کیا ہوا ہے اداس روح۔“ اس نے اچھنبے سے پوچھا تو باقاعدہ اپنے آنسوں بہاتا وہ میران کے گلے لگ گیا۔

” آپی اب چلی جائے گی۔“ اس کے سینے سے لگا وہ اپنا دکھ رونے لگا۔۔

” کہیں نہیں جا رہی ابھی گھر ہی رہے گی۔“ میران تو اس کے رونے سے ہی حیران ہو گیا بھلا اس وقت کون سا دورہ پڑ گیا تھا۔

” دورہ کے بھی تسلی دے سکتے تھے تم۔۔ ساتھ لگانا ضروری تھا۔“ گڈو پل میں اس سے علیحدہ ہوتے بولا تو میران کا دل کیا کہ ہاتھ میں پکڑا فون اسے دے مارے جو خود دکھی محبوبہ کی طرح اس سے لپٹ گیا تھا اور اب اس پہ الزام لگا رہا تھا۔

” آئندہ کبھی میرے پاس بھی بھٹکے نہ تو پھر دیکھنا کیا کرتا تمہارے ساتھ۔“ آنکھیں دکھاتا وہ اس کو دھمکانے لگا کہ اگلے ہی پل گڈو نے ہراساں نظروں سے اسے دیکھا۔

” گندہ انسان۔“ اس کو نام سے نوازتا ہوا جا کے نگی اور اشنا کے پاس کھڑا ہو گیا۔

• • • • • • • • • • • • • •

کافی دیر وہ سب لوگ وہاں ایک ساتھ خوش گپیوں میں مصروف رہے تھے، تقریباً رات کے بارہ بجے سب نے محفل برخاست کی اور اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

ابھی بیڈ پہ ٹیک لگائے وہ کسی کتاب کو پڑھنے میں مصروف تھی، کمرے کی لائٹ ابھی تک آف نہ کی تھی، باہر سے گزرنے والے کو پتا چل جاتا کہ اندر موجود فرد سو نہیں رہا۔ ایسے میں اچانک دروازے پہ دستک ہوئی تو اس کا کتاب پر سے دھیان ہٹا۔

" جی آجائیے۔ " پڑھنے والی کتاب کو فوراً سے چھپاتے سائیڈ ٹیبل سے دوسری بک نکالتے ہوئے بولی تو نعیم صاحب مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

" ابھی تک جاگ رہی ہے میری بیٹی.. " ابھی تقریباً سبھی سو چکے تھے تبھی وہ مسکراتے ہوئے اس سے پوچھنے لگے اور چلتے ہوئے اس کے پاس ہی آتے بیٹھ گئے بیڈ پہ۔

" جی بس یہ سٹڈی کر رہی تھی۔ " انگلش لیٹریچر کی بک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

" تیاری کیسی جا رہی ہے اس کی۔۔؟ "

" اچھی جا رہی ہے، بس نیکسٹ ویک اس کا ٹیسٹ ہو گا۔ " اس نے بک کو بند کرتے ہوئے سائیڈ پہ رکھا اور آگے بڑھتے ان کے سینے سے لگ گئی۔

" ہم سے ناراض ہے ہماری تحریم لگتا ہے۔ " انہوں نے اس کے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہماری کہاں اب تو۔۔۔ کر دیا کسی اور کے نام۔ " اس کے لہجے میں واضح شکوہ وہ محسوس کر گئے۔

" تو کیا ہوا۔۔۔ بیٹی تو آپ ہماری ہی رہو گی نا اور ہمشیہ ہمارے دل میں۔ " انہوں نے نرمی سے اس کے شکوے کو سمیٹا۔

" اتنی جلدی کیوں؟ مجھے کسی نے بتایا بھی نہیں۔ " ایک اور شکوہ در آیا۔

” جلدی نہیں 'ہم تو کافی عرصے سے آپ کی شادی کا سوچ رہے تھے۔ “اس چہرہ سامنے کرتے ہوئے وہ بولے تو تحریم نے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں تھاما۔

” کل وہ سب لوگ آئے ہیں اور آج آپ نے نکاح بھی کروا دیا، سننے میں عجیب نہیں لگتا کہ ایک دن میں ہی سب۔۔۔ نہ سمجھنے کا ٹائم ملا اور نہ سنبھلنے کا۔ “ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں دیکھتی ہوئی وہ کچھ اداسی سے بولی۔ آخری الفاظ قدرے آہستہ ہی رکھے۔

” ایک اجنبی کے ساتھ ایک دن میں ہی باندھ دیا۔ “ان کی ضعیف انگلیوں کو اپنی مخروطی انگلیوں سے سہلاتے ہوئے وہ گلوگیر لہجے میں بولی تو اس کی بات پہ نعیم صاحب ہنس دیئے۔

” اجنبی نہیں ہے وہ، میں بہت عرصے سے جانتا ہوں اس کو۔۔۔ اس انڈرسٹینڈنگ بھی ہو جائے گی آپ کی۔۔ اندھا اعتماد نہیں کیا ہم نے، ان کا پروپوزل کافی پہلے سے آیا ہوا تھا لیکن آپ کی سٹڈی کی وجہ سے پینڈنگ تھا، اگر وہ غیر ہوتے تو ہم کبھی بھی یہ نیک کام ایک دن میں سرانجام نہ دیتے۔۔ ظاہر ہے ہمیں اپنی بیٹی کی خوشیاں بھی عزیز ہیں۔ بس آپ کو سرپرائز دینا تھا ہم نے۔ “وہ جو ان کی انگلیوں کے ساتھ مصروف تھی نعیم صاحب نے وہی ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے نرمی سے سمجھایا اور آخر پہ شرارتاً بولے۔

” بہت ہی ڈراؤنا سرپرائز۔ “ان کی ساری بات سمجھتے ہوئے وہ ان کے سینے سے دوبارہ لگتے ہوئے بولی۔

” اوں ہوں اتنا پیارا تو ہے داماد ہمارا۔ “اس کی بات پہ وہ ٹوکتے ہوئے ہنسے تھے جب وہ جھینپ گئی اور آگے کچھ نہ بولی۔

” اب آپ آرام کریں اور اپنے رشتے کو آرام سے سوچیں، ایک دن کا فیصلہ نہیں ہے۔ صبح اپنی ماں سے لڑ لینا پچھلے دو مہینوں سے پلیننگ چل رہی تھی۔ “اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے لائٹس آف کیں اور جاتے جاتے جان بوجھ کے اس کو تنگ کیا جس پہ وہ ہنس دی.

ان کے جانے کے بعد اس نے ایک نظر سائیڈ ٹیبل پہ موجود انگلش لٹریچر کتاب پہ ڈالی پھر گہرہ سانس بھر کے سرہانے کے نیچے سے دوسری بک نکالی اور اس کو اندر ڈرار میں رکھ دیا۔

• • • • • • • • • • • • • •

" یہ کیا ہے؟" وہ مزے سے بیٹھا موبائل میں اپنی آج کے نکاح کی پکس دیکھ رہا تھا جب میران کی طرف سے بھیجی ہوئی پک موصول ہوئی جس پہ اس نے ناسمجھی کا اظہار کیا۔

" آپ کی بیگم آج باتھ روم سلیپرز پہن کے آئیں تھیں کچھ شرم کر لیا کریں شاپنگ ہی کروا دیتے۔" میران کا فوراً سے جواب موصول ہوا تو دایان نے غور سے دیکھا۔۔ اس کی سنہری رنگت ان کالے سلیپرز میں واضح نظر آ رہی تھی۔۔ یہ تصویر اس نے کراپ کر کے بھیجی تھی۔۔ ایک دو تصاویر سوائپ کر کے دیکھا تو انہیں میں سے کوئی ایک تھی۔ بے ساختہ ہی دایان کھل کے ہنس دیا۔

" ویسے اڑتی اڑتی خبر ملی ہے کہ آپ کو یہ تحفے میں دیے جانے والے ہیں۔" میران کا اگلا ٹیکسٹ موصول ہوا تو دایان ہلکا سا مسکرایا۔

" ہم سے تو ان کا ٹکرا کے الجھ جانا ہی کافی ہے۔" وہ دل ہی دل میں سوچتا ہوا مسرور ہوا۔

• • • • • • • • • • • • •

تصویریں دیکھتے دیکھتے اچانک اس کا دل کیا کہ وہ جا کے ایک بار تحریم سے مل آئے، نکاح کی مبارک باد ہی سہی۔۔

اسی ارادے سے اٹھا جلدی سے جوتا پہن کے کمرے سے باہر نکلا، پوری راہداری اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی بس نیچے لاونج میں چھوٹی لائٹ جل رہی تھی جس ہی ہلکی سی کرن سیڑھیوں تک پہنچ رہی تھی۔

اس کا کمرہ تحریم کے کمرے کے بالکل سامنے تھا۔ پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسائے وہ مزے سے آہستہ سے قدم اٹھاتا ہوا تحریم کے دروازے کے باہر کھڑا اناب گھمانے ہی لگا تھا کہ کسی نے اندر سے اچانک دروازہ کھولا۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز سے ہی وہ سخت بوکھلا گیا کہ یہ اچانک کیا ہوا، اور اندر سے آنے والی ہستی کو دیکھتے تو چودہ طبق روشن ہو گئے اس کے۔۔

”خیریت برخودار۔۔۔ اس وقت۔“ لہجے میں بلا کی سنجیدگی لیے وہ بولے اور پیچھے مڑے بغیر جان بوجھ کے دروازہ بند کرتے ہوئے اس کو دیکھنے لگے۔

”وہ۔۔۔ میں تو بس ایسے ہی گزر رہا تھا۔“ اب اسے سمجھ نہ آئی کہ کیا جواب دے، عجیب سچویشن ہو گئی تھی۔

”دروازے سے نکلتے سیدھا گزر کے ٹکر کھانی تھی کیا؟“ انداز صاف چھیڑنے والا تھا ابھی، جس پہ وہ خجل ہو کے رہ گیا۔

”خوش رہو لیکن موڈ آف ہے زرا تو احتیاط۔“ اس کا کندھا تھپکتے ہوئے وہ شرارت سے بولے تو دایان ہلکی آواز میں ’جی‘ کہہ گیا۔

”افف کیا سوچ رہے ہونگے کہ میں اس وقت اس کے کمرے میں کیا لینے جا رہا تھا۔۔ پاگل ایک نمبر کے بیوقوف ہو تم دایان۔“ اپنے سسر کے سامنے شرمندہ ہوتا وہ خود کو کوسنے لگا کہ آخر کیا ضرورت پڑی تھی ابھی اس کے کمرے میں جانے کی۔

”ویسے لائٹ تو ابھی بند ہو گئی لگتا ہے سو گئی ہو گی۔“ اس نے نیچے دروازے کے باریک سے رستے پہ نظریں جمائی جہاں سے کوئی روشنی کی رمک نظر نہیں آ رہی تھی۔

”غصہ بھی تو بہت تھا اچانک نکاح کا۔۔ تو مجھے برا بھلا کہتے سو گئی ہو گی۔۔“ ہلکا سا مسکراتے ہوئے سوچا اور ارادہ بدلتے ہوئے واپس کمرے میں جانے لگا۔

”ویسے جب انکل کے سامنے شرمندہ ہو ہی گیا ہوں تو ایک چکر لگانے میں کیا حرج ہے۔“ شرارتی مسکان لبوں پہ سجاتے ہوئے وہ کمرے میں پھر سے جانے کا ارادہ کرنے لگا کہ کسی کو کیا معلوم ہو گا۔

”جی بالکل بالکل جائیں، ہماری آنکھیں بند ہیں۔“ ابھی وہ ناب کو گھماتا اندر داخل ہونے ہی والا تھا کہ سرگوشی بھری آواز سنائی دی جس پہ وہ جھٹکا کھا گیا، یعنی آج سب نے روکنا تھا۔

گردن کو موڑ کے دیکھا تو ایک پل کو سہم گیا کیونکہ اوپر میران کی گردن تھی اور نیچے گڈو کی جو اسے کو ہی مشکوک نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔ جبکہ باقی وہ اندر ہی تھے بس اپنی اپنی گردنیں ہی باہر نکالی ہوئی تھیں۔

”تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟“ دایان ہاتھ واپس کھینچتا ہوا ان دونوں سے بگڑے موڈ میں پوچھنے لگا۔

”ہم یہاں کچھ نہیں کر رہے تھے بس ہمیں کچھ غلط ہونے کی بو محسوس ہوئی تو دیکھا یہاں ایک چور گھسنے کی میرا مطلب کہ پتا نہیں کیا ہو رہا ہے یہاں، تم بتاؤ گڈو۔“ میران سنجیدگی سے کہتا ہوا انجان بن گیا اور گڈو کو فری میں پھنسا لیا۔

”بھائی میں تو اپنی بہن کو دیکھنے جانے والا تھا کہ وہ ٹھیک ہے کہ نہیں۔“ گڈو اچانک سے دروازے سے پورا باہر نکلا تو جو میران اس پہ وزن ڈالے کھڑا تھا اچانک ہی لڑکھڑا اٹھا۔

”بتا تو سکتے تھے نا کھسکنے سے پہلے۔“ میران نے اس کی گردن پہ ہلکی سی چپت رسید کرتے ہوئے کہا تو منہ بسور گیا۔

”چلو اب جاؤ یہاں سے۔“ دایان سنجیدگی سے کہتا ہوا واپس اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھانے لگا ارادہ بس ان کو دکھانے کا تھا کہ وہ تحریم کے کمرے میں نہیں جانے والا۔۔۔

”ہاں جی ہم تو جا رہے ہیں بس، پہلے بڑوں کا فرض بنتا ہے۔“ گڈو اپنی گردن سہلاتا ہوا بولا اور کمرے کے اندر داخل ہوا۔ جبکہ میران ابھی بھی اس کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

” جائیں بھی۔“ میران نے زور دیا تو دایان نے گھورا۔

” جا رہا ہوں، تم نکلو یہاں سے۔“ وہ دانت پیستا ہوا بولا اور دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا لیکن بند نہ کیا ہلکا سا کھلا رکھا تا کہ دوبارہ کھولنے سے آواز نہ آئے۔

میران دو منٹ وہاں کھڑا رہا جب اس کو یقین ہو گیا کہ دایان جا چکا تو شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کمرے میں گھسا تو دیکھا کہ گڈو بیڈ کے درمیان تکیے سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

میران کو دیکھتے ایسے کپل کی یاد آئی جن کی شادی دھکے سے کروائی ہو اور بیوی اپنے بچاؤ میں یہ نادانی بچوں والی حرکت کرتی ہو، ابھی بھی میران کو یہی فیلنگ آئی کہ اس کی بیوی اس سے بچنے کی تدبیر کر رہی ہے۔۔۔ اس نے عجیب کوفت بھری نظروں سے گڈو کی اس حرکت کو دیکھا اور چلتا ہوا اپنی جگہ پہ آیا۔

” یہ کیا پاگلوں والی حرکت ہے۔۔۔؟“ وہ بگڑے لہجے میں بولا۔

” اسے اپنی حفاظت کہتے ہیں یو مسٹر۔۔۔ تمہارا کوئی بھروسہ نہیں کہ رات کو کس وقت اوپر چڑھ جاؤ۔۔“ گڈو ناراض لہجے میں کہتے ہوئے تکیے کو زبردستی سیٹ کیے لیٹ گیا۔

” ویسے بھی جہاں سے تم آئے ہو کوئی بھروسہ نہیں وہاں تم لڑکوں سے چکر چلاتے ہو۔“ میران اس کی بات کو اگنور کرتے ہوئے لیٹ رہا تھا جب گڈو کے الفاظ اس کے کانوں سے ٹکرائے۔۔ پہلے تو اس کو اس چوزے بچے کی بات پہ ہنسی آئی پھر اپنے تاثرات بگاڑ کے وہ اس کی جانب گھوما۔۔

” جہاں سے میں آیا ہوں نا وہاں پہ اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے جیسے آدھی رات کو بچوں کا غائب ہونا خاص کر کے پندرہ سولہ سالہ لڑکوں کا اور کرتے بھی میری عمر کے پچیس سالہ لڑکے تھے یہ کام۔۔۔ تو سوچو اگر مجھے بھی وہاں کی ہوا لگ

گئی ہوئی تو کیا ہو گا۔" میران پر اسرار لہجے میں کہتا ہوا اس کی طرف آنکھیں پھاڑ کے جھکا جس کی وجہ سے کمزور سے سہمے سے گڈو کی چینخ حلق سے بر آمد ہونے سے پہلے ہی میران انگلی سے 'نہ' میں اشارہ کرتے روک گیا۔

" چلو اب سو جاؤ اتنا ڈرانا کافی تھا۔" اگلے ہی پل میران قہقہہ لگاتا ہوا پیچھے ہٹا اور بستر میں گھس گیا۔ گڈو آیت الکرسی پڑھتا ہوا پہلے تین بار خود پہ پھونکی پھر تین بار اس نے میران پہ پھونکی اور لیٹ گیا۔

•••••••••••••••

دایان کو جب یقین ہوا کہ میران جا چکا ہے تو آہستہ سے دروازہ کھولتا ہوا وہ ادھر اُدھر نظریں دوڑائے دیکھنے لگا کہ کہیں کوئی باہر تو نہیں اب۔۔ دل کی تسلی کرتا ہوا وہ اپنا دروازہ بند کرتا ہوا چور قدم لیے تحریم کے کمرے کی جانب جانے لگا۔۔ ابھی ہاتھ ناب پہ رکھا ہی تھا کہ ہائے شومئی قسمت۔۔۔

" آہ۔۔!" ایک نسوانی چیخ بر آمدہ ہوئی جس پہ دایان اپنی قسمت کو روتا ہوا ہڑبڑا کے پیچھے مڑا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا تو اُشنا کو کھڑا پایا جو ڈری سہمی تھی۔ خوف کے زیرِ اثر اس نے منہ پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

" کیا ہو گیا ہے اس وقت کیوں چیخ رہی ہو؟" دایان نے بے زاریت سے پوچھا، کیا اب اُشنا کی باری تھی۔

" آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں؟" اپنے ڈر پہ قابو پاتے ہوئے اُشنا نے بھی الجھ کے پوچھا جو رات کے اس پہر جن بھوت بنا کسی کے کمرے میں گھس رہا تھا۔

" میں تو بس پانی پینے نکلا تھا۔" اب دایان کو سمجھ نہ آئے کہ کیا کرے اور کیا کہے۔۔۔ اسی اثناء میں میران کے کمرے کا دروازا دوبارہ سے کھلا اور پھر دونوں کی گردنیں باہر کو لپکیں۔

" کیا ہوا ہے، ہم نے کسی کی چیخ سنی؟" میران کی حیران کن آواز دایان کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ اس پل کو کوسنے لگا جب اس کے دل نے کہا تھا کہ وہ تحریم سے مل آئے ایک بار۔

” وہ میں تھی، بھائی کو دیکھ کہ گھبرا گئی تھی اچانک۔ “اُشنا نے میران کا سوال سنتے ہوئے دایان کی طرف اشارہ کیا جو اب بیچ راستے میں رکا ہوا تھا۔

” اوہ مجھے لگا تحریم بھابی مشکل میں ہیں۔ “میران نے سمجھتے ہوئے معنی خیز سا کہا جبکہ اس کی بات پہ دایان کا دل کیا کہ اٹھا کے جوتا اس کے سر پہ دے مارے۔

” کچھ نہیں ہوا بھئی 'تم لوگ سوئے کیوں نہیں ہو؟ “ وہ غصے سے بولا تو گڈو 'اوپس' کرتا ہوا اپنی گردن واپس لے گیا۔

” جارہا ہوں میں سونے۔۔ “ایک قہر برساتی نظر میران پہ ڈالے پھر اُشنا پہ ڈالے اب کے وہ سونے کے ارادے سے ہی کمرے میں چلا گیا اور غصے سے لاک لگا لیا۔

گڈو تو پہلے ہی جا چکا تھا دایان کے غصے سے تو میران گلا کھنگالتے ہوئے ایک نظر اندر دیکھتا ہوا باہر آیا اور مسکراتا ہوا اُشنا کو دیکھنے لگا جو نا سمجھی سے اس کو اپنی طرف آتا دیکھ رہی تھی۔

” آپ کا ہاتھ کیسا ہے اُشنا جی؟ “اس کے ہاتھ پہ نظریں جمائے وہ معصومیت اور فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

” بہتر ہے پہلے سے، اب درد نہیں ہے۔ “وہ آہستہ سے بولی ارادہ اب واپس کمرے میں جانے کا تھا۔

” اگر درد ہے تو بتائیں میں ابھی پٹی کر دیتا ہوں۔ “اس نے جلدی سے روم میں جانے کا اشارہ دیا تو اُشنا سٹپٹا اٹھی۔

"ارے نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں آپ کا شکریہ۔ “اس نے اپنا رخ اب اپنے کمرے کی جانب کیا اور شب خیر کہتی ہوئی بنا کوئی بات کیے روم میں چلی گئی۔

” ہائے گڈو میر اسالا۔ “وہ مسرور ہوا خوشی سے جھومتا ہوا اپنے کمرے میں جانے لگا۔

" آج تو تجھ پہ بھی پیار آرہا۔" گڈو پہ نظریں جمائے ہوئے وہ بولا تو گڈو اس کی ترسی ہوئی بکو اس سنتا مزید کنارے کی طرف کھسکا اور تکیے کو بازوؤں میں بھینچ لیا کہ کہیں خود ہی نہ آجائے اس کے پاس۔

•••••••••••••••

" دل تو کر رہا کہ جا کے اس نمونے کو الٹا لٹکا دوں۔" دایان غصے سے کھولتا ہوا بیڈ پہ لیٹا میران کو سلواتے سنا رہا تھا جو منٹ بعد اپنی شریف سی شکل باہر کر کے پوچھتا کہ کوئی مسئلہ تو نہیں۔

" جس کو دیکھنا تھا وہ خود تو مزے کی نیند سو رہی ہو گی۔" تحریم کو یاد کرتے سرد آہ بھرتے ہوئے آنکھوں کو موند گیا کہ پھر کبھی ملنے کی کوشش کرے گا۔ خیر ابھی وہ مطمئن ہو کے سوئے گا۔

•••••••••••••••

سحری پہ جب سب موجود تھے تو اُشنا سمیٹ وہ دونوں لڑکے بھی اس کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے جس پہ وہ مسلسل کڑھ رہا تھا۔

اس سب سے انجان تحریم ناراض ناراض سی کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ سب سحری کرنے کے بعد مرد تو نماز پڑھنے جا چکے تھے جبکہ خواتین بھی کام نمٹائے نماز پڑھنے لگیں۔

تحریم بنا کسی سے بات کیے اپنے کمرے میں جا کے بند ہو گئی، انداز صاف ناراضگی لیے ہوئے تھا۔ عارفہ امی نے اچھے سے نوٹ کیا تھا اس کا انداز پہلے تو ہنس دیں بچی کی ناراضگی پہ۔

" پاگل ہے پوری' مار کھائے گی مجھ پہ، بھلا یہ بھی کوئی ناراضگی والی بات ہے۔" عارفہ امی تحریم کے غصے کا سوچتے ہوئے بولیں تو مسز ثاقب مسکرا دیں.

”بچی ہے سمجھ جائے گی باتوں کو۔۔۔ ابھی رشتے کی نزاکتوں کا علم نہیں ہے نا' ویسے آپ لوگوں نے اس کو شادی کا تو بتادیا نا ساتھ ہی؟!“ بات کرتے ہوئے مسز ثاقب نے اچانک شادی کا یاد آنے پہ پوچھا تو زوئلہ چچی نے عارفہ امی کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں کہ ابھی تو اس کو یہ بھی نہیں پتا۔۔ جب پتا لگے گا تو کیا ہو گا۔

”تسی فکر نہ کرو میں بتادوں گی، اور سمجھا بھی دوں گی اپنی گڑیا کو۔ اور اُشنا بھی تو ہے نا وہ بھی اس کو سمجھادے گی فکر نہ کرو۔“ پھپھو اپنا گھٹنا سیدھا کیے منہ کے زاویے ٹیڑھے کیے بیٹھیں ان کو تسلی دینے لگیں۔

”آئے ہائے یہ گھٹنوں کا درد۔ “

•••••••••••••••

گنگناتی ہوئی وہ پراندے کو گول گول گھمائے لاونج کی راہداری سے گزر رہی تھی جب اچانک ہی فون کی گھنٹی بجنی شروع ہو گئی۔ اس نے ٹیبل پہ پڑے فون کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

”پہلے جب میں گزرتی تھی تو لڑکے سیٹیاں بجاتے تھے اور اب۔۔۔ یہ فون کی گھنٹیاں ہی رہ گئی ہیں بجنے کو۔“ وہ بڑبڑاتی ہوئی فون اٹھا کے کان سے لگا گئی۔

”ہیلو کون۔۔۔؟“ لٹھ مار انداز ساتھ ہی پراندہ مسلسل گول گول گھوم رہا تھا۔

”نہیں جی! یہاں کوئی اس نام کا بندہ نہیں رہتا۔“ نِگی کوفت سے بولی اور آس پاس نظریں دوڑانے لگی۔

”ہیں جی کیا۔۔۔ گرافلنگ اچھا اچھا گرافکس سہی سہی۔ تو اس کا میں کیا کروں۔“ دوسری طرف سے تھوڑی تفصیل بتائی گئی تو نِگی نے بے زاریت سے پوچھا۔

”آپ پلیز گھر کے کسی بڑے کو فون دیں۔“ دوسری جانب سے اکتاہٹ بھری عرضی کی گئی۔۔

" تو کیا میں آپ کو چھوٹی لگ رہی ہوں، میری آواز آپ کو بڑوں والی نہیں لگ رہی۔ اگر مجھے انسٹا پہ فالو کیا ہوتا تو پتا چلتا۔۔۔ نگینہ حسینہ آئی ڈی ہے فالو کرنا پتا چلے گا کہ میں کون ہوں کیا ہوں۔۔۔ پڑھنا لکھنا آتا نہیں اور آئے بڑے کہنے والے کہ کسی بڑے کو فون دو ہونہہ۔" نِگی کو تو اس کی بات بری طرح سلگھا گئی، اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی نِگی کو بچا کہنے کی۔

" معاف کر دیں آنٹی آپ پلیز کسی اور کو فون دے دیں یا اس کو جو پڑھ رہا ہو۔" اب کی بار دوسری جانب جو بھی تھا اس نے التجاء کی کسی عقل مند تو پکڑا دے۔۔

" یہ آنٹی کس کو بولا تم نے، آنٹی ہو گا تم خود۔۔۔ اور یہاں کوئی اس وقت نہیں پڑھ رہا، روزے میں کس نے پڑھنے بیٹھنا تھا، عقل ہوتی نہیں اور کمپنیوں میں کام کرنے لگ جاتے ہیں۔" نگینہ تو کسی حال میں بھی چھوڑنے والی نہ تھی، اب اس کو آنٹی والی بات آگ لگا گئی۔۔ فوراً سے کمر پہ ہاتھ رکھا اور لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ نچانچا کے بات کرنے لگی۔

" دیکھیں آپ پلیز فون اس کو دے دیں جو کالج یونیورسٹی میں پڑھتا ہو، تا کہ ہم اس سے بات کر لیں جس کے لیے کال کی ہے۔" دوسری جانب کو لڑکا تھا وہ شاید ابھی ابھی نیو جاب پہ آیا تھا تبھی تھوڑا صبر کر رہا تھا ورنہ کوئی سینئیر ہوتا تو اب تک اس کو دو چار باتیں سنا کے کال کاٹ چکا ہوتا۔

" تو بچے ایسے بولنا تھا نا کہ کسی سٹوڈینٹ کو بلاؤ۔۔۔ اگر اتنا بول دیتے تو نہ تمہارا وقت ضائع ہوتا نہ میرا، بلاتی ہوں میں، اور ہاں یاد سے نگینہ حسینہ آن انسٹا گرام۔۔" بات سمجھ آنے پہ نِگی ہنستی ہوئی دل میں اس لڑکے کو برا کہنے لگی روزے کی وجہ سے گالی پہ کنٹرول رکھا تھا۔ ورنہ تو۔۔۔ بے عزتی کر کے چھوڑ دی کہ کسی پڑھے لکھے بندے کو بلوانے کی بات کر رہا تھا وہ۔ لیکن جاتے جاتے وہ بھی اپنے فالورز بڑھانا نہ بھولی تھی۔

” اے تحریم باجی جی۔۔۔ یہ زرا کال دیکھ لیں کسی کمپنی سے ہے جی۔“ تحریم تبھی سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آ رہی تھی تو نِگی نے فوراً سے یہاں آنے کا اشارہ کیا۔ جسے سنتے ہوئے تحریم ٹیبل تک آئی اور اس کا رسیور کھینچتے زرا صوفے کے قریب کر لیا اور وہاں بیٹھ گئی۔ نِگی اسکے آتے ہی باہر لان میں کھلی فضا میں چلی گئی کہ کچھ ویڈیوز سٹوری لگا لے۔

” او اچھا سہی، لیکن میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ گھر کے نمبر میں کال ملانے کا۔“ دوسری طرفین کو پہچانتے ہوئے تحریم نے کچھ ناپسندیدگی سے کہا۔

” آپ کے موبائل پہ بہت بار ٹرائی کیا تھا لیکن بیل کوئی ریسیو نہیں کر رہا تھا مجبورا یہاں کرنا پڑا لیکن یہاں بھی۔۔۔“ وہ کال کرنے کی وضاحت دینے لگا ساتھ ہی نگین کے کال اٹھانے پہ بری طرح بدمزہ بھی۔

” چلیں آپ مجھے اس کا سکرین شاٹ بھیج دیں میں دیکھ لیتی ہوں باقی کی ڈیٹیل بھی میں پوچھ لوں گی اور پلیز آئندہ میرے گھر کے لینڈ لائن پہ کال نہ کیجیے گا۔“ اس کی بات سنتے ہوئے آخر پہ تحریم نے ہدایت کی جس پہ مثبت جواب سنتے ہوئے رابطہ منقطع کر دیا۔

فون کو اس کی جگہ رکھتے ہوئے بعد میں اوپر جانے کا ارادہ کرتے وہ بھی نِگی کے پیچھے پیچھے باہر لان کی طرف جانے لگی کیونکہ میران، گڈو، اُشنا بھی وہیں تھے جبکہ دایان کا اس کو علم نہیں تھا کہ کہاں ہے۔

وہ مزے سے باہر کی طرف جا رہی تھی جب اندر آنے والے سے ٹکراتی ہوئی کچھ فاصلے پہ ہوئی بدلے میں اس کے کان میں موجود بالی کی ہک ٹوٹی اور وہ نیچے جا گری۔

تحریم نے ٹکرانے والے کو بعد میں پہلے اپنی ٹوٹی بالی کو دیکھا، بے ساختہ ہی اس کا ہاتھ اپنے کان کی طرف گیا جس پہ اب صرف ایک موتی رہ گیا تھا۔

”میری بالی' آپ کو دیکھ کے۔۔۔“ باقی کے الفاظ اس کے منہ میں رہ گئے جب مقابل کو دیکھا جو پر شوق نظریں اسی پہ ٹکائے ہوئے تھا۔

”اب تو پورے طریقے سے ٹکرائی ہو مجھے 'تو شکوہ نہیں بنتا تمہارا۔“ اس کا اشارہ نکاح کی جانب تھا جس پہ تحریم حیا کے مارے کچھ کہہ نہ پائی۔

”ویسے کافی شوقین ہو ان بالیوں کی یا پھر خاص ٹکراؤ کے لیے پہنی جاتی ہیں۔“ اس کا لہجہ ذو معنی ہوا تو تحریم کو یہاں رکنا اب گھبراہٹ میں مبتلا کرنے لگا۔

”خوبصورت۔۔۔!“ اب وہ سمجھ نہ پائی کہ اس نے کس چیز پہ تبصرہ کیا، کیا اس کی بالی پہ؟ جبکہ نظریں اس کی تحریم کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں لیکن وہ ابھی دیکھنے سے قاصر تھی۔

”ہٹیں مجھے جانا ہے۔“ اس کو لگا کہ ابھی مزید یہاں رکی تو اپنا بی پی لو کروا لے گی تبھی کترا کے وہاں سے نکلنے کی کی، جبکہ اپنی بالی وہ بھول چکی تھی جو دایان کے ہاتھ میں تھی۔

”ویسے کل کوئی کسی کے کمرے میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا.“ میران کے ساتھ ساتھ باقیوں کی نظر پہ ان دونوں کی جانب تھی تبھی میران نے لگے ہاتھوں چوکا مار دیا جس کو تحریم نے تو نظر انداز کیا کیونکہ اس کو نہیں معلوم تھا۔

”ہاں اور تین بار ہاتھ گھماتے گھماتے رہ گیا۔ اگر ہم نہ ہوتے تو ابھی۔۔۔۔“ گڈو نے بھی تڑکا لگایا ساتھ دایان نے دونوں کو غصیلی نظر سے دیکھا جبکہ تحریم سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

”کیا بات کر رہے ہیں یہ؟“ تحریم نے اُشنا سے پوچھا۔

”پتا نہیں دایان بھائی کو کہہ رہے ہیں، شاید وہ رات کو کہیں جا رہے تھے۔“ اُشنا کو تھوڑا بہت تو علم تھا بات کا۔

”کہاں؟“ تجسس کے مارے تحریم نے بھی پوچھ لیا.

” کھڑے تو تمہارے کمرے کے باہر تھے۔۔ اب پتا نہیں، گئے یا نہیں اندر۔“ اُشنا ایسے بتا رہی تھی جیسے کسی اور کا کمرہ تھا۔

” کیا بکواس کر رہی ہو میرے کمرے میں نہیں آئے وہ اور آئیں گے بھی کیوں۔“ اُشنا کی بات پہ تحریم گڑبڑا گئی بھلا وہ کب اس کے روم میں آیا۔۔۔

” ارے آئے نہیں تھے لیکن آنے والے تھے چوروں کی طرح، وہ تو ہم نے پکڑ لیا ورنہ۔“ میران اس کی بات سنتے ہوئے پیچھے سے لقمے لگانے لگا تو دایان کا ہاتھ جوتے کی طرف جاتے جاتے رک گیا، تحریم نے نظریں دایان کی طرف کیں تو وہ گڈو اور میران کو گھورنے میں مصروف تھا۔۔

” اور جہاں تک ہے بات کیوں آنے کی۔۔۔ وہ تو جب آپ کے کمرے میں آئیں گے تبھی آپ کو معلوم ہو گا۔“ میران سنجیدہ نظر تحریم پہ ٹکاتا ہوا بولا جیسے انجان بننے کی کوشش۔۔

تحریم کو سب کی معنی خیز نظریں عجیب لگ رہی تھیں تبھی وہ خود کو وہاں سے بھیجنے کے بجائے اونچا سا میران سے بولی۔

” ان کو کہو کہ اندر چلیں جائیں۔“ تحریم کے کہنے کی دیر تھی دایان نے ابرو اچکاتے تحریم کو دیکھا کہ وہ اس سے کترا کے یہ کہہ رہی تھی، ایک تبسم سا بکھرا تھا.

” بھئی آپ کے شوہر آپ کہیں۔“ میران لاتعلقی اختیار کرتا ہوا بولا۔۔ اور گڈو کے ساتھ مصروف ہو گیا۔۔ جبکہ نگی ابھی ان سب سے انجان اپنی سٹوریز میں مصروف تھی۔

” آ۔۔۔ آپ جائیں یہاں سے پلیز۔“ اُشنا کو بھی منہ پھیرتے دیکھ وہ دایان کی طرف رخ کیے ہوئے بولی تو دایان اس کی بات مانتا ہنستا ہوا اندر چلا گیا، ارادہ جانے کا نہیں تھا لیکن موبائل پہ کال آتے دیکھ وہ اندر بڑھ گیا۔ جبکہ بالی ابھی بھی ہاتھ میں موجود تھی۔

”تیری چاند بالیاں۔“

……………

آج جمعہ تھا تو سب مرد گھر پہ ہی موجود تھے، ثاقب انکل بھی یہاں رہتے ہوئے کسی نہ کسی کام کی وجہ سے باہر نکل جاتے تھے جبکہ دایان یہی گھر میں اکثر موبائل پہ بزی ہوتا تھا۔۔ میران ان سب سے ٹینشن فری تھا۔

ابھی تحریم بک ہاتھ میں تھامے اپنے کمرے سے نیچے آئی تھی جب سب مرد جمعے کی نماز سے فارغ ہوتے سیٹنگ ایریا میں بیٹھے تھے۔۔ میران اور گڈو تو آتے ہی سونے کی تیاریوں میں لگ گئے تھے۔ تحریم چلتی ہوئی علیم چاچو کے پاس جا کے بیٹھ گئی۔ جب علیم نے اپنا بازو وا کیا تو وہ اس میں سما گئی۔ علیم اس کے سر پہ بوسہ دیتا ساتھ ساتھ موبائل پہ کوئی کام کر رہا تھا۔ اب تحریم سکون سے علیم کے حصار میں بیٹھی بک کا مطالعہ کر رہی تھی، ساتھ والے صوفے پہ بیٹھا دایان یہ منظر دیکھ رہا تھا اور ابھی جیلسی بھی فیل کر رہا تھا کہ وہ اس طرح کیوں علیم کے ساتھ تھی جبکہ وہ اس کے پاس بھی تو آ کے بیٹھ سکتی تھی نا۔

”چچی کدھر ہے؟“ علیم مصروف انداز میں بولا۔

”مہرو کو سلا رہی ہیں، صبح سے اٹھی ہوئی ہے تو اب نیند کی وجہ سے تنگ کر رہی تھی.“ نظریں کتاب پہ ہی مرکوز کیے ہوئے وہ بولی تو علیم نے سر ہلایا۔

”ٹیسٹ کی تیاری کیسی چل رہی ہے؟“ نعیم صاحب نے تحریم کے ہاتھ میں انگلش لٹریچر کی کتاب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اچھی جا رہی ہے، دعا کیجیے گا کہ پاس ہو جائے۔“ وہ سرد آہ بھرتی ہوئی علیم سے علیحدہ ہوئی تو دایان کے سینے میں اٹکا سانس بحال ہوا کب سے وہ اس کو ایسے کسی اور کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔۔ حالانکہ علیم اس کا سگا چاچو تھا۔

”پاس ہو جائے گا اگر تم نے تیاری کی ہوئی تو۔“نعیم صاحب مسکرا کے بولے۔

”پچھلی بار جتنی تیاری کی تھی نا شاید کبھی کی ہو'لیکن آپ نے دیکھا تھا نا کہ کیا ہوا تھا، میں ڈراپ آوٹ ہو گئی تھی۔ ان کے پاس بریلینٹ سٹوڈینٹس تھے، جبکہ میرا اس میں کوئی انٹرسٹ نہیں آپ جانتے ہیں پھر بھی مجھے اس میں لگایا ہوا، خیر....“تحریم کچھ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔

”اس میں برا ہی کیا ہے، بہت سکوپ ہے اس میں، لٹریچر ہے تم اس میں ماسٹرز کر کے لیکچرار بن سکتی ہو۔“نعیم صاحب نے بھی رسان سے اپنی وہی بات دہرائی۔

”مجھے اس میں بھی انٹرسٹ نہیں۔“وہ بہت آہستہ آواز میں بولی۔

”ابھی تو میں نے تیاری کر لی ہے اس کی، دیکھتے ہیں کہ کیا بنتا ہے اسی ہفتے ٹیسٹ ہے۔“تحریم صلح جو انداز میں بولی تو نعیم صاحب سر ہلا گئے۔

”یہ اچھا رہے گا تمہارے لیے۔۔“نعیم صاحب پھر بھی اپنے فیصلے پہ زور دیتے ہوئے بولے۔

”فکر نہ کرو اگر اس بار نہ ہوا تو میں ہوں نا۔“علیم فوراً سے اس کی حمایت کرتا ہوا اس کے کان میں بولا تو تحریم نے مشکوک نظروں سے گھورا۔

”ابا کی سائیڈ لینے والے بھی آپ ہی ہیں۔“وہ جتاتی ہوئی بولی تو علیم ہنس دیا۔ ان سب میں دایان بس خاموشی سے تحریم کو دیکھنے میں مگن تھا جس نے آج بھی بالیاں پہن رکھی تھیں لیکن مختلف اور تھوڑی بھاری بھی جس کی وجہ سے اس کے کان کی لو سرخ ہو چکی تھی جیسے زبردستی بالی کا پہرا ابھٹایا ہوا۔

تحریم کے بات کرنے پہ انہیں بھی ہلکا سا جھٹکا ملتا تو وہ بھی جھومنے لگتیں۔ جس کو وہ بہت محو سے تک رہا تھا۔ دایان کا دل کیا کہ وہ آگے بڑھ کے بنا کسی کی موجودگی کی پرواہ کیے اس کے کان کی لو کو ہاتھ کے پوروں میں محسوس کرے اور اس کی سرخی کو کم کرے۔

”بھائی یہ دیکھیے گا زرا۔“ جانے کیا سوجی کہ وہ اٹھ کے تحریم کے ساتھ آبیٹھا، اس طرح کہ تحریم علیم اور دایان کے درمیان موجود تھی۔ تحریم اس کے اچانک بیٹھنے پہ ہڑبڑا گئی، اوپر سے سب کی موجودگی۔

دایان کے بیٹھنے پہ اس کا کندھا تحریم کے کندھے سے مس ہوا تھا جس پہ ایک برقی لہر سی دوڑی تھی جسم میں۔

”آپ لوگ باتیں کریں بیٹھ کے میں چلتی ہوں۔“ دایان اب زرا سا قریب ہو کے بیٹھا علیم کی طرف چہرہ کیے ہوئے تھا جبکہ تحریم کو یہاں بیٹھنا عجیب لگ رہا تھا تبھی ایکسکیوز کرتی ہوئی وہاں سے اٹھی۔ اٹھنے سے پہلے صوفے پہ دھرا ہوا دایان کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ٹچ ہوا تو بنا کسی بات پہ دھیان دیے وہ وہاں سے گولی کی سپیڈ سے بھاگی تھی۔

……………………

”تحریم وہ تمہارا فون بج رہا تھا دوپہر میں تم نے چیک کر لیا تھا۔“ شام میں جب اُشنا اور تحریم ایک ساتھ کیچن میں موجود تھیں تو اُشنا نے شربت بناتے ہوئے اس کو یاد دلایا۔

”ہاں میں نے دیکھ لیا تھا۔“ وہ مصروف سی بولی اور پکوڑوں کا آمیزہ تیار کر کے باؤل سائیڈ پہ رکھا۔

”کب ٹیسٹ ہے تمہارا؟“ اُشنا نظریں اس کی طرف اٹھا کے بولی۔

”کل میں نے چیک کیا تھا کل فائنل ڈیٹ نہیں بتائی تھی لیکن آج افطاری کے بعد میل آئے گی تو چیک کرتی ہوں۔“ چولہے کی آنچ تیز کرتی اس پہ آئل رکھا تاکہ گرم ہو جائے اور خود دو منٹ کے لیے کرسی پہ بیٹھ گئی۔

” کس کے ساتھ جاؤ گی کیونکہ اگلے ہفتے ماموتو ایک ٹرپ پہ جا رہے ہیں اسلام آباد، واپس تو وہ کچھ دن بعد ہی آئیں گے۔“ بنا دیکھے بولی اور ساتھ ہی جوس کا جگ اٹھاتے اس نے فریج میں رکھ دیا تا کہ وہ مزید ٹھنڈا ہو جائے۔

” چاچو کے ساتھ چلی جاؤں گی ابھی تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کہاں جانا ہو گا ٹیسٹ دینے، فائدہ تو کوئی نہیں ویسے ٹیسٹ دینے کا، پاس تو ہونا نہیں ایویں۔“ وہ منہ بنا کے بولی اور آئل گرم ہونے پہ اُٹھی تا کہ پکوڑوں کو بنانا شروع کر دے۔

” پاس کیوں نہیں ہونا تم نے۔“ اُشنا ناپسندیدگی سے بولی جیسے اس کو ایسا بولنا اچھا نہیں لگا۔

” تو اور کیا پہلے بھی دو بار دے چکی ہوں، کچھ ہوا نہیں نا' بس بابا کی ضد ہے کہ میں ماسٹرز اِن لٹریچر کروں، جبکہ مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں اس میں یار' نیند آتی ہے...“ اس کے لہجے سے واضح محسوس ہو رہا تھا کہ اس کو یہ ٹاپک بلکل پسند نہیں آ رہا تھا، ساتھ ہی وہ چمچ سے ایک ایک کر کے پکوڑے کو کڑاہی میں ڈال رہی تھی۔

” وہ اچھے سے جانتے ہیں مجھے گرافِک ڈیزائننگ کا شوق ہے۔“ اُشنا کے نہ بولنے پہ وہ مزید بولی۔ اشنا اس کے شوق کو جانتی تھی لیکن اپنے ماموکو بھی جو اس کے گرافک ڈیزائننگ کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔

” تو ماموکو ایک بار پھر سے منا کے دیکھو۔“ اُشنا نے جیسے اس کو امید دلائی۔ کہ کیا پتا مامو مان جائیں۔

” وہ نہیں مانیں گے دیکھا نہیں تھا آج بھی مجھ سے اسی ٹیسٹ کی تیاری کا پوچھ رہے تھے اور میں جو کتاب کھولتے ہی اونگھنے لگتی ہوں۔“ کہتے ساتھ ہی وہ ہلکا سا کھکھلا اٹھی تو اُشنا بھی ہنس دی۔

” میں کروں بات ایک بار۔“ اچانک ہی اُشنا چہکی۔

” جی ضرور تم بھی شوق پورا کر لو اس کا۔“ تحریم دانت پیستے ہوئے بولی اور آہستہ سے پکوڑوں کو پلیٹ میں نکالنے لگی۔

” تم نے سیلڈ نکال دیا تھا، اس میں ابھی کھیرے کاٹنے تھے۔“ کیچن سے باہر دیکھتے ہوئے تحریم نے اُشنا کو یاد دلایا تو وہ سکون سے سر ہلا گئی۔

” میں یہ رکھوں سب ٹیبل پہ؟“ اُشنا پوچھتی ہوئی خود ہی باری باری برتن اٹھاتے ٹیبل پہ رکھنے لگی۔ ڈائننگ ایریا میں آتے اس نے نگی کو ایسے ہی صوفے پہ پیر پسارے بیٹھے دیکھا تو اشارے سے بلانے لگی کہ وہ بھی ان کے ساتھ آ کے زرا ہیلپ کر دے۔

” جی اُشنا جی میں ابھی آئی۔“ نِگی موبائل کو رکھتے ہوئے جلدی سے اپنا کھسہ پہنتے ہوئے آئی۔۔ تو دونوں نے دیکھا کہ دایان کیچن کی طرف جا رہا تھا۔ نِگی نے اُشنا کو ابھی اشارہ کیا کہ اندر نہ جائے۔۔ پھر دونوں معنی خیز سے ہنسنے لگیں۔

• • • • • • • • • • • • • • • • •

” ماما۔۔!“ وہ اپنے ہی دھیان میں کیچن میں داخل ہوا کہ پکوڑے کڑاہی میں ڈالتی تحریم اس کی اچانک آمد اور آواز سنتے گھبرا گئی اور ہاتھ سے چمچ نیچے گر گیا، جس کے نتیجے میں کچھ آمیزہ زمین پہ گرا۔

” اوہ سوری' مجھے لگا ماما ادھر ہیں....“ دایان کو بالکل بھی خبر نہیں تھی کہ وہ اکیلی تھی کیچن میں تبھی سر کھجاتا ہوا معذرت کرنے لگا۔

” نہیں وہ تو ماما کے ساتھ' ساتھ والی آنٹی کے گھر گئی ہیں بس آتی ہو نگی۔“ تحریم اس کو دیکھنے بنا نیچے جھکتی ہوئی چمچ اٹھانے لگی، دایان کی نظروں نے ویسے ہی سفر کیا اس کے کھڑے ہونے تک۔۔

تحریم اس کی طرف پشت کیے کھڑے ہو گئی کہ اب شاید وہ چلا جائے لیکن وہ تو شاید فرصت میں اس کو دیکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ تحریم نے کسی آہٹ کو نہ پاتے آہستہ سے پیچھے گردن کرنی چاہی تو دیکھا کہ وہ مزے سے بازو فولڈ کیے اسی کو تک رہا تھا۔ آف وائٹ شرٹ پہ بلیک پینٹ پہنے وہ فریش سا کھڑا تھا، ماتھے پہ گیلے بال بکھرے تھے کچھ، شاید وہ ابھی باتھ لے کے آیا تھا۔

" اب تھوڑی دیر میں یہ ادھر پاس بھی آ جائے گا۔ " وہ ابھی دل میں سوچ رہی تھی کہ وہ حقیقت بنتا اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

" کیا بنا رہی ہو؟ " نہایت ہی بے تکا سوال۔۔

" میں۔۔۔ یہ پکوڑے بنا رہی تھی، اگر آپ بنانے دیں تو۔ " پہلا جملہ اس کو کہتے دوسرا دل ہی دل میں بڑبڑایا۔

" ہم۔۔۔ میٹھے تو نہیں ہونگے کہیں! " کڑاہی کے اندر تلتے پکوڑوں کو دیکھتے ہوئے اس نے ایسی بات کہی کہ تحریم چاہتے ہوئے بھی اپنی مسکراہٹ نہ روک پائی۔

اس کی مسکان دیکھتے دایان نے آہستہ سے اس کے رخسار پہ چٹکی کاٹی کہ وہ ششدر اس کی جسارت پہ ایسے ہی کھڑی رہی۔ جبکہ وہ مسکراتا ہوا وہاں سے جا چکا تھا۔

دایان کے نکلتے ہی اس نے رکی سانس بحال کی اور اپنا کام کرنے لگی جب اُشنا اور نِگی بھاگنے کے انداز میں اندر داخل ہوئیں۔

" کیا ہوا تھا۔۔۔؟ " ان دونوں کے سوال پہ وہ سٹپٹائی اور بنا جواب دیے کام کرتی رہی جیسے سنا ہی نہ ہو۔

" یہ سرخ کیوں ہو رہی ہو بتاؤ بھی۔ " اُشنا نے اصرار کیا جس پہ وہ جھنجھلائی۔

" کیا۔۔۔ کیا مسئلہ ہے کچھ بھی نہیں ہوا یہاں۔ میں تو یہاں ویسے کی ویسی ہوں جیسے چھوڑ کے گئی تھی۔ " وہ انجان بنتی ہوئی بولی تو نِگی کے ساتھ ساتھ اُشنا نے بھی مشکوک نظروں سے گھورا۔

" دیکھیں تحریم باجی، ایک تو روزہ ہے اوپر سے آپ جھوٹ بول رہی ہیں ہم سے اور اس سے اوپر' پتا نہیں یہاں کیا ہوا ہے جو آپ یوں سرخ ہو رہی ہو اور وہ دایان جی مسکراتے ہوئے یہاں سے نکلے تھے۔۔۔ مجھے تو جی کچھ ٹھیک نہیں لگ

رہا اُشنا جی۔" نِگی تو تحریم کو اب بھی جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تو تحریم کا دل کیا کہ یہ گرم گرم چمچا اس کو دے مارے کہ اس کی زبان تو بند ہوتی۔

"چپ کرو نِگی کچھ بھی بولتی رہتی ہو، وہ اپنی ماما کا پوچھنے آئے تھے بس۔" ان دونوں کی مزید بکواس سننے کے موڈ میں نہیں تھی تبھی وہ ہلکی پھلکی وضاحت کر گئی۔

"تو اس بات پہ دایان بھائی کا مسکرانا تو نہیں بنتا تھا اور تمہارا شرمانا بھی۔" ان دونوں کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا تبھی اُشنا سنجیدگی لیے بولی اور آہستہ سے چیزیں اٹھاتی نِگی کو پکڑاتے تائیدی نظروں سے دیکھنے لگی جس نے سر ہلا کے بھرپور ساتھ دیا۔

"کچھ بھی بولتی ہو۔۔ رمضان ہے شرم کرو اور جاؤ یہ لے جاؤ سب۔" تحریم کوفت سے بولی اور ان کو پکوڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں ہاں رمضان ہے شرم کرو نِگی۔۔" اُشنا الفاظ پہ زور دیتی ہوئی بولی اور برتن لے کے باہر نکلی۔۔ تبھی باہر خواتین سے آنے کا پتا چلا کہ وہ آ گئیں ہیں۔ تو اُشنا بھی شرافت سے کیچن سے نکل گئی۔

……

"گڈو اٹھا نہیں ابھی تک؟" پھپھو صوفے پہ پھیل کے بیٹھتی ہوئی اُشنا سے پوچھنے لگیں۔

"نہیں وہ تو اٹھنے کا نام نہیں لے رہا' یہ اُشنا جی اٹھانے گئی تھیں لیکن اٹھا ہی نہیں۔" میران بھی ان کے پاس ہی صوفے پہ بیٹھتا بتانے لگا۔

”اس کو اٹھاؤ جا کے، ایک بار پہلے بھی ایسا سویا تھا کہ جا کہ اگلی سحری پہ اٹھا تھا۔۔ وہ تو تب چھوٹا تھا تو خیر تھی لیکن اب یہ نہ ہو کل افطاری کے وقت جا کے اٹھے اٹھاؤ اس کو۔“ پھپھو پچھلا کوئی واقعہ یاد کرتے ہوئے بتانے لگیں جس کو سن کے تو میران کا قہقہہ بلند ہوا۔

”پھپھو لائیں آپ کے پیر دبا دوں۔“ میران پل میں معصوم بنتا ہوا فرمانبرداری سے پھپھو کو دیکھتا ہوا کہنے لگا۔ جس پہ پھپھو کو تو موقع مل گیا، کراہتی ہوئی اپنا وزنی فربہی پاؤں اٹھا کے اس کی ٹانگ پہ رکھا کی روزے کی حالت میں میران کی جو ہوا رہ گئی تھی وہ بھی نکل گئی۔

”ارے واہ پھپھو آپ تو ماشاءاللہ سے کافی تندرست ہیں۔“ اب وہ موٹا کہنے سے تو رہا تھا کیا پتا وہی لات کھاتے آخری سانس لینے لگ جاتا اور بچانے کوئی بھی نہ آتا۔

”ہاں بس کیا بتاؤں میں تو جوانی میں اتنی حسین ہوا کرتی تھی نا کہ بس۔۔۔ یہ تو اب زرا ماس چڑھ گیا ورنہ تو میں بہت چمکتی تھی۔“ پھپھو تو اب اپنی جوانی کے قصے لے کے بیٹھ گئی تھیں جن کو میران بڑی دلچسپی سے سن رہا تھا۔

تحریم کو باہر آتے حیرت ہوئی کہ میران کیوں پھپھو کی آؤ بھگت کر رہا تھا پھر پاس گزرتی اُشنا کو دیکھتے وہ میران کی چالاکی سمجھتی ہوئی مسکرائی۔

……

تحریم جلدی سے چیزیں رکھتی ہوئی جب ٹیبل پہ آئی تو کوئی جگہ خالی نہ تھی سوائے دایان کے برابر والی، اس نے سب کو دیکھا جو اس کی طرف بالکل متوجہ نہیں تھے۔ گہرا سانس بھرتی ہوئی وہ دایان کے برابر ہی آہستہ سے بیٹھ گئی۔۔

کھانا کھانے کے دوران دایان نے چار پانچ مرتبہ اس کو مخاطب کیا کبھی کوئی چیز پکڑانے کو کبھی کوئی۔

سب کی موجودگی میں اب وہ اس کو کچھ بھی نہیں سکتی تھی تبھی خاموشی سے پکڑاتی جاتی۔

رات میں جب سب تراویح سے فارغ ہوئے تو لان میں بیٹھے باتوں میں مشغول تھے، ہلکی ہلکی ہوا کا مزہ ہی کچھ اور تھا اور ایسے میں جب سب ایک ساتھ بیٹھ جائیں تو مزہ دوبالا ہو جاتا تھا۔ مرد حضرات اپنی باتیں کرتے قہقہے لگا رہے تھے اور خواتین آپس میں بیٹھیں شادی کی باتیں کر رہی تھیں۔ ایسے میں تینوں لڑکیاں نِگی، اُشنا اور تحریم ایک کونے میں بیٹھی اپنی باتیں کم نِگی کی زیادہ سن رہی تھیں جو اپنے ڈی ایمز کے میسجز کا قصہ چھیڑ رہی تھی۔ کبھی کسی کا پروپوزل اور کبھی کسی کا۔۔

”ایک نے تو جی مجھ سے کہا کہ وہ مجھے اغوا کر لے گا۔“ نِگی ہنستے ہوئے بتانے لگی تو دونوں کی آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔

”پھر پتا کیا جی۔۔۔ میں نے اس کو اپنا نمبر کہہ کے اپنے منگیتر کا دے دیا۔۔ اب ہو سکتا میرا منگیتر اغواء ہو گیا ہو۔“ نِگی اپنی بات کہتے ہوئے زور سے ہنسی تو دونوں کی بھی ہنسی نکل پڑی۔

”پوری ڈرامہ ہو تم نِگی۔۔“ تحریم نے ہنس کے کہا۔

”اجی ڈرامہ نہیں فلم ہوں فلم۔۔“ وہ فخریہ پرانداہ ایک ادا سے پیچھے جھٹکتے ہوئے بولی۔

”تحریم بیٹے زرا دایان کو بلایئے گا وہ شاید اندر کی طرف گیا ہے۔“ مسز ثاقب نے اپنی باتوں کا سلسلہ توڑ کے تحریم کو مخاطب کیا تو وہ جی کہہ گئی۔

”جاؤ جاؤ اندر جاؤ، کمرے میں نہ جانا دھیان سے بس۔“ اُشنا تنگ کرتی ہوئی بولی تو نِگی بھی کھی کھی کرنے لگی۔ ان دونوں پہ تین حرف بھیجتی ہوئی وہ اندر کی طرف بڑھی۔

اپنی کان کی بالی کو چھیڑتے ہوئے وہ اندر راہداری سے گزرتی ہوئی لاونج کی طرف جانے لگی جب اس کو دایان کی مسکراتی ہوئی آواز آئی۔

”تمہیں نہ یاد کر کے میں نے کہاں جانا ہے، ظاہر سی بات ہے آدھا دن تمہارے ساتھ باتوں میں گزرتا ہے۔“ اس کے الفاظوں نے تحریم کو تجسس میں مبتلا کیا کہ آیا وہ کس سے بات کر رہا تھا۔۔

”نہیں جناب ایسی بھی بات نہیں اب، جب واپس آؤں تو لے جاؤں گا تمہیں میں تم فکر نہ کرو۔“ دوسری جانب سے شاید کوئی شکوہ کیا گیا تھا جس پہ وہ ہنستے ہوئے اس کا شکوہ دور کرنے لگا۔ اس کی باتیں سن کے تحریم کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

”افکورس کرتا ہوں نا یاد تمہیں۔۔۔ کتنا شک۔۔!“ وہ ابھی ہنس کے کچھ کہہ رہا تھا جب اچانک ہی گردن گھمائی تو تحریم کو کھڑا پایا۔۔

”ہنی بعد میں بات کرتا ہوں بائے۔“ تحریم کو دیکھتے ہوئے اس نے مسکرا کے کال کاٹی جب تحریم کا ذہن ایک لفظ میں اٹک گیا 'ہنی'..... تو کیا وہ کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا؟ اس کی مسکراہٹ وہیں دم توڑ گئی تھی۔

....

”خیریت۔۔۔؟“ موبائل پینٹ کی پاکٹ میں رکھتا ہوا وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا اس کے قریب آنے لگا جس پہ تحریم کا سکتا ٹوٹا. اس نے نظریں پھیر لیں۔

”وہ آپ کو باہر آنٹی بلا رہی تھیں۔“ اطلاع دینے کا انداز بھی عام سا تھا۔ اب وہ کھڑی جیسے اس کے جواب کی منتظر تھی یا پھر وضاحت کی کہ وہ بتائے کہ کس سے بات کر رہا تھا۔

”اور تم۔۔؟“ دو قدم کے فاصلے پہ کھڑے ہوتے اس نے پر شوق نظریں اس پہ ٹکائیں۔

”میں کیا....!“ وہ ناسمجھی سے پوچھنے لگی۔ نظریں دایان کی جانب اٹھائیں تو استحقاق بھری نظروں سے خود کو تکتا پایا۔

” تم نہیں بلا رہی مجھے۔۔“ اچانک ہی جسارت کرتے اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور آہستہ سے دوسرے ہاتھ سے سہلانے لگا۔ تحریم کو کنگ ہو گئی کہ یہ اچانک کیا کر رہا ہے۔

” م۔۔میں کیوں بلاؤں گی۔“ اس نے نا سمجھی سے سوال کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا، جس پہ وہ آہستہ سے ہاتھ کو جھٹکا دیتا اپنی جانب کھینچ گیا، جیسے اس کی حرکت پسند نہ آئی تھی۔ اس کے کھینچنے پہ وہ ہڑبڑاتی ایک قدم مزید قریب ہوئی۔

” اصولاً تو تمہیں بلانا چاہیے تھا مجھے۔“ قدرے گھمبیر شوخ لہجہ تحریم کو یہاں رکنا مزید خطرے سے خالی نہ لگا۔ کیونکہ وہ پل پل اس کے مزید قریب ہو رہا تھا۔ مارے گھبراہٹ سے اس کو کچھ سمجھ نہ آئے کہ کیا کہے اور کیا کرے۔

” آپ باہر چلیں وہاں سب بلا رہے ہیں۔“ مزاحمت ترک کرتے اس نے آہستہ سے کہا۔

” سب کے بجائے تم اپنا کہو تو چلتے ہیں ورنہ یہاں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تمہارے ساتھ۔“ اس کے شوخ لہجے میں پنپتے جزباتوں سے وہ انجان نہ تھی، تبھی ہاتھوں کی ہتھیلیاں عرق آلود ہوئیں۔

” مجھے یہاں رکنے کا کوئی شوق نہیں آپ پلیز میرا ہاتھ چھوڑیں ورنہ ابھی کوئی آ جائے گا یہاں۔“ اس کی نظروں سے بامشکل نظریں ملاتی ہوئی وہ بولی تو بدلے میں دایان نے اس کے ہاتھ کی انگلیوں کو کھولے اس میں اپنی انگلیاں الجھائیں جس سے وہ مزید گھبراہٹ میں مبتلا ہوئی۔

” ہر لڑکی یہی کہتی ہے کہ ہاتھ چھوڑیں کبھی کسی نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ہاتھ پکڑ کے رکھیے گا۔“ دایان چہرے پہ الجھن بھرے تاثرات سجاتا ہوا بولا تو تحریم جھلا اٹھی۔ سب باہر انتظار کر رہے تھے اور یہاں موصوف کو رومینس سوج رہا تھا۔

”کیونکہ لڑکیاں آپ کی طرح بے شرم نہیں ہوتیں۔“ وہ تپے تپے سے انداز میں بولی تو دایان نے ابرو اچکائے۔

تحریم کو احساس ہوا کہ وہ اس کو بے شرم کہہ گئی ہے۔

”سس۔۔سوری لیکن باہر سب انتظار کر رہے ہیں۔“ ندامت سے کہتے اس نے آخر میں التجا کی۔

”سوری کس لیے۔۔۔؟“ وہ جیسے انجان بن گیا اور مزید قدم بھر کے فاصلے کو بھی سمیٹنے لگا کہ تحریم نے داخلی دروازے کی جانب دیکھا' اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی آ نہ جائے۔

”میں تو مانتا ہوں کہ میں ایسا ہوں جیسا مجھے ابھی تم بے دھیانی میں خطاب دے چکی ہو۔“ وہ جیسے آج اس کو زچ کرنے پہ تھا۔

” آپ کو مسئلہ کیا ہے ہاتھ چھوڑیں میرا۔“ بلآخر اس کی باتوں سے وہ چڑتی ہوئی بولی اور ہاتھ کھینچنے کی کوشش کرنے لگی۔

”تمہیں کیا مسئلہ ہو رہا ہے یہاں۔“ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنے ہاتھ سے الجھاتے ہوئے وہ مزید قریب کر گیا کہ ایک چیخ بر آمد ہوتے ہوتے بچی۔

”کیا۔۔۔کیا کر رہے ہیں؟“ وہ بوکھلاتے ہوئے بولی اور جلدی سے ہاتھ چھڑاتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے کو دھکیلا تو وہ زرا فاصلے پہ ہوا جبکہ آنکھوں میں پھوٹتی شرارت لہجے کی زومعنیت تحریم کی حیا سے پلکیں جھکائی دے رہی تھی۔

”کرنے کہاں دے رہی ہو۔“ وہ چہکتے ہوئے لہجے میں چاہت سموئے بولا تو تحریم رو دینے کو ہوئی۔

”آپ آجائیں، باہر ویٹ کر رہے ہیں۔“ آہستہ سے قدم پیچھے لیتی وہ وہاں سے دوڑ لگا گئی جب دایان کا قہقہہ اس کو پیچھے سے سنائی دیا۔

"تعریف تو پھر نہیں کرنے دی اس نے، جس کے لیے تنگ کر رہا تھا۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ دلکشی سے مسکراتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا جہاں سب بیٹھے تھے۔

تحریم کو بھاگتے ہوئے آتے دیکھ نِگی اور اُشنا چونکی، گہرے سانس بھرتی ہوئی وہ ان کے ساتھ بیٹھی تو دونوں نے حیرانگی سے اس کو دیکھا۔

"کیا ہوا اندر کوئی بھوت دیکھ لیا کیا؟" نِگی اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی تو باہر نکلتے ہوئے دایان پہ اس کی نظر گئی، اس کی نظروں کے تعاقب میں باقی دونوں نے بھی دیکھا۔ دایان نے بھی نکلتے اسی کو دیکھا تو جی جان سے مسکرایا۔۔ تحریم گھبرا کے نظریں پھیر گئی۔

"اووہ اچھا." وہ دونوں ہونٹوں کو گول شیپ کرتی او کو لمبا کر کے معنی خیز سی اس کو دیکھنے لگیں۔

"تو یہ والا بھوت تھا اندر۔۔۔ تو ڈرانے والی حرکت تو نہیں کی نا۔" اُشنا اور نگی چسکے کی خاطر اس کے قریب کھسکتے ہوئے بیٹھیں۔

"اگر کی بھی ہوتی تو تم لوگوں کو کیوں بتاتی میں؟" ان کے سوال پہ وہ تنک کے بولی تو نِگی دل مسوس کر کے رہ گئی۔

"دیکھو تحریم بی بی۔۔۔ میری بھی تو شادی ہونی ہی ہے نا تو تھوڑی سی ٹپس دے دو..." نگی پل مین سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی کہ اس کے کام کی باتیں ہیں یہ۔

"یار میری بھی ہونی ہے..." اُشنا بھی فوراً چہکی۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب کہ میں ٹپس دوں ایسا کچھ بھی نہیں۔" ان کی باتوں پہ وہ سٹپٹا اٹھی۔

"تو پھر ایسی حالت کیوں۔۔؟" اُشنا آنکھیں گھما کے بولی اور اس کے سرخ رخساروں کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ بس وہ سامنے آئیں تو ایسا ہو جاتا ہے۔ اب فطری شرم و حیا بھی ہوتی ہے۔" تحریم آہستہ آواز میں بولی تو اُشنا اور نِگی نے بڑوں ہی طرح سر ہلایا۔

"ہاں تم ہماری سگھڑ سی معصوم شرمیلی بچی۔۔ کہاں وہ بے باک طبیعت رکھنے والا پرائے دیس کا شہزادہ۔" اُشنا آنکھیں پٹپٹا کے بولی تو تحریم ہنس دی۔

"بد تمیز کہیں کی۔" اس کے بازو پہ چپت مارتے ہوئے وہ ہنسی۔

•••••••••••••••

رات کو جب تحریم بستر پہ لیٹی تو دھیان بے اختیار ہی دایان کی طرف گیا، اس کی آج والی حرکتیں اس کو بوکھلانے کے لیے کافی تھیں۔ وہ شاید واقعی بے باک طبیعت کا مالک تھا جو آتے جاتے اسے دیکھتے چاہت بھری نظروں سے کوئی نہ کوئی جسارت کر جاتا تھا۔ محبت کا احساس جیسے دل میں جاگنا شروع ہوا تھا، بے اختیار ہی اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے، نظریں اپنے ہاتھ کی جانب گئیں جہاں اس کا لمس موجود تھا۔

دایان کو سوچتے سوچتے اس کے ذہن کے کونے میں ایک لفظ گونج اٹھا 'ہنی'۔۔۔ یہ ہنی کون تھی۔ ہنی کا سوچتے ہوئے اس کی مسکراہٹ وہیں سمٹ گئی اور ذہن کے دھاگے اسے سمت جانے لگے کہ آخر وہ کس سے اتنی مسکراہٹ سے بات کر رہا تھا۔ بات کرتے ہوئے زرا بھی ایسا نہ لگا کہ الفاظ میں ملاوٹ تھی یا دکھاوا۔

وہ واقعی جس سے بھی بات کر رہا تھا چاہت سے بات کر رہا تھا۔

"کیا وہاں کوئی گرل فرینڈ ہو گی ان کی ؟!" وہ خود ہی اپنے آپ سے سوالات جوابات کرنے لگی۔ کہیں ایک بدگمانی کا پیچ بھی پرونا شروع ہوا۔۔ جہاں محبت نے ابھی انگڑائی بھی سہی سے نہ لی تھی وہاں کچھ کچے بادل آ کے بننا شروع ہو گئے تھے۔

” ان کے لیے تو عام سی بات ہو گی لڑکی کو دوست بنانا۔“ وہ چت لیٹی چھت کو گھورتے ہوئے سوچنے لگی۔ ”ہو سکتا ابھی بھی ہوں دوست، اب میری وجہ سے چھوڑیں گے تھوڑی۔“ وہ آہستہ سے بڑبڑائی اور کروٹ بدلتے ہوئے انہیں باتوں کو سوچتے ہوئے نیند کی وادی میں گم گئی۔

افطاری کے بعد اس کو میل آگیا تھا کہ اس کے ٹیسٹ کی فائنل ڈیٹ آچکی تھی، اب اس کی بھی تیاری کرنی تھی اس کو۔۔ اس والے ٹیسٹ کے ٹائم تو وہ نعیم صاحب کے ساتھ جاسکتی تھی کیونکہ یہ ٹیسٹ دو دن میں تھا۔۔ لیکن اگر یہ کامیاب نہ ہوتا تو اگلے ٹیسٹ کے ٹائم اس کے بابا یہاں نہ ہوتے۔۔

اگلے ٹیسٹ کی نوبت کیوں آنی تھی وہ اچھے سے جانتی تھی، لیکن ایک بار وہ اس پہ بھی قسمت آزمائی کرنا چاہتی تھی۔

••••••••••••••••

دوپہر کے وقت جب نعیم صاحب کسی کام کے سلسلے میں واپس گھر آئے تو تحریم نے ان کو آگاہ کیا کہ اس کے ٹیسٹ کی ڈیٹ آگئی ہے اور وہ ان کے ساتھ جائے گی جس پہ انہوں نے حامی بھر لی کیونکہ انہیں کی تو خواہش تھی کہ وہ انگلش میں آگے سٹڈی کرے۔۔

دوپہر کے ابھی تین بج رہے تھے جب سب نوجوان پارٹی موسم اچھا ہونے کی وجہ سے لاونج کے دیوار گیر سلائیڈ ڈور کو کھولے جولان کی طرف کھلتی تھی، اس سے آنے والی ہوا کے مزے لے رہے تھے۔

” آپا آپ کو دایان بھائی بلا رہے ہیں۔“ گڈو وہاں آتا پیر لمبے کیے صوفے پہ لیٹ گیا، اطلاع ایسے دی جیسے کوئی چیز پھینکی ہو لٹھ مار انداز میں۔

تحریم نے جیسے اس کی بات نہ سنی تھی۔ اُشنا ابھی روم میں موجود تھی شاید سو رہی تھی۔۔ باقی میران ابھی ابھی باہر سے آیا تھا جس نے دایان کا پیغام اور تحریم کی بے نیازی دونوں دیکھے۔

"یار ہونے والی بھابھی اگر ایسا ہی چلتا رہا تو میرا نمبر کبھی نہیں آنے والا، کچھ تو رحم کریں اپنے ان پر نہ سہی مجھ پر ہی سہی۔" میران اس کے سامنے آلتی پالتی مارتا ہوا بیٹھ کے بولا اور پاس ہی صوفے پہ پڑا کشن اپنی گود میں رکھا۔

"ہو چکی بھابھی۔" گڈو نے تصحیح کی۔

"یہ جو تمہاری بھی آج کل نظریں پھر رہی ہیں نا سب سمجھ رہی ہوں، کنٹرول کرو ورنہ میں نے آؤٹ آف کنٹرول ہو جانا ہے." تحریم آنکھیں دکھاتی ہوئی اس کو واضح تنبیہ کرتی ہوئی بولی تو وہ سر جھکا کے مسکرا دیا۔

"اپنے اس ہونہار بھائی کے قصے میرے سامنے نہ چھیڑا کرو۔" ساتھ ہی وہ ناپسندیدگی سے بولی جس پہ اب کی بار میران کی آنکھیں چمکیں۔

"نہ چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں۔" ایک بے سُرا راگ الاپتے ہوئے ایک ہاتھ کان پہ رکھ کے عجیب ایکشن دکھانے لگا جب تیمور موبائل سے نظریں ہٹاتا فوراً چیخا۔

"رمضان میرون بھائی رمضان۔" اس نے افسوس کرتے یاد کروایا۔

"پہلے تو میرا نام صحیح لو۔۔" وہی جھولی میں پڑا کشن اٹھاتے ہی زور سے اسے دے مارا۔

"جی گائیز آج میں اسپیشل گھر میں چائنیز پکوڑے بنانے والی ہوں ساتھ ہی میں شام کو لائیو آکے آپ کے ساتھ اس کی مزے والی ریسیپی بھی شئیر کروں گی۔" تبھی کیچن سے نکلتی نگی کی آواز پہ سب کی نظریں اس جانب اٹھی جہاں نگی مزے سے اپنا پراندہ آگے کو جھلاتی ہوئی اپنی انسٹاگرام فیملی سے محو گفتگو تھی۔

"پھپھو بھی اپنی طرح کی کوئی آفت اٹھالائی ہیں ساتھ۔" تحریم منہ ہی منہ میں بڑبڑائی اور ہاتھوں میں سر گرا لیا۔

"اے تحریم بیٹا آج گھر میں کیا بنانا ہے، سخت بھوک لگ رہی۔" تبھی پھپھو اپنا بھاری وجود لے کے وہاں آئیں اور تھکے انداز میں صوفے پہ بیٹھتی ہوئی پوچھنے لگیں۔

” پھپھو ٹینڈے بنانے کا کہہ رہے تھے ابو آج۔ “تحریم لبوں پہ مسکان سجائے ان سے بولی تو پھپھو نے منہ بنا لیا۔

” اے بیٹا ٹینڈے بھی کوئی پکانے والی چیز ہے یہ تو گھر میں بنتے رہتے ہیں، کوئی یخنی پلاؤ، بریانی قورمہ یہ سب بناؤ خاص۔ “وہ جلدی سے ٹینڈے کو رد کرتی ہوئیں اس کو آئیڈیا دینے لگیں۔

” ارے پھپھو ٹینڈے کہاں پکتے رہتے ہیں، یہ بریانی قورمہ تو بنتا رہتا ہے، اصل مزہ تو تب ہے جب آپ کو ہم مہمان نہیں گھر کا فرد سمجھیں، اور گھر میں تو پھر ٹینڈے ہی بنتے ہیں نا۔ “جیسے جیسے وہ کہتی گئی میران کا قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں برا حال ہو گیا۔ تبھی ایک ہنسی کا فوارہ بر آمد ہوا۔

” اے باولے تجھے کیا ہو گیا۔ “وہ میران کو ہنستا دیکھ ناگواریت سے پوچھنے لگیں۔

” جی گائیز وہ ایکچولی میں آج کل کہیں آئی ہوں نا تبھی یہ آپ کو پاگلوں والی آوازیں سنائی دے رہی ہیں تو اگنور کریں۔ “یہ نگی کی نزاکت سے بھری آواز پھر بر آمد ہوئی، پاگلوں کی آواز کا طعنہ سنتے تحریم کا میٹر شاٹ ہو گیا۔

” نِگی میں نے کسی دن تمہارا یہ اکاؤنٹ ہیک کر لینا ہے ہر وقت ادھر چپکی رہتی ہو۔ “تحریم بیٹھے بیٹھے چیخی تو نِگی ہونہہ کر کے سر جھٹک گئی۔

” پھپھو آپ کا تو روزہ نہیں۔۔۔؟ “میران حیرت سے بولا۔

” روزہ تو ہے تبھی بھوک لگ رہی ہے نا مجھے۔ “پھپھو میران کی عقل پہ ماتم کرتی ہوئی بولیں تو فوراً سے چہکتا ہوا ان کے پاس آ بیٹھا۔

” میں اپنی پھپھو کے پاؤں دبا دوں؟ “بہت ہی کوئی معصوم مخلوق بن کے پوچھا گیا سوال کہ وہاں آتی اُشنا نے اچھنبے سے اس کو دیکھا۔

”ہاں میرا پتر شاباش آجا۔۔۔“ پھپھو پیار سے بولیں اور گڈو کو ٹانگ سے سائیڈ پہ کیا جو نیچے جا گرا۔ میران ان کے پاس بیٹھ کے آرام آرام سے پاؤں دبانے لگا۔

”آپا کال آرہی ہے۔۔ جلدی دیں موبائل۔“ تیمور ابھی تحریم کے موبائل پہ مصروف تھا جب کسی کی کال آنے لگی، اس کے آگے موبائل کرتا پاس ہی کھڑا ہو گیا کہ کہیں کسی اور کو نہ دے دے موبائل۔

”یہ کس کا نمبر ہے...؟“ کسی انجان نمبر سے کال آتے دیکھ تحریم نے اگنور کرنا چاہا جب میران نے اس کی طرف موبائل کرنے کو کہا۔

”ہو سکتا ہے کسی بھولے بھٹکے عاشق کی ہو کال اٹھالیں۔“ نمبر دیکھ کے پہچان گیا تھا تبھی آنکھوں اور لہجے میں شرارت لیے وہ بولا۔

اس کے الفاظ سنتے تو تحریم کو بھی اندازہ ہو گیا کہ یہ کس کا نمبر ہے۔۔

”تیمور کال اٹھا کے کہو کہ رونگ نمبر ہے۔“ تحریم موبائل واپس تیمور کو پکڑاتے ہوئے بولی تو اُشنا نے افسوس میں۔ سر ہلایا۔ جبکہ پھپھو ابھی میران کے دبانے پہ نیند میں جا چکی تھیں۔

”ہیلو۔۔۔ دایان بھائی تحریم آپی کہہ رہی رانگ نمبر ہے بائے۔“ تیمور نے بھی اپنا چھوٹا ذہن ضرور استعمال کرنا تھا جو اس کو بتاتا ہوا مزے سے اب واپس گیم کھیلنے لگ گیا تھا۔

کمرے میں بیٹھے دایان کے کانوں میں جملہ پہنچا تو وہ حیران سا موبائل کو دیکھے گیا کہ یہ کیا ہوا ہے اس کے ساتھ۔۔۔ ’سکیم Scam‘

یہاں سب تیمور کی بات سن کے ہنسنے لگے تو تحریم نے ماتھا پیٹا' ایک سے بڑھ کے ایک نمونہ تھا یہاں۔

”نِگی مجھے بھی ایڈ کروا لائیو میں۔۔“ اُشنا نے کیچن میں مسلسل بولتی نگی سے کہا جو اپنی آج کی روٹین کا بتا رہی تھی۔

"ہیں کیوں۔۔؟" وہ اچھنبے سے دیکھنے لگی اور نظریں زرا موبائل سے ہٹائیں۔

"ارے یار میں بھی لائیو آنا چاہتی ہوں، اور زرا تمہارے پنکھوں سے بات بھی ہو جائے گی۔" اُشنا کندھے اچکا کے بولی اور اپنا موبائل آن کرنے لگی۔ 'ٹھیک ہے جی' کہتے نگی نے اس کو بھی ایڈ کر لیا لائیو میں۔

"یہ میری باس کی بیٹی ہیں، ہے نا کتنی پیاری۔۔" وہ کیچن میں ہی بیٹھی موبائل سامنے رکھے اُشنا کا تعارف کروانے لگی' باقی سب کی نظریں بھی اب اُشنا پہ ٹکی ہوئی تھیں۔

میران پھپھو کے پاؤں چھوڑ کے اس کے قریب ہی آ بیٹھا کہ وہ نظر نہ آئے ویڈیو میں۔

"اور یہ ہماری کام چور نگینہ حسینہ جو کیچن میں کام کے بہانے یہاں آ کے لائیو کر رہی ہے۔" اُشنا بولتی ہوئی کیچن میں گئی اور بیک کیمرا کھولتے اس کی کلاس لگانے لگی۔

"دیکھا کیسے آرام کر رہی ہے۔۔؟" اُشنا جیسے اس کے راز کھولنے آئی تھی۔ نِگی خونخوار نظروں سے دیکھتی ہوئی جلدی سے اس کو لائیو سے ہٹایا پھر خود بھی بند کرتی ہوئی اپنا موبائل کیچن شیلف پہ رکھتے اس کے پیچھے بھاگی۔

"اُشنا جی میری ساری فینز اب میرے پیچھے باتیں بنائیں گی۔ آپ کو تو اللہ پوچھے..." وہ لاونج میں صوفوں کے گرد بھاگنے لگیں جبکہ میران ہاتھوں پہ چہرا گرائے اُشنا کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

"ہاں ہاں ادھر لاؤ۔۔۔" اُشنا کو اپنی سائیڈ بھاگتا دیکھ وہ نِگی کو مزے سے اشارہ کرنے لگا کہ کسی طرح تو پاس آئے۔

تحریم نے اس کے سہارہ دیے بازو کو آہستہ سے ہلایا تو اچانک ہی منہ نیچے کی طرف گرا۔۔ جس پہ سکتہ ٹوٹا اس کا اور بری طرح گھورتے ہوئے تحریم کو دیکھنے لگا۔

"شوہر بلا رہا ہے آپ کو جائیں اس کے پاس..." تبھی موبائل پہ میسج آتے دیکھ وہ تحریم کو بتانے لگا اور منہ بناتا ہوا واپس اُشنا کو دیکھنے لگا جس کو نگی مسلسل کوس رہی تھی۔

ناولز حب ایک انقلابی اردو ادب پبلشنگ ادارہ ہے۔

ناولز حب ہر طرح کے ناول، کہانی، اور افسانہ کو شائع کرنے کے لیے کام کرتا ہے۔
اگر آپ ایک لکھاری ہیں یا اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں تو ناولز حب آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔
ناولز حب کا کام صرف ویب سائٹ پر پبلش نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ناولز حب کے فیسبک گروپ، ناولز حب فارم کمیونٹی پر بھی شائع کیا جاتا ہے۔
لیکن یاد رہے ناولز حب کسی بھی قسم کی غیر اخلاقی تحریر اور بولڈ ناولز کو سپورٹ نہیں کرتا۔
اپنی تحریر کو ناولز حب کے کسی بھی ادارے پر ارسال کر سکتے ہیں یا پھر درج ذیل دیے گئے لنکس اور نمبر پر رابطہ کریں..!

SEND US YOUR NOVEL IN MS WORD FILE OR IN TEXT FORM WITH FOLLOWING DETAILS

- 📍STORY NAME :
- 📍WRITER NAME:
- 📍STORY THEME :
- 📍STORY STATUS (COMPLETE OR ONGOING) :
- 📍STORY DESCRIPTION (IN URDU) :
- 📍INSTAGRAM ID (WITH SAME SPELLINGS):

ON OUR EMAIL ADDRESS.
NOVELSHUB.PK@GMAIL.COM

EMAIL US YOUR NOVEL/EPISODE ON GIVEN ABOVE DETAILS.
ALL DETAILS ARE COMPULSORY TO SEND.

لکھاری اپنا کام فارم کمیونٹی اور فیسبک گروپ میں پوسٹ کر سکتے ہیں۔

FACEBOOK GROUP LINK :

HTTPS://WWW.FACEBOOK.COM/GROUPS/303089327711821/

FORUM COMMUNITY LINK :

HTTPS://NOVELSHUB.PK/COMMUNITY/

کسی بھی قسم کی معلومات کے لئے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

03205397046

یا ہمارے انسٹاگرام پیج پر ہماری ٹیم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

HTTPS://WWW.INSTAGRAM.COM/NOVELSHUB/

منجانب
انتظامیہ ناولزحب

”میں نہیں جارہی کام ہیں مجھے بہت۔“ وہ منہ بنا کے بولی اور کمرے کی طرف جانے لگی ارادہ اب پڑھنے کا۔ تھا کیونکہ کل ٹیسٹ دینے جانا تھا۔

”آئے ہائے کیا آفت آگئی ہے 'موئی نیند بھی صحیح سے نہیں لینی دی۔“ پھپھو ہڑبڑا کے اٹھیں اور اپنا جوتا اٹھا کے نگی اور اشنا کی طرف پھینکا۔

• • • • • • • • • • •

”بیٹے دایان کو کسی چیز کی ضرورت ہے وہ بلا رہا ہے 'آپ زرا جا کے دیکھ لیں۔“ وہ آہستہ سے زینے چڑھ رہی تھی جب سیڑھیوں کے دائیں جانب بنے کمرے سے مسز ثاقب نکلتی ہوئیں اس سے بولیں تو وہ تذبذب کا شکار ہوئی کہ وہاں سب کو منع کر کے آرہی ہے اب یہ بھی کہہ رہی ہیں جانے کو۔

”جی آنٹی میں ادھر ہی جارہی تھی۔“ اب اس کے علاوہ کچھ کہنے کو نہیں تھا تبھی حامی بھر لی لیکن جانا اس نے پھر بھی نہیں تھا۔

واپس زینے چڑھتے ہوئے وہ دایان کو خیر باد کہتی ہوئی سیدھا اپنے کمرے میں گھس گئی۔

بیڈ پہ ریلیکس انداز میں نیم دراز ہوئے اس نے ڈرار سے بک نکالی اور مزے سے پڑھنا شروع ہو گئی۔۔۔ ابھی پانچ منٹ ہی گزرے ہونگے جب کوئی دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا۔ بلیک ٹی شرٹ پہ بلیک ٹراؤزر پہنے وہ بے نیاز سا چلتا ہوا اس کے بیڈ کے قریب آنے لگا۔ اپنے کمرے میں دایان کی موجودگی پاتے تحریم جلدی سے اٹھ بیٹھی اور بک کو اپنے سائیڈ پہ رکھا، یہ بھلا اس کے روم میں کیوں آیا تھا۔

”کوئی کام تھا آپ کو؟“ وہ نارملی انداز میں پوچھنے لگی تو دایان نے ابرو اچکاتے دیکھا۔

"غالباً میں پچھلے آدھے گھنٹے سے بلا رہا ہوں تمہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو تحریم نے آنکھیں گھمائیں۔

"میں مصروف تھی آپ مجھے بتا دیں کہ کیا کام ہے۔" اس کو دیکھنے سے گریز کرتی ہوئی وہ لاپرواہ انداز میں بولی تو دایان بلا جھجک اس کے بیڈ پہ قریب کچھ فاصلے پہ بیٹھ گیا۔ تحریم تو اس کی ہمت کو داد دینے لگی۔ کیا بے باک انداز تھا جناب تھا۔

"ویسے ہی سوچا تھوڑا ٹائم سپینڈ کر لوں تمہارے ساتھ لیکن تم آتی کہاں ہو۔" وہ قدرے ریلیکس انداز میں اس سے شکوہ کرنے لگا جیسے وہ دور کر دے گی ابھی۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میں مصروف تھی۔" جواب دے کے اس کے پھر سے ہاتھ میں کتاب پکڑ لی کہ دایان سرد آہ بھر تا رہ گیا۔ کمرے میں اب بے معنی خاموشی کا راج تھا۔ تحریم تو جان بوجھ کے اس کو نظر انداز کرتی بیٹھ گئی لیکن اب دایان کو اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا وہ اس بے مہر لڑکی کو دیکھے گیا۔

"کب پیپر ہے تمہارا؟" خاموشی کو توڑنے کے لیے دایان نے ہی پہل کی۔

"کل جانا ہے بابا کے ساتھ۔" ساتھ ہی جیسے اس نے اطلاع دینا ضروری سمجھی کہ وہ بابا کے ساتھ جا رہی تھی....

"گڈ! اور عید کی شاپنگ ہو گئی۔۔" مزید بات بڑھانے کو سوال کیا گیا۔

"کیوں اگر نہ کی ہوتی تو آپ نے کروانی تھی۔" وہ لٹھ مار انداز میں بولی' دایان کو سمجھ نہ آئی کہ آخر وہ کس بات پہ اس سے ایسے بات کر رہی تھی۔

"ہو بھی سکتا ہے۔" اس کے جواب پہ تحریم نے اس کی طرف نظریں اٹھائیں تو وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا جیسے کسی شرارت پہ آمادہ تھا۔ تحریم نے کوئی جواب نہ دیا۔۔ شاید کل والی بات آ کے انداز میں تلخی خود ہی در آئی تھی۔

”کچھ بات ہی کر لو۔۔“ وہ لہجے میں نرمی گھولتا ہوا اس کو بات کرنے پہ اکسانے لگا، اس کی بات پہ تحریم کے ماتھے پہ چند لکیریں واضح ہوئیں۔

”آپ دیکھ سکتے ہیں نا کہ میں پڑھ رہی ہوں۔۔“ وہ تڑخ کے بولی تو دایان نے ابرو اچکائے۔

”جہاں تک مجھے علم ہے تمہارا لٹریچر کا ٹیسٹ ہے اور تم یہ گرافکس پڑھ رہی ہو۔“ اس کے ہاتھ سے بک ایک دم اچکتے ہوئے وہ بولا تو اس کی حرکت تحریم کو نہایت ناگوار گزری۔

”یہ کیا حرکت ہے واپس کریں۔“ وہ لہجے میں ناگواریت نہ چھپا سکی تبھی جھپٹنے کے انداز میں بک واپس لے لی۔۔ دایان کو اس کے انداز لہجے کی بالکل سمجھ نہ آئی۔۔ لیکن اسے اچھا بھی نہ لگا تھا تبھی بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھا ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ تحریم سر جھٹک کے واپس اپنی جگہ بیٹھتی ہوئی کتاب کا مطالعہ کرنے لگی۔

……

”چلیں بابا جلدی کریں 'لیٹ نہ ہو جائیں کہیں۔“ سیڑھیاں اترتے ہوئے بیگ میں جھانکتے ساتھ ساتھ وہ مسلسل بول رہی تھی جب اچانک حسبِ عادت وہ ٹکرائی۔ بدلے میں ایک ہلکی سی چیخ بر آمد ہوئی۔ سرخ دوپٹے کو شانوں پہ ڈالے، سیاہ خوبصورت لان کے سوٹ میں وہ تیار شیار کانوں میں بالیاں پہنے ہوئے تھے۔

”یہ عادت نہ چھوڑنا کبھی۔“ وہ سرگوشی میں بولا اور اسکے سے اس کی چٹیا کے بال بٹن سے آزاد کروانے لگا جو ہمیشہ کی طرح یہاں سلامی دے گئے تھے۔

مارے حیا کے وہ کچھ بھی نہ پائی۔۔ ہمیشہ ہی ایسا ہوا تھا کہ وہ جب بھی نیچے آتی اس سے ضرور ٹکرا جاتی اور بدلے میں اس کے زومعنی جملے کو سننے کو ملتے۔

”بیسٹ آف لک۔۔۔!“ فاصلے پہ ہوتی جب وہ نیچے اترنے لگی تو اس کے الفاظ کانوں سے ٹکرائے۔

” شکریہ۔۔“ بنا کسی تاثر کے کہتے ہوئے وہ جلدی سے اترتی ہوئی باہر کی جانب چلی گئی، جبکہ اس کا سرخ لہراتا آنچل وہ جاتا دیکھتا رہا۔

” تیاری کیسی ہے اب، اچھا ہی آئے گا نا رزلٹ۔۔“ نعیم صاحب نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو وہ جھٹ سے سر ہلا گئی۔

” جی اچھا ہی کیا ہے تیار، آپ واپس آجائیں گے کیا مجھے ڈراپ کر کے؟“ سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے اس نے سرسری سا پوچھا۔

” جی بچے مجھے ضروری کام بھی ہے تو آپ کو ڈراپ کرتے وہاں سے نکل جاؤں گا واپسی پہ علیم آجائے گا لینے۔“ گاڑی سڑک پہ رواں دواں تھی جب ٹرن لیتے ہوئے وہ مسکرا کے بولے۔

” اچھے سے ٹیسٹ دینا اوکے۔“ اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولے تو مسکراتی ہوئی گاڑی سے نکل اتری۔

....

” آج کوئی مجنوں مجنوں بھرا پھر رہا ہے۔۔۔“ میران آج پھر لان میں بیٹ بال پکڑے کھڑا جوش دکھا رہا تھا جب دایان کو اندر سے آتا دیکھ وہ اونچی آواز میں ہانکا۔

نِگی اور اُشنا بھی وہیں موجود تھیں تبھی میران زرا فارم میں موجود تھا ورنہ روزے میں اس کی حالت دیکھنے والی ہوتی تھی۔

اس کے الفاظ سن کے دایان نے گھور کے دیکھا اور چلتا ہوا ٹیبل کے گرد موجود کرسی پہ بیٹھ گیا۔ پینٹ کی پاکٹ سے موبائل نکالے اس میں مصروف ہو گیا تھا۔

"ویسے میران جی۔۔ آپ کو دیکھ کے لگتا نہیں آپ کینڈا سے آئے ہیں۔" نِگی نے موبائل کو زرا سائیڈ پہ رکھ کے تیکھے انداز میں پوچھا۔

"کیا مطلب! اب کیا بس سفید چمڑی والے ہی لگتے ہیں کیا بیروں ممالک کے۔" میران کو اس کی بات کی سمجھ نہ آئی تبھی ہنس کے بولا۔

"ہائے میرا مطلب کہ آپ کی بھی وہی یہاں کے سستے عاشقوں والی حرکتیں ہیں۔" نِگی اس کی خوش فہمی کو پل میں بھگاتی ہوئی بولی تو اُشنا چاہتے ہوئے اپنا قہقہہ چھپا نہ پائی، کچھ فاصلے پہ بیٹھا دایان بھی دل کھول کے ہنسا تھا۔

"یہ سستے عاشق سے تمہاری کیا مراد ہے؟" وہ بیٹ کو زرا سائیڈ پہ کر کے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ ٹکا کے بولا، مارے سبکی کے اس کا چہرہ لال ہو گیا وہ بھی اُشنا کی موجودگی میں۔

"میری بات سے مراد 'آپ' ہیں۔" نِگی دل جلانے والی مسکراہٹ اچھال کے بولی تو میران کے دل پہ جیسے کسی نے مکہ مار دیا ہو۔۔ اس کی اُشنا جی کے سامنے اتنی بے عزتی۔۔ وہ ڈھیٹ تھا تبھی سہہ گیا۔

"میرون بھائی میں کرواؤں آج بال۔" آج تحریم یہاں موجود نہیں تھی، اور اپنی ماں سے موبائل نہیں ملا تھا تبھی وہ خود گیند پکڑے وہاں آیا تو میران نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پہلے کہو۔۔ میران۔۔" میران نے معصوم سی مسکراہٹ اچھال کے کہا۔

"میرون۔۔" تیمور وہی مسکراہٹ اس کو دکھاتا ہوا بولا۔

"نہیں پہلے کہو۔۔ میر" بلے کو ایک سائیڈ پہ کرتے کہنی سے اس پہ وزن ڈالتے ہوئے وہ اس کو رسان سے سمجھانے لگا۔

"میر۔۔" تیمور آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تو میران نے داد دینے والے انداز میں سر ہلایا۔

”اب کہو آن۔۔۔“ اب نام کا اگلا حصہ سکھایا تو تیمور نے ویسے ہی دہرایا۔ نِگی اپنا موبائل آن کیے مزے سے ریکارڈنگ کررہی تھی۔

”اب پورا کہو میر....ان۔“ اپنی کامیابی پہ میران کی آنکھیں چمکیں۔۔

”میر۔۔۔(میران کی مسکراہٹ گہری ہوئی)...رون' میرون۔“ تیمور ابھی بھی وہی معصومیت آنکھون میں اور لہجے میں لیے بولا تو میران جو اپنا وزن بلے پہ ٹکائے کھڑا تھا اچانک سے لڑکھڑا گیا۔

جہاں تیمور نے میرون کہا وہیں لان ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”اُشنا جی آپ بھی مجھ پہ ہنس رہی ہیں۔“ میران نے شکوہ کناں نگاہوں سے اُشنا کو دیکھا تو وہ اس کے طرز تخاطب پہ سٹپٹا اٹھی۔۔

”یہ آپ بھی سے کیا مطلب۔۔“ وہ اپنے پاس پڑی مہرو سے چھوٹی سی سینڈل اٹھا کے میران کی طرف اچھالتے ہوئے بولی۔ تبھی گھر کی گیٹ سے گاڑی اندر آنے لگی۔

”ارے سارے مطلب تو آپ ہی سے ہیں میرے۔“ وہ دلکش مسکراہٹ لیے بولا تو اُشنا کے چہرے پہ لالی سی بکھر گئی۔

”ہائے میرے کرش تو یہ دونوں کزنز ہی لے اڑیں۔“ پاس بیٹھی نِگی اداس دل سے سوچنے لگی۔

”ہائے میرا منگیتر۔۔ تجھے اللہ پوچھے، زرا کے زرا فون کر کے حال ہی پوچھ لیا کرو۔“ سرد آہ بھرتے ہوئے وہ ہاتھ اٹھا کے خلا میں دیکھتی ہوئی منگیتر کو صلواتیں سنانے لگی۔

”میرے نام کا ستیاناس کرنے والے تیمور ٹین کا ڈبہ۔۔ گیند کرواؤ اب۔“ وہی چھوٹا سا مہرو کا جوتا اٹھا کے تیمور کی جانب پھینکتے ہوئے وہ بولا تو گاڑی سے نکلتا ہوا علیم انہی کی جانب آیا۔

"بابا دیکھیں یہ میرون بھائی مجھے ٹین کا ڈبہ کہہ رہے ہیں۔" تیمور لگے ہاتھوں جلدی سے شکایت لگانے لگا جبکہ میران تو اچانک اس افتاد پہ گڑبڑا ہی گیا۔

"ارے نہیں بھائی! بھلا میں ایسا کہہ سکتا ہوں نو نیور۔" میران فوراً سے ہاتھ اٹھاتا ہوا جیسے سرنڈر کرتے بولا تو علیم نے ہنستے ہوئے تیمور کو گود میں پکڑا۔

"کیوں بھئی میرون کلر۔۔" علیم مصنوعی خفگی سے بولا تو میرون بونچھا کے رہ گیا۔

"حد ہے بھئی۔۔۔ وہ میرون کہتا اس کے والد صاحب میرون کلر۔۔" میران ناراض نظریں ٹکاتا ہوا بولا اور چلتا ہوا نِگی اور اُشنا کے پاس ہی آ بیٹھا۔

"خیر ہے اس وقت گھر آ گئے آپ۔۔" دوپہر کے دو بج رہے تھے تبھی دایان حیران ہوتا پوچھنے لگا۔ کیونکہ یہ اس کے آنے کا وقت نہیں تھا ابھی۔

"ہاں بس تحریم کو لینے جا رہا ہوں، بھائی کو کوئی کام تھا۔۔ کال آئی تھی اس کی کہ فارغ ہو گئی ہے۔ ویسے آپس کی بات ہے تحریم نے جان چھڑوائی ہونی ہے پیپر سے۔" اس کو سرسری سا بتاتے ہوئے آخر پہ علیم ہنس کے بولا تو دایان نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"پتا چل جائے گا۔" اس کی سوالیہ نظروں سے دیکھتے وہ آنکھ دبا کے بولے اور تیمور کو گود سے اتارا تاکہ ایک چکر اندر لگا آئیں۔

"آپا یہ پکڑیں یار' میری ٹانگیں۔۔۔۔" گیٹ سے ہانپتا ہوا گڈو داخل ہوا اور ہاتھ میں پکڑے شاپرز کی جانب اشارہ کرنے لگا۔

اُشنا اور نِگی فوراً سے اس تک پہنچے اور اس کے ہاتھ سے شاپر لے کے اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

”ہائے یہ خواتین۔۔۔ مجھے کام کروا کروا کے مار دیں گی، اتنی سی جان ہوں میں، جب میری بیوی آئے گی اور مجھے یہ سب کام کرتے دیکھے گی تو اس کے لیے کیا مقام ہو گا۔۔“ گڈو ہانپتا کانپتا ہوا وہیں لان میں ڈھیر ہو گیا اور دہائیاں دینے لگا۔۔

”ہائے میرا پیارا گڈو۔۔۔ تھک گیا۔۔ لاؤ ٹانگیں دبا دوں۔“ میران کہنی کے بل لیٹا تھا، گڈو کو پاس گرتا دیکھ اٹھ بیٹھا اور ہمدردی سے کہتا ہوا اس کی ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”ہٹو.... ہٹو پیچھے گندی نظر والے انسان۔۔“ اپنی ٹانگوں پہ اس کے ہاتھ محسوس کرتے ہوئے گڈو چیختا ہوا دور ہٹا۔

دایان ان سب سے بے نیاز اپنے موبائل پہ مصروف تھا جب کال آنے پہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میرا بچہ رات کو کمرے میں ہی آنا ہے نا دیکھ لوں گا۔۔“ میران آنکھیں دکھاتا ہوا ڈرانے والے انداز میں بولا تو گڈو نے ہراساں نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

”یہ کیا بیویوں والی دھمکی دے رہے ہو مجھے۔۔۔“ گڈو پاس پڑا اپنا جوتا اٹھاتا ہوا اس کی طرف اچھال کے بولا تو میران کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

”پریکٹس۔۔“ وہ آنکھ دبا کے بولتا ہوا اندر کی جانب چل پڑا جبکہ گڈو برے برے منہ بناتا ہوا اس بلا کو صلواتیں سنانے لگا۔

••••••••••••••

”کیسا گیا ٹیسٹ پھر آج، پاس ہونے کی امید ہے کہ نہیں۔۔“ علیم اس کا گاڑی میں بیٹھتے دیکھ بولا تو تحریم کی آنکھیں چمکیں۔

”جھوٹ نہیں بولوں گی، اپنی طرف سے اے ون دے کے آئی ہوں باقی چیکر کی مرضی۔“ وہ مسکراتی ہوئی بولی تو علیم نے سر ہلایا۔

”اور نہ کلئیر ہوا تو....“ علیم نے نظریں اس کے جانب گھما کر جاننا چاہا۔

”بیک اپ پلین ہے میرے پاس، اب اپنا سال ضائع نہیں کر سکتی میں۔“ وہ گردن اکڑا کے بولی تو علیم داد دینے والے انداز میں ابرو اچکا گیا۔

•••••••••••••••

گھر پہنچتے پہنچتے ان کو شام ہو گئی تھی، لڑکیاں ابھی کیچن میں عارفہ امی کے ساتھ مصروف تھیں جبکہ مسز ثاقب اور پھپھو دونوں لیونگ روم کے صوفے پہ بیٹھیں شادی کے ٹاپک پہ باتیں کر رہی تھیں۔

تحریم سب کو سلام کر کے وہیں ان کے پاس ہی بیٹھ گئی، رستے کی وجہ سے اس کو تھکن سی ہونے لگی تھی نیند غالب آنے لگی تو آنکھوں میں نیند کا خمار آ گیا۔۔۔ وہی بیٹھے بیٹھے وہ اونگھنے لگی۔

”بیٹے ٹیسٹ کیسا ہوا آپ کا؟“ مسز ثاقب نے پیار بھری نظریں اس پہ مرکوز کرتے ہوئے پوچھا تو چونک کے اپنی آنکھیں وا کرتے ان کی جانب مڑی۔

”جی اچھا ہو گیا۔۔ بس ابھی تھکن ہو رہی ہے۔“ وہ مسکرا کے بولی تو انہوں نے اس کو کامیابی کی دعائیں دیں۔

”جا تھوڑا آرام کر لے، افطاری میں بس تھوڑا سا ٹائم ہے۔۔“ پھپھو بولیں تو وہ سر ہلا کے اٹھ گئی ارادہ ابھی جا کے باتھ لینے کا تھا۔ سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھاتے وہ اچانک ٹھٹک کے رکی۔۔ آگے ہوتے اس نے دیکھنا چاہا کہیں وہ دو دن کا مجازی خدا سیڑھیاں تو نیچے نہیں اتر رہا تھا۔۔

اسے نہ پا کے وہ سکھ کا سانس لیتی ہوئی مسکراتی زینے طے کرنے لگی ورنہ پھر سے ٹکر ہو جاتی تھی اور پھر اس کی زو معنی باتیں۔۔ سوچتے ہی اس نے جھرجھری سی لی۔

” آ گئے آپ تحریم کو لیے واپس۔“ علیم اندر داخل ہو رہا تھا جب دایان بھی ساتھ ہی اندر آیا، اور تحریم کے بارے میں استفسار کرنے لگا۔

” ہوں آ گئی ہے روم میں ہو گی وہ تم بتاؤ، واپسی کا کب پروگرام ہے..“ علیم اس کے ساتھ ہی اندر آتے صوفے پہ براجمان ہوا اور سرسری سا پوچھنے لگا۔

” خدا کو مانے یار بھائی' ابھی تو نکاح ہوا ہے میرا شادی کر کے ہی واپس جاؤں گا۔۔ بس ایک مہینے کے اندر اندر۔“ شروع میں حیران ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے آخر میں شرارت سے بولا تو علیم ہنس دیا۔

” ایک مہینے کے اندر اندر۔۔۔ ہماری بیٹی نہیں راضی انکار سمجھو ہماری طرف سے۔“ علیم اس کی بات کو خاطر میں لائے بغیر بولا تو دایان اس کی بات سے تڑپ اٹھا۔

” انکار کیوں بھئی۔۔۔ نکاح ہو گیا ہے اب کیا انکار.... اب تو رخصتی ہو گی لازمی۔“ دایان بنا علیم کا تحریم کے چاچو ہونے کا خیال کیے فرضی کالر جھاڑ کے بولا۔ جبکہ علیم تاسف سے سر ہلا کے رہ گیا۔۔۔ ان دونوں کی عمروں میں بس دو سال کا ہی فرق تھا۔ کچھ وہ دوست بھی تھے تبھی دایان بے تکلفی سے اس سے بات کر لیا کرتا تھا۔

” ہاں بھئی ہم تو اپنی بیٹی کو ساتھ لے کے جائیں گے۔۔“ مسز ثاقب جو پاس ہی تھیں وہ بھی وہیں سے بولیں تو علیم نے سر خم کیا۔

” آپ کی بیٹی ابھی اپنی آگے کی پڑھائی کا منصوبہ بنا رہی ہے تو سنبھال لیجیے گا جب اس کو پتا چلے گا کہ آپ سب اس کے خوابوں پہ ٹرک چلانے والے ہیں اس دایان لمبو کے نام کا۔“ علیم جیسے ان سب کو خبردار کر رہا تھا کیونکہ ابھی تک یہ

بات تحریم کو معلوم نہیں تھی۔۔ ایک پل کو تو مسز ثاقب کو پریشانی نے آن گھیرا کہ واقعی یہ بات تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اس کی پڑھائی کا کیا ہونا تھا وہ تو ایڈمیشن کی تیاریوں میں تھی۔

"آپا یہ بات تو میں نے سوچی ہی نہیں تھی، اس کی پڑھائی رک جائے گی۔" مسز ثاقب پھپھو سے اپنا خدشہ ظاہر کرنے لگیں۔

"او کم آن مام۔۔ میں دیکھ لوں گا آپ پریشان نہ ہوں، میں سوچ رہا ہوں کچھ اس بارے میں۔۔" دایان نے ان کو فکر مند دیکھتے ہوئے ہلکا پھلکا کرنا چاہا تو وہ پھیکا سا مسکرا دیں البتہ دل میں اب وہم سا آ گیا تھا تحریم کے ردعمل کا سوچ کے۔

....

"تم چل رہی ہو ہمارے ساتھ شاپنگ پہ؟" تحریم کے کمرے میں اس وقت نِگی اور اُشا ڈیرہ لگائے بیٹھی تھیں جب تحریم واش روم سے فریش ہو کے واپس آئی۔۔

"میں نہیں میرا ابھی موڈ نہیں، میرا اگلے ویک ٹیسٹ ہے ایک۔" وہ صاف انکار کرتی ہوئی گھٹنے فولڈ کرتی ہوئی بیڈ پہ چڑھ کے بیٹھ گئی تبھی روم میں زلزلہ سا آ گیا جب میران تیمور کو الٹا لٹکائے کمرے میں داخل ہوا اور اس کے پیچھے ہی گڈو ہاتھ میں پیزے کا بڑا سا باکس لیے ساتھ ہی داخل ہوا۔

"ہیلو خواتین۔۔۔ یہ ہم آپ کے لیے پیزا لائیں ہیں سوچا تھوڑی پیٹ پوجا ہو جائے۔" گڈو کسی کی پروا کیے بنا بیڈ کے درمیان میں بیٹھ کے پیزا باکس کھول کے بیٹھ گیا۔

"ویٹ میں کچھ برتن لے آؤں ورنہ یہاں گند پھیلا دو گے۔" تحریم سرعت سے اٹھتی ہوئی بولی تو نِگی خود اٹھ گئی کہ وہ لے آتی ہے وہ یہاں بیٹھی رہے۔۔

”بھابھی جی زرا میرے بھائی پہ بھی نظر کرم کر لیا کریں۔“ میران تیمور کو گود میں بٹھاتا ہوا بولا، بیڈ سے تھوڑے فاصلے پہ دائیں جانب موجود صوفے پہ وہ بیٹھا تھا۔۔ اُشنا بالکل اس کے سامنے تھی۔ بات وہ تحریم سے کر رہا تھا مگر نظریں اس کی اُشنا پہ مرکوز تھیں جو موبائل پہ آنلائن شاپنگ دیکھ رہی تھی۔

”میری کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ خود بہت نظرِ کرم کرتے رہتے ہیں...“ تحریم بے تاثر لہجے میں بولی تبھی دایان بھی کمرے میں داخل ہوا، شاید وہ اس کی بات سن چکا تھا۔ اس کے پیچھے ہی نِگی داخل ہوئی اندر اور پلیٹس وغیرہ سیٹ کرنے لگی۔

”ڈرنک نہیں لائے ساتھ؟“ اُشنا نے بس پیزا دیکھ کے پوچھا۔۔ بھلا روکھا سوکھا پیزا بھی کھایا جاتا تھا۔

”استغفر اللہ‘ یہ کام میں نے کبھی بھی نہیں کیا اُشنا جی۔ میں ضرور کینیڈا کی مولی ہوں لیکن ڈرنگ شرنک نو نیور۔“ ڈرنک کا سنتے تو میران آنکھوں کی پتلیاں پھیلاتے ہوئے اپنی وضاحت کرنے لگا، لہجے میں نہیں لیکن آنکھوں میں ضرور شرارت ناچ رہی تھی۔

”میرون بھائی ڈرنک مطلب کوک کی بوتل۔“ تیمور اس کی عقل پہ ماتم کرتا ہوا بولا تو وہ ’اووہ‘ کرتا رہ گیا۔

”آیئے آیئے۔۔۔ آپ بھی آجائیں۔۔ انفیکٹ یہاں نہیں اپنی زوجہ کے پاس جایئے۔“ میران دایان کو اپنے پاس صوفے پہ بیٹھتا دیکھ کے چہکتے ہوئے بولا ساتھ اس کو ہلکا سا دھکا بھی دیا جس پہ دایان گھور کے رہ گیا۔

”تمیز سے میر....“ مصنوعی خفگی سے بولا تو میران نے کندھے اچکائے۔

”ارے یار بھابھی تھوڑا سا کھسکیں اُس جانب۔ بیٹھنے دیں اس بیچارے کو۔“ میران جان بوجھ کے پھیل کے بیٹھ گیا اور ساتھ ہی تیمور کو گود سے اتارتے بیٹھا دیا۔ ٹو سٹر صوفہ تھا تو میران آنکھیں گھما کے رہ گیا کہ جاکے بیٹھو بیگم کے چرنوں میں۔

میران کے کہنے پہ تحریم باقیوں کا خیال کرتی ہوئی واقعی تھوڑا آگے ہو گئی کہ دایان ایک مسکراتی نظر اس پہ ڈالتا ہوا بیڈ کے ایک سائیڈ بیٹھ گیا کہ بس تھوڑا سا فاصلہ تھا ان میں۔۔

”اور اُشنا جی آپ ڈرنکس کا پوچھ رہی تھیں تو یہ گڈو لایا تھا اس سے پوچھیں۔“ میران پیار بھری نظریں اشنا پہ ٹکائے ہوئے بولا تو اشنا اس کی نظروں کو اگنور کرتی ہوئی گڈو کو ڈرنکس لانے کا بولنے لگی۔

”میران میں تم سے چھوٹی ہوں مجھے بھابھی نہ کہا کرو۔“ نئی پلیٹ جب تحریم کے ہاتھ میں تھمائی تو تحریم نے میران کو نرمی سے ٹوکا جس پہ وہ نوالہ کھاتا ہوا کھانسنا شروع ہو گیا۔

”یہ جو موصوف آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں اچھا خاصا پیٹ چکے ہیں مجھے آپ کو بھابھی نہ کہنے پہ۔“ میران نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے تو اُشنا کی ہنسی نکل گئی۔

تحریم نے متوحش بھری نظروں سے دایان کی جانب دیکھا جو مزے سے کہنی کے بل سرہانے پہ قدرے جھکا ہوا لیٹنے کے انداز میں بیٹھا تھا۔

”رئیلی۔۔۔!“ لہجے میں حیرانگی کا عنصر شامل تھا جبکہ دایان جی جان سے مسکرایا۔

”تمہیں لگتا کہ میں اس کو مار سکتا ہوں؟“ نرمی سے کیے گئے سوال پہ تحریم کے علاوہ سب نے نفی میں سر ہلایا، تحریم کا بے ساختہ ہی سر اثبات میں ہلا تو وہ چونک اٹھا۔

”واقعی ایسا لگتا ہے کہ میں نے اس کو مارا ہو گا۔“ وہ بے یقینی سی کیفیت سے بولا تو تحریم نے اُشنا کی جانب دیکھا۔۔

”کیا میں نے ہاں کہا۔۔“ وہ چور نظروں سے دایان کو دیکھتی ہوئی پوچھنے لگی تو باقی سب کی ہنسی چھوٹ گئی.

”اس میں آپ کا قصور نہیں ہے بھابھی یہ انسان جلاد ہی ایسا کہ انسان خود بخود ہی اس کی برائی پہ آمادہ ہو جاتا ہے۔“ میران اس کی شکل دیکھتا ہوا ہمدردی سے بولا تو تحریم زرا فاصلے پہ ہوئی۔

نگی نے دایان کو پلیٹ تھمانی چاہی تو اس نے سر کے اشارے سے منع کر دیا ساتھ ہی تحریم کی پلیٹ کی جانب اشارہ کیا۔۔ نگی وہی جو دایاں کو دینے والی تھی تحریم کی پلیٹ میں رکھ گئی۔ تحریم گڈو کی لائی ہوئی کولڈ ڈرنک کا گلاس تھامنے لگی جو اُسنا دے رہی تھی تبھی اس کا آدھ کھایا ہوا پیس دایان اٹھاتا خود کھانے لگا۔

” دایان یوں چھپ چھپ کے کھانے کا فائدہ سب کے سامنے مانگ لیتے۔۔“ تحریم نے اس کو اٹھاتے دیکھ لیا تھا اپنی پلیٹ سے لیکن مارے خفت کے وہ کچھ نہ بولی۔۔ تبھی کمرے میں داخل ہوتی زوئلہ چچی نے دایاں کو شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے چھیڑا۔ تحریم اس کی حرکت کو اگنور کرتی ہوئی دوسرا اٹھا کے کھانا شروع ہو گئی تھی۔

” چھپ چھپ کے کہاں، مانگنا کیا ہے ہم ایسے کھا لیتے ہیں۔“ دایان نے کہتے ہی تحریم کا منہ کو جاتا ہاتھ تھام کے خود اپنے آگے کیا اور سمجھنے کا موقع دیئے بنا بائیٹ لے لی۔۔ سب کے سامنے اس کی حرکت پہ وہ سرخ سی پڑ گئی۔ اس کی حرکت پہ سب نے ہوٹنگ شروع کر دی جبکہ نگی جو موبائل ہاتھ میں تھامے ہر وقت تیار رہتی تھی ایک ویڈیو بنا کے ان کی پوسٹ بھی کر چکی تھی۔

” خیر ہے لگتا ہے کہ علیم بھائی سو گئے جو آپ یہاں اس پہر آ گئیں۔“ میران معنی خیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا تو زوئلہ جھینپ گئی۔

” تم کتنے منہ پھٹ ہو میران، تمہارے چاچو نماز پڑھ کے آتے ہی سو گئے تھے۔ ابھی میں مہرو کو سلا کے آئی تو سوچا میں بھی آ جاؤں یہاں۔“ زوئلہ خوامخواہ ہی وضاحت دینے لگی۔

” آپ اپنا لیں نا، میرا کیوں کھا رہے ہیں۔“ مزید دایان اس کا پیس کھاتا کہ تحریم نے گھورتے ہوئے ٹوک دیا۔

” یار آپ کا اور اس کا الگ تھوڑی نا ہے۔“ میران نے سمجھانے والے انداز میں بولا تو تحریم سر جھٹک گئی۔

” کھانے کے معاملے میں اپنا اپنا۔۔۔“ وہ بولی تو سب نے تائید کی۔۔

"یہ دیکھیں جی، لوگوں کو دایان جی اور تحریم باجی کا کپل کتنا پسند آیا۔" نگی پرجوش چہکتی ہوئی بولی سب نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا کہہ رہی ہو۔" تحریم کو جھٹکا لگا کہ وہ کب سے پوسٹ ہونا شروع ہو گئی جو لوگ اس کو پسند کریں۔

"یہ دیکھیں میں نے ویڈیو ڈالی تھی، فکر نہ کریں جی، آپ کے منہ پہ سٹیکر چپکا دیا تھا میں نے تو نظر نہیں آئی آپ کسی کو۔۔۔ لیکن دیکھیں سب کہہ رہے ہیں کتنا رومینٹک، کیوٹ کپل ہے۔" نگی ویڈیو دکھاتی ہوئی بولی جس میں وہ لمحہ قید تھا جب دایان نے تحریم کا ہاتھ پکڑے بائٹ لیا تھا پیزے کا۔

سب کی معنی خیز نظریں خود پہ پا کے گڑبڑا سی گئی اور بے نیاز ہو کے بیٹھی کھانے لگی۔

ایسے ہی ایک دوسرے کو چھیڑتے ہوئے ان کی رات گزری، ہنسی مزاق میں وہ سب خوش گپیوں میں مصروف رہے تھے۔

....

دوسرے عشرے کا اختتام تھا اور گھر میں سب شاپنگ کے نعرے لگانے لگے۔ خواتین کچھ شادی کے متعلق ڈسکس بھی کرتی رہتی تھیں ساتھ ساتھ۔ تحریم تو اپنے آنے والے ٹیسٹ کی تیاری میں مصروف ہو گئی تھی۔

اُشنا تو آج زوئلہ چچی اور نگی کے ساتھ شاپنگ پہ جا چکی تھی۔ تحریم کو ابھی کوئی انٹرسٹ نہیں تھا تبھی وہ لاونج کے صوفے پہ پاؤں پسارے بیٹھے مزے سے موبائل پہ مصروف تھی۔ اچانک ہی وہ اٹھ بیٹھی۔۔۔ بے یقینی سے آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئیں، پھر ایک دم میں جوش میں آتے ہی وہ چیختی ہوئی اچھل پڑی۔ لیکن خود پہ کنٹرول کرتے وہیں چیخ کی آواز روکتے ہوئے بازو ہوا میں کرتی ہوئی نعرے لگانے لگی۔

ایک دم وہ ڈھیلی ہوتے واپس صوفے پہ بیٹھ گئی اور چہرے پہ سنجیدگی لے آئی جبکہ ایسی حرکتوں کے بعد اب چہرے پہ واضح سرخی چھا گئی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا تھا۔۔!" دایان اس کو یہ حرکت کرتا دیکھ چکا تھا تبھی بلا جھجک اس کے پاس بیٹھتا ہوا آنکھیں چھوٹی کیے پوچھنے لگا، جس پہ وہ جھینپ گئی۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔" اتنا کہہ کے وہ اٹھنے کو تھی جب دایان کو کال آ گئی، بلا ارادہ ہی تحریم کی نظر اس کے موبائل سکرین پہ گئیں، وہ نام پہ شیور نہیں تھی لیکن نام ایچ سے شروع ہو رہا تھا۔ ذہن میں وہی 'ہنی' کا نام آیا۔ یقیناً اسی کی کال تھی۔

دایان جو تحریم کو روکنے کا ارادہ رکھتا تھا کال آنے پہ مسکراتا ہوا اوکے کر کے کان سے لگا گیا۔

تحریم کے دل میں جانے کیوں اس وقت یہ خواہش آ سمائی کہ کاش وہ اسے روک کے کچھ دیر باتیں کر لیتا اس سے لیکن ہائے افسوس! یہ 'ہنی'...

وہ مایوسی سے وہاں سے اٹھتی ہوئی لان میں آ گئی اور اپنے بابا کو میسج ٹائپ کر کے سینڈ کرنے لگی۔

"میرا سیلیکشن نہیں ہوا، نیکسٹ ویک پھر ٹیسٹ ہے، اس کی تیاری کر رہی ہوں اب میں۔" یہ میسج وہ خوشی اور جوش میں کرنا چاہتی تھی جتنا وہ پہلے کچھ دیر قبل تھی لیکن اب اس 'ہنی' نامی انسان کی وجہ سے یہ خوشی ماند پڑ گئی تھی۔

یہ خوشی بس اِسے ہی تھی کیونکہ اس میں سلیکشن نہ ہونے کی وجہ سے ہی اس کا گرافِک ڈیزائننگ کالج میں ایڈمیشن کے چانسز بڑھ جانے تھے۔۔ لیکن بس اب اگلے ہفتے ایک اور اسی کالج کا ٹیسٹ تھا جس کو زہر مار کے وہ دے لیتی پھر بعد میں آرام سے تھوڑا ایموشنل ہو کے وہ اپنے پسندیدہ کالج میں جا سکتی تھی۔ اس کالج کے ٹیسٹ کی ڈیٹ بھی ابھی آنی تھی اور آنے والی تھی۔ اب یہ نہیں معلوم تھا کہ کب۔۔۔۔!

فالحال تو اس کا دل برا ہو رہا تھا ہر چیز سے، صرف اس ایک کال کی وجہ سے۔۔ اس نے ابھی نوٹ کرنا شروع کیا تھا کہ دایان واقعی زیادہ دیر موبائل پہ مصروف رہتا تھا۔ اس کا دل اب رونے کو کر رہا تھا۔ ہر ایک چیز سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ وہ دایان سے اپنی خوشی شئیر کرنا چاہتی تھی، محبت نہیں تھی لیکن نکاح کے رشتے کو جب قبول کیا تو وہ بھی دل میں اپنی کونپلیں بنانا شروع ہو گئی تھی اور اس پہ وہ اعتماد کی پھوار برسانا چاہتی تھی لیکن یہ بدگمانی، یہ وہم کہ وہ شاید کسی اور میں ملوس ہے، ننھی کونپلوں کو وہی دبا رہے تھے۔۔

• • • • • • • • • • • • • • •

رات کو جب سب ڈنر کر رہے تھے افطاری کے بعد تو نریم صاحب نے تحریم کے ٹیسٹ کا زکر چھیڑ دیا۔ جس پہ وہ چہرے پہ سنجیدگی سجائے بیٹھی رہی۔۔ دوپہر کے بعد ابھی تک اس کا دل کسی چیز کے کرنے کو نہیں تھا۔۔

" تیاری میری اچھی تھی اور مجھے امید تھی کہ میرا سیلیکشن ہو جائے گا لیکن کیا کہہ سکتی ہوں، خیر نیکسٹ ویک ہے پھر سے تو میں اس کی تیاری کر رہی ہوں اب۔ "پل بھر کو کھانے سے ہاتھ روکتی ہوئی وہ بولی جبکہ نگاہیں ہنوز جھکی ہوئی تھیں۔

" چلو نیکسٹ ویک دیکھتے ہیں، ویسے رزلٹ جلدی اناونس کر دیا انہوں نے اس دفع...." نعیم ساتھ ہی ساتھ ہی حیرت سے تبصرہ کیا جس پہ وہ کندھے اچکا گئی کہ اب ان کو ہی معلوم کہ وجہ کیا۔

" ویسے اگر وہاں نہ ہوا تو۔۔۔ "جواب جانتے ہوئے بھی سب کی موجودگی میں اگر یہ زکر چھڑ گیا تھا تو تحریم نے بھی براہ راست سوال کر ڈالا۔

" تو کوئی بات نہیں دوبارہ محنت کر لینا کیونکہ گرافکس میں آپ کو ایڈمیشن تو ملنے والا نہیں۔۔ "نعیم صاحب بنا کوئی تاثر دیے بولے تو تحریم نے جھٹکے سے سر اٹھا کے ان کی جانب دیکھا۔۔۔ یعنی وہ اپنی منمانی کر کے رہیں گے۔ نعیم صاحب

نے کبھی اس کی بات نہیں رد کی تھی، لاڈلی تھی وہ گھر کی لیکن یہاں وہ چاہتی تھی کہ اپنی مرضی کا پڑھے آگے لیکن یہاں نعیم صاحب اپنی ضد پہ اڑے تھے کہ وہ صرف انگلش لیٹریچر ہی کرے گی۔ ان کی نظر میں گرافک ایڈیٹنگ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔

ابھی بھی ان کی بات پہ وہ پتھرائی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھنے لگی جو بے نیاز سے کھانا کھا رہے تھے۔۔ جبکہ سب خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔

”بابا میں پہلے بھی اپنا ایک سال ضائع کر چکی ہوں، دوبارہ نہیں کرنا چاہتی۔“ سب کے سامنے حد درجہ اس نے اپنا لہجہ نارمل رکھا تھا ورنہ بس نہیں تھا چل رہا کہ رونا شروع کر دے۔

”کوئی بات نہیں۔۔ لٹریچر سے اچھا آپ کے لئے کوئی سکوپ نہیں، سب سے بہتر آپ لیکچرار شپ جوائن کر سکتی ہیں۔“ وہ رسان سے بولے 'انداز وہی اٹل تھا کہ وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹیں گے۔ تحریم کے چہرے پہ کرب کے اثرات نمایاں ہوئے جو دایان نے نوٹ کیے باقی اب خاموشی سے اپنی اپنی پلیٹ پہ جھکے تھے۔

اس نے بھی مزید بات کو کرید نا ضیاع سمجھا تو سرد آہ کھینچتے ہوئے وہ کھانے پہ ہی متوجہ ہو گئی۔

……

رات کو وہ پانی پینے کے غرض سے اٹھی تو ایسے ہی کمرے سے باہر آگئی کہ نیند نہیں آرہی تھی۔۔ عجیب سی وحشت بھرپا تھی جیسے۔

جوتے سے پاؤں ندارد کندھے پہ دوپٹہ پھیلائے، بالوں کو کھلا چھوڑے وہ اوپر بنے پورشن کی لان کی طرف کھلنے والی سلائیڈ کے پاس آگئی، اس راہداری کے اطراف میں کمرے بنے تھے یہ حصہ سب کمروں سے منسلک بالکنی میں آتا تھا۔۔ ریلینگ پہ کہنی ٹکائے وہ سوچ میں غرق اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس ہی نہ کر سکی۔

دایان نے آہستہ سے زمین پہ جھولتا ہوا دوپٹے کا سرا اٹھاتے آہستہ سے اس کے شانے پہ ٹکایا تو وہ اپنے سوچوں کے بھنور سے چونکی۔

"کس سوچ میں گم ہو....." آہستہ سے اپنا ہاتھ اس پر سے گزارتے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا ایسے کہ وہ اس کے آگے حصار میں کھڑی تھی۔ دایان کے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں ٹکے تھے۔

"آں ہاں نہیں کسی بھی نہیں، بس ایسے ہی کھڑی تھی۔" وہ چونکی اس کے سوال پہ ساتھ ہی آہستہ سے ہلی تو معلوم ہوا کہ وہ اس کو اپنے حصار میں لیے کھڑا ہے۔ وہ سرد آہ بھر کے واپس کہنیاں ریلینگ پہ ٹکا گئی۔

"ایسے ہی نہیں تھی یہاں پہ کوئی تو بات تھی۔" وہ نرم لہجے میں بولا تو تحریم نے گردن گھما کے اس کو دیکھا وہ وہی نرم گرم نظروں سمیت نرم مسکراہٹ لیے اس کو دیکھ رہا تھا۔

"تھی تو۔۔۔" وہ مان گئی لیکن بتانے پہ راضی نہ تھی۔

"ہوں۔۔۔ موڈ تو نہیں ہو گا نا بتانے کا۔" وہ خود سمجھ گیا تبھی ہنکار بھرتا دل میں بس کہہ گیا۔ جبکہ دوسری طرف تحریم جیسے اس کے پوچھنے کے انتظار میں تھی۔

"موسم اچھا ہو رہا ہے۔۔" دایان نے نرمی سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا جو چہرے کے گرد مجمع تھے۔ اس کے لمس پہ وہ جزبز سی ہوئی اور قدرے جھجک کے اس کے بازو کو نرمی سے سائیڈ پہ کیا۔ دایان بنا کسی اعتراض کے ہلکا سا فاصلے پہ ہو گیا۔

"تم انکل کی بات پہ اپسٹ ہو، کبھی کبھی پیرینٹس پوزیسو ہو کے سوچنا شروع ہو جاتے ہیں یہاں بھی ایسا ہے، ان کے نظریے کے مطابق گرافکس کچھ نہیں لیکن آج کل کے دور میں گرافکس کی بہت نیڈ ہے آنلائن ورکنگ میں 'میں جانتا

ہوں۔" تحریم کچھ نہ کہے بس ایسے ہی فاصلے پہ کھڑی تھی جب دایان نے کہنا شروع کیا، تحریم کو حیرت نہ ہوئی تھی کیونکہ رات میں کھانا کھاتے اندازہ ہو چکا تھا سب کو۔

"لیکن وہ اس بات کو ماننا نہیں چاہتے۔" وہ تلخی سے مسکرائی تھی اور سر جھٹک کے رہ گئی۔

"تم ابھی ڈس ہارٹ مت ہو' نیکسٹ ویک ٹیسٹ دے لو اگر وہ بھی کلئیر نہ ہوا تو آئی پرامس میں تمہارا ساتھ دوں گا۔" دایان نرمی سے اس کا ہاتھ تھامے بولا تو تحریم کے دل میں جیسے گدگدی سی ہوئی، چاہے جانے کا احساس نیا تھا۔ اس نے بامشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا۔

"تھینکس! لیکن ہو سکتا اس بار فیصلہ میرے حق میں ہی ہو...." وہ سر جھکائے بولی اور نرمی سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے مسکرا کے اس کو دیکھنے لگی۔

"ہمارے رشتے کے بارے میں کیا خیال ہے؟" اچانک ہی اس نے موضوع بدلا تو یکلخت تحریم کو شرم سی محسوس ہوئی۔

"کیا خیال ہونا ہے' سب کی طرح میرا بھی یہی خیال ہے کہ آپ میرے شوہر ہیں اب۔" نظریں اپنے ہاتھوں پہ جمائے ہوئے وہ بولی تو دایان کی مسکراہٹ گہری ہوئی ساتھ ہی نظروں میں استحقاق کے رنگ ابھرے۔

"ہوں اس کے بعد کیا نیک خیالات ہیں۔۔" تھوڑا سا اس کی جانب جھکتا ہوا بولا تو تحریم نے نظریں اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں لو دیتی نظروں سے وہ اسی کو تک رہا تھا، عارضوں پہ واپس پلکیں گراتے اس کی زومعنیت سے کیے گئے جملے پہ گلنار ہوئی۔

"مجھے چلنا چاہیے رات کافی ہو گئی ہے۔" کچھ نہ سوچتے ہوئے وہ کترا کے وہاں سے کمرے کی طرف دوڑ لگا گئی اپنے پیچھے بھی اس کی نظروں کی تپش وہ محسوس کر سکتی تھی۔

•••••••••••••••

دن بھی ایسے ہی عید کی تیاریوں میں گزر گئے، کچھ تحریم کی شادی کی تیاریاں بھی تھیں جن سے وہ یکسر انجان تھی۔ مسز ثاقب اور عارفہ امی کے ایک دن بعد بازار کے چکر ضرور لگتے تھے۔ کل تحریم کا ٹیسٹ تھا اور ایک فکر اس کو کھائے جا رہی تھی۔

اس نے اپنا لٹریچر کا ٹیسٹ دینا تھا لیکن اس کی تیاری نہیں کر رہی تھی وہ، وہ اپنے سبجیکٹ کی تیاری میں مصروف تھی۔ اور اس کا ارادہ گرافک ڈیزائننگ کالج کے ٹیسٹ دینے کا تھا پہلے تا کہ اس کا مثبت رزلٹ ملے اور اگر اس کے بعد بھی وہ لٹریچر میں نہیں شامل ہوتی تو دکھ نہ تھا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اس کے دونوں کالجز کے ٹیسٹ ایک ہی دن تھے اور اتفاق سے ٹائمنگ بھی سیم تھی۔۔ لیکن!! دونوں الگ الگ جگہوں پہ۔ لٹریچر کا ٹیسٹ اسی لاہور شہر میں تھا جبکہ دوسرے کے لیے اس کو فیصل آباد جانا تھا۔

اب یہاں رکاوٹ یہ بنی تھی کہ وہ فیصل آباد اگر جاتی بھی تو کیا کہہ کے کیونکہ سب جانتے تھے کہ جس کالج کی اس نے تیاری کی تھی وہ یہی لاہور کا تھا۔ بابا اس کو کبھی اجازت نہ دیتے دوسرے کالج کے ٹیسٹ کی' وہ ہمیشہ سے لٹریچر کو ہی ترجیح دیتے آئے تھے۔

دوپہر میں بیٹھ کے اس نے مشکل سے لاہور کے کالج کا ہی ایمیل ڈیزائن کر لیا تھا لیکن اس کی لوکیشن چینج کر دی تھی فیصل آباد کی۔۔ اب وہ ڈر رہی تھی کہ کیسے بابا کو بتائے کہ اس نے اتنی دور جانا تھا ٹیسٹ کے لئے۔

اور جاتی بھی کس کے ساتھ، جتنا وہ آسان سمجھ رہی تھی اتنا ہی مشکل لگ رہا تھا۔ وہ پچھلے دو دن سے اسی پریشانی میں مبتلا تھی کہ کیسے بابا کو بتائے اور کیسے ہینڈل کرے اس سچویشن کو۔۔ ایک دو بار تو دل ایسا گھبرایا کہ خود سے کہہ دیا کہ چھوڑ دے ضد لیکن پھر اپنا شوق، اتنا بھی کوئی گراں نہیں تھا۔ وہ ایک دو بار بابا کو باتوں باتوں میں کہہ چکی تھی کہ اگر لٹریچر

کالج میں نام نہیں بنا اور اسی دوران اسے کسی اچھے سے کالج سے میل آجائے تو وہ رکے گی نہیں بلکہ فوراً حامی بھر لے گی اور اس کی بات کو بابا نے مزاق میں اڑا دیا تھا۔

لیکن اب اس کو اپنا آپ ثابت کرنے کا وقت ملا تھا لیکن ڈر غالب آرہا تھا، ڈرتے دل سے اس نے بابا کو کال ملا دی جو دوسری بیل پہ ہی ریسیو کر لی گئی تھی۔

وہ تین دن پہلے ہی اسلام آباد جا چکے تھے۔

”بابا وہ میرا ٹیسٹ ہے اور اس کے لیے مجھے فیصل آباد جانا ہے آپ تو یہاں ہیں نہیں پھر کس کے ساتھ جاؤں۔“ اس نے بہت ہی نارمل انداز میں بات کہہ ڈالی جیسے وہاں جانا معمول ہو اس کا۔ جبکہ دوسری جانب وہ حیران ہوئے تھے سن کے کہ فیصل آباد کیوں؟

جس پہ اس نے وہ میل ان کو فارورڈ کر دیا جو اس نے تیار کروایا تھا۔ (یا اللہ روزے میں جھوٹ معاف کر دینا). لیکن اپنا سال ضائع ہونے سے بہتر تھا کہ وہ کسی کو دس ہارٹ کیے بنا ہی صحیح راہ لے۔۔ جس پہ وہ بھی خوش ہو اور بعد میں اس کے بابا بھی۔

”اچھا پھر تو مسئلہ ہو جائے گا ایک دن کی بات نہیں ہے، تمہارا ٹیسٹ بھی کل ہے اور تم مجھے اب بتا رہی ہو۔ میں دایان کو کہہ دیتا ہوں وہ لے جائے گا ساتھ تم دونوں ایسا کرنا کہ افطاری کے بعد ہی نکل جانا میں اس کو انفارم کر دیتا ہوں۔“ بابا خاصے متفکر لگے تبھی عجلت میں کہتے وہ کال بند کرنے کو آئے...

”بابا ان کو تو راستوں کا تو پتا ہی نہیں ہو گا آپ چاچو سے کہہ دیں۔“ وہ جلدی سے بولی مبادہ اس کی بات پہ کال نہ کاٹ دیتے۔

” اوں ہوں وہ جانتا ہے اچھی طرح رستوں کو آتا جاتا رہا ہے یہاں۔ “ انہوں نے اس کی بات کی نفی اور اس کو ایک دو ہدایت کرتے ہوئے کال کاٹ دی۔

تحریم جیسے سکون میں آگئی ابھی وہ روم میں ہی موجود تھی تو بس آرام سے اپنے کام میں مصروف تھی لیکن اچانک ہی اس کی امی کمرے میں داخل ہوئیں۔

” تم فیصل آباد کون سے ٹیسٹ کے لیے جا رہی ہو۔ “ وہ تیکھے انداز میں پوچھنے لگی کہ تحریم کو گڑبڑ کا احساس ہوا کہیں سن تو نہیں لیا کچھ۔

” وہی امی جو پچھلے ہفتے دیا تھا ٹیسٹ اب دوسرا ٹیسٹ۔۔۔ قسمت آزمائی۔ “ وہ زبردستی لبوں پہ مسکراہٹ کائے تھوڑا تلخی سے بولی۔

” تو وہ یہاں لاہور میں کیوں نہیں۔۔؟ “ اگلا سوال وہی تھا جو بابا نے کیا اور ان کو بھی وہی جواب دیا جو ان کو دیا تھا لیکن امی بھی امی تھی کہاں مطمئن ہوتیں۔

” جھوٹ نہ بولو مجھ سے تحریم۔۔۔ “ وہ آنکھیں دکھاتی ہوئیں بولیں تو تحریم نے ناچار ان کو بتا ہی دیا جس پہ وہ متحیر سی اس کو دیکھنے لگیں جو ایسے جھوٹ بول کے ٹیسٹ دینے جا رہی تھی۔

” ماما دیکھیں۔۔۔ بابا نے کہا تھا کہ اگر مجھے کوئی آفر ہو گی تو وہ منع نہیں کریں گے آپ دیکھ چکی ہیں میں نے اپنا سال ضائع کیا تھا اور اب بھی میں نے دل لگا کے ٹیسٹ دیا لیکن وہی نتیجہ مجھ سے زیادہ انٹرسٹڈ سٹوڈینٹ ہیں وہاں۔۔۔ تو میں کیوں خود کو جان بوجھ کے خوار کروں اس چیز میں جو مجھے سکون نہیں دیتی۔ “ وہ بے بسی سے بولی تو عارفہ امی خاموشی سے اس کو دیکھتی رہیں کہیں نہ کہیں وہ اس کی بات سے متفق تھیں۔

” ارے کہاں سکون نہیں مل رہا کہیں میرے بھائی کی تو بات نہیں کر رہی، میں بتا رہا ہوں آپ کو۔۔ وہ گوڈے گوڈے عشق میں ڈوبا ہوا ہے ابھی ابھی سن ہے آیا ہوں کہ کہیں گھومنے جا رہے ہو دونوں۔۔ میرا خیال نہیں آیا۔“ میران بس آخری جملہ سن پایا تھا وہ بھی ادھورہ تبھی تنگ کرنے کے انداز میں کہتا ہوا کمرے میں گھسا اور اس کے پاس صوفے پہ بیٹھ گیا۔

میران کی لمبی تقریر سنتے ہوئے تو تحریم جھینپ گئی جبکہ عارفہ امی ہنستی ہوئی اٹھیں۔

” ٹیسٹ دینے جا رہی ہوں گھومنے نہیں۔۔“ امی کو چور نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تو میران نے سر ہلایا اور ساتھ ہی ٹکرا لگایا۔

” دایان کے ساتھ گھومنے۔“ جس پہ وہ گھور کے رہ گئی۔

” میں دیکھ لوں پھر دایان کو کیا کہا تمہارے بابا نے اس سے، جانے کی تیاری کرو تم۔“ عارفہ امی سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہاں سے گئیں تو تحریم کے دل میں ایک سرور سی لہر دوڑ گئی۔۔۔ (دایان کا نام سنتے نہیں پاگل) اس بات پہ کہ اس کی امی ناراض نہیں تھیں اور اس کے ساتھ تھیں۔۔۔

بس اب جب اس کو کالج میں پڑھنے کے لیے بلایا جائے گا وہ فخر سے اپنے بابا کے سامنے پیش ہو گی۔

میران یہی بیٹھا اب کو چھیڑنے کا کام سر انجام دے رہا تھا جب تھوڑی دیر میں نِگی بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

” او کرش جی۔۔“ میران کو دیکھتے ہو چونکی اور مسکراتی ہوئی اندر آئی۔

” آپ کو بڑے والے کرش۔۔۔ آئی مین کہ میران جی کے بھائی بلا رہے ہیں۔۔“ وہ پراندے کو جھلاتی ہوئی بولی تحریم کو بولی۔

” اپنے کمرے میں۔۔“ ساتھ ہی معنی خیز سی سرگوشی کی اور بتیسی نکالنے لگی جبکہ میران کے سامنے اس بات پہ وہ خجل سی ہوگئی۔ میران اپنے دھیان میں ایسے شو کرواتا اٹھا جیسے سنا نہیں۔۔ اور کمرے سے جانے لگا۔

” دھیان سے جانا، کہیں قید ہی نہ کر لے۔“ میران جاتے جاتے شرارت سے کہتا ہوا جیپھاک سے بھاگا' پیچھے نگی نے اب کی بار تڑکا لگایا۔۔۔۔

” قید باہوں میں۔۔“ اب کی بار تحریم کا سرخ چہرہ اور خونخوار نظریں دیکھتے معصوم سی شکل بناتی ہوئی بھاگی۔

•••••••••••••••

” جی آپ نے بلایا۔“ دروازہ ناک کرتے وہ اندر داخل ہوئی تو اپنی ماں کو بھی وہیں پایا جو دایان کے پاس ہی صوفے پہ بیٹھی تھیں۔ دایان ابھی فون پہ بات کر رہا تھا کسی سے تبھی ہاتھ کے اشارے سے اس کو بیڈ پہ بیٹھنے کا کہا۔ کمرے میں مردانہ خوشبو ہر سو پھیلی تھی، پہلے جب وہ اس کمرے میں آتی تو خالی ہی ہوتا نہ کوئی خوشبو نہ کوئی احساس لیکن اب دایان کی مخصوص خوشبو اچھے سے محسوس کر سکتی تھی وہ یہاں، جتنی بار وہ اس سے ٹکرائی تھی اس خوشبو حواسوں پہ ہی سوار رہتی تھی۔

وہ خاموشی کی مورت بنی دایان کی کال ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی جب دایان نے فون عارفہ امی کو تھمایا۔

” جی۔۔۔!“ عارفہ امی فون تھامتے وہی بیٹھ کے دوسری جانب سے نعیم صاحب کی بات سننے لگیں۔ دایان کی نظریں اب براہ راست تحریم کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ اس کی نرم نظروں کی تپش سے گال سرخ ہونے لگے۔

تحریم نے ایک کاٹدار نظر اس پہ ڈالی تو بدلے میں نے اس کو تپانے کے لیے ایک آنکھ ونک کی، اس کی حرکت پہ تحریم سٹپٹا کے نظریں پھیر گئی۔

”تمہارے بابا کہہ رہے ہیں کہ افطاری کے بعد نکل جانا انہوں نے اپنے کسی دوست سے بات کی ہے وہاں تم دونوں ٹھہر جانا۔“ عارفہ امی نے اور بھی ایک دو ہدایات کیں۔

”دایان کی ایک دو چیز اپنے ساتھ پیک کر لو ضرورت پڑ سکتی ہے۔“ اتنا کہہ کے وہ جا چکی تھیں جب دایان نے اس کو بھاگنے کی پر تولتے دیکھا تو سرعت سے اس کی کلائی جکڑی۔

”کدھر بیگم صاحبہ۔۔“ شرارت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا وہ اسے زچ کرنے لگا۔

”تیاری کرنے ہے میں نے جانے کی ہاتھ چھوڑیں۔“ سرد سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے بولی تو اس کے لہجے پہ وہ ٹھٹکا پھر نظر انداز کرتا ہوا اس سے فاصلہ ختم کرتے پاس ہوا۔

”تیاری تو میری بھی کرنی ہے۔۔ ابھی آنٹی کہہ کے گئی ہیں تو پہلے مجھ سے شروع کرو....“ نظریں اس کے جھکے سر پہ جماتے ہوئے بولا تو تحریم زبردستی اپنی کلائی چھڑواتی ہوئی لٹھ مار انداز میں بولی۔

”بتائیں کہاں سے شروع کریں آپ کی تیاری؟“ انداز کافی طنزیہ تھا۔

”مجھ سے، مجھے تیار کرو پہلے میں کیوں تمہیں لے کے جاؤں۔۔“ وہ کافی عجیب لہجے میں بولا تو تحریم ٹھٹکی۔ اس نے اچھنبے سے دیکھا یعنی وہ کہنا کیا چاہ رہا تھا۔

”کیا مطلب۔۔!“ نا سمجھی سے سوال کیا تو دایان کی مسکراہٹ مزید پر اسرار ہوئی۔

”میرا ٹیسٹ ہے تبھی آپ مجھے لے کے جائیں اور بابا نے بھی آپ کو کہا ہے۔“ وہ نا سمجھی سے بولی۔

”جہاں تک میرا خیال ہے تم اس سٹڈی سے خوش نہیں تو رہنے دو ٹیسٹ۔۔ فائدہ اتنی دور جانے کا جب تم نے پاس ہی نہیں ہونا میں منا لیتا ہوں انکل کو۔“ بیڈ پہ پاؤں نیچے کی طرف لٹکائے وہ نیم دراز ہوتا مزے سے بولا تو تحریم کو جھٹکا لگا، ہو سکتا تھا کہ بابا اس کی بات مان بھی لیتے میسنا بہت تھا یہ۔

"نہیں میرا ضروری ٹیسٹ ہے چھوڑ نہیں سکتی اور اگر نہ گئی تو میرا پھر سے سال ضائع ہو جائے گا۔" تحریم مارے حیرت کے آنکھیں پھیلا کے بولی بھلا اب کیوں وہ ایسی بات کر رہا تھا۔

"اچھا بیٹھو آرام سے ڈیل کرتے ہیں۔" دوستانہ انداز تحریم کو کھٹکا گیا۔

"کیسی ڈیل۔" وہ مشکوک ہوئی اور انکھیں تیکھی کر کے پوچھنے لگی۔

"میں تمہیں لے جاؤں تو بدلے میں مجھے کیا ملے گا۔" کہنی کے بل ہوتے وہ نظریں اس کے ہلکورے کھاتی بالیوں پہ جمائے بولا۔

"جہاں آپ کی نظریں ٹکی ہیں تو وہ تو آپ لینے سے رہے۔۔" تحریم اس کی نظریں محسوس کرتے ہوئے آبرو اکھٹے کر کے بولی تو دایان نفی میں سر ہلاتا ہوا ویسے ہی نیم دراز زرا اس کے قریب ہوا۔

"مجھے ان کی مالکن سے غرض ہے۔" انداز کافی زو معنی سا تھا۔ تحریم کو یہاں مزید رکنا خطرے سے خالی نہ لگا۔ اس سے پہلے وہ کوئی استحقاق بھری پیش قدمی کرتا تحرم سرعت سے اٹھی اور قدم دروازے کی سمت کیے۔

"مجھے جانے کی تیاری بھی کرنی ہے آپ اپنی یہ ڈیلز پھر کسی وقت کے لیے رکھ لیں۔" اپنا رخ موڑے وہ سنجیدگی سے بولی لیکن مسکراہٹ جیسے ہونٹوں پہ چپک سی گئی تھی۔۔ مزید کوئی بات کیے وہ اپنے روم میں آ گئی۔

• • • • • • • • • • • • • • •

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے ہم جیسا سوچتے ہیں ویسا نہیں ہوتا۔ نعیم صاحب ابھی بھی پرانے خیالات کے مالک تھے، وہ تحریم کے اس ٹیلینٹ سے ناواقف تھے کیونکہ ان کی نظر میں ابھی تک گرافک کی کوئی ویلیو نہیں تھی، جبکہ گرافکس آج آنلائن دور میں اس قدر آگے تھی کہ وہ گھر بیٹھے اچھا خاصا اس سے فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ اس کے بابا تنگ نظر نہیں تھے لیکن وہ اپنی بات پہ ڈٹے تھے۔۔ ان کی خواہش تھی اور وہ اس خواہش کا احترام بھی کرتی تھی لیکن پھر اس کو معلوم ہوا

کہ وہ یہ سبجیکٹ آگے نہیں پڑھ سکتی کیونکہ اس کا انٹرسٹ ہی develop نہیں ہو رہا تھا۔ بہت بار بابا کو کہا لیکن ان کا۔ کہنا تھا کہ تحریم کو گرافکس میں کیسے کوئی ایڈمیشن دے گا۔۔ لڑکیوں کو اس فیلڈ میں جگہ نہیں ملتی لیکن آہستہ آہستہ اس کا گرافکس میں شوق بڑھتا چلا گیا۔ شوق زیادہ ہوا تو باقیوں میں انٹرسٹ نہیں رہا۔۔ اب وہ اکثر اسی اثنا میں ہوتی کہ کہیں سے بھی اس کو سٹڈی آفر ہو جائے۔۔ اب اچانک ہی اس کو آفر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئی، اور اس میں ایڈمیشن لینے کی ٹھان لی لیکن تبھی دوسرے کالجز کے ٹیسٹ کی بھی اناؤنسمنٹ ہو گئی۔

ایک سال گزرنے کے بعد پھر سے اپنے بابا کی خواہش کے لیے اس نے خود کو آزمایا لیکن اس بار بھی نہیں کامیاب ہوا۔

اب اگلا ٹیسٹ اکھٹا تھا تو دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس نے اپنے شوق کو فوقیت دی۔۔

بجائے اس کے کہ وہ ایڈمیشن کے بعد بھی دل جمعی سے نہ پڑھ پاتی اور ناکامیاں حاصل کرتی اس سے اچھا تھا کہ اس نے تھوڑا سا خود کے شوق کو ترجیح دی کہ ایک بار اس میں نام بنا لے پھر اپنے بابا کے سامنے فخر سے بتا پائے گی کہ اس کا شوق اس کو کامیاب ٹھہرا گیا۔

جھوٹ کا سہارا لے تو لیا تھا لیکن اس کو یقین تھا کہ وہ خود کو اس میں کامیاب ضرور ٹھہرائے گی اور اس طرح اس کے بابا اس سے مایوس بھی نہیں ہونگے۔ اپنی ماما کو وہ سب بتا چکی تھی اور اُشنانِگی کو معلوم تھا کہ وہ کون سا ٹیسٹ دینے جا رہی تھی۔۔ باقی سب بے خبر تھے اس سے۔۔

کبھی کبھی خواہشات زبردستی مسلط کرنے سے انسان ضد میں آ جاتا ہے اور اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتا ہے، انہیں مسئلوں سے باہمی تضاد پیدا ہوتے ہیں، تحریم نے اس بات کو ضد بنایا اور نہ ہی کوئی انا کا مسئلہ۔۔ بس وہ خود کو ثابت کرنا چاہتی تھی اگر ایسا ممکن نہ ہوا تو وہ خاموشی سے اپنے شوق سے دستبردار ہو جائے گی یہ وہ سوچ چکی تھی۔۔ وہ بے بس تھی کیونکہ

سامنے والدین تھے، وہ ان سے بدتمیزی نہیں کر سکتی تھی اور نہ کرنا چاہتی تھی تبھی یہ چور راستہ اپنایا تھا۔ اب دیکھنا تھا کہ یہ کتنا اچھا ثابت ہوتا ہے۔۔

لیکن جتنا دل لگا کے وہ ٹیسٹ دینے جا رہی تھی اس کے بعد جو دھماکہ اس کے سر ہونا تھا وہ یکسر انجان تھی اس سے۔

• • • • • • • • • • • • •

افطاری کے بعد نماز پڑھ کے تحریم فارغ ہوئی تو فوراً سے کیچن میں جا گھسی، اتنی دیر میں دایان بھی واپس آ چکا تھا اور کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔

” تم گئی نہیں تیار ہونے، جلدی کرو بھائی تو کمرے میں ہی ہیں۔“ اُشنا اس کو ایسے ہی کیچن میں مصروف دیکھتی ہوئی بولی جواب جلدی سے سینڈوچ کو پیک کرنے میں مصروف تھی۔

” یار میں بس یہ کھانے کی چیزیں رکھ لوں۔“ تحریم جلدی جلدی ہاتھ چلاتی ہوئی بولی۔ اُشنا سر پیٹتے رہ گئی۔

” لڑکی ادھر لاؤ میں کرتی ہوں جا کے تیار ہو جلدی سے۔“ اُشنا اس کے ہاتھ سے چھینتی ہوئی بولی تو تحریم منہ بن گئی۔

” تحریم بی بی جی دایان صاحب کہہ رہے کہ پانچ منٹ میں تیار ملیں آپ۔“ نگی اپنی اینٹری مارتی ہوئی بولی۔۔

” میں نے کون سا میک آپ کرنا ہے بس اپنا بیگ اور ایک دو چیزیں اٹھانی ہیں۔“ وہ زچ ہو کے بولی...

” جائیں تھوڑی سرخی لگائیں کیا پتا ان کا رستے میں ارادہ بدل جائے۔“ نِگی ہاتھ نچا نچا کے بولی تو اس کی بات پہ جانے کیوں تحریم کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

” کیا مطلب سرخی اور ارادہ بدل جائے۔“ وہ سلگ کے رہ گئی اس کی زو معنی بات سے۔

” اوہو ایک تو آپ سب کے دماغ جانے کہاں چلے جاتے ہیں میرا مطلب تھا کہ کہیں ڈنر وغیرہ کا پروگرام نہ بن جائے، اب سارے رستے بھوکے تو نہیں رہ سکتے نا۔“ نِگی اس کی نظروں سے خائف ہوتی ہوئی منہ بنا کے بولی..

”تو یہ کیا کر رہی تھی میں۔۔۔ کھانے کو ہی بنا رہی تھی میں۔“ وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو اُشنا ہنسنے لگی۔

”آپا دایان بھائی بلا رہے ہیں۔۔“ گڈو اپنی گردن اندر کرتا ہوا بولا تو تحریم نے سر ہلایا۔

”بھابھی آپ کا شوہر بلا رہا ہے اوپر۔۔۔“ مزید دو سیکنڈ سر کے تو میران موبائل استعمال کرتا ہوا اندر آیا اور اطلاع دی۔۔

”ان کو بولو اکیلے چلے جائیں، صبر نام کی چیز ہے ان میں.. ہر ایک کو کہتے پھر رہے ہیں۔۔“ میران کا پیغام سنتے ہی وہ بھڑک اٹھی۔

”صبر تو اس میں بالکل بھی نہیں یہ آپ کو جلد اندازہ ہو جائے گا۔“ میران لاپرواہی سے بولا تو تحریم گھور کے رہ گئی۔ عجیب سب کو جیسے پرمٹ مل گیا تھا اس کو تنگ کرنے کا۔ پیر پٹختی ہوئی وہ اوپر چلی گئی روم میں۔

”کچھ اور بھی کھانے کو ہو تو وہ بھی رکھ دینا کھانے میں اُشنا' یہ نہ ہو کہ دیر ہو جائے سحری تک ان کو۔“ تبھی مسز ثاقب کیچن میں آتی ہوئی بولیں تو اشنا نے سر ہلایا۔

”لائیں میں ہیلپ کروں آپ کی اُشنا جی۔۔“ میران موبائل پاکٹ میں رکھتے ہوئے بولا تو مسز ثاقب کو جھٹکا لگا۔

”میران بیٹے آپ تو کبھی کیچن کے نام سے واقف بھی نہ تھے اور یہ عنایت کیونکر؟“ وہ حیران ہوتی ہوئی بولیں تو وہ جھینپ سا گیا اور خفگی سے ان کو دیکھنے لگا۔

”سمجھا کریں نا۔“ آنکھوں کے اشارے سے اس نے سمجھانا چاہا تو وہ اوہ کر کے باہر چلی گئیں۔ نِگی وہیں بیٹھے بیٹھے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے لگی میران کو دیکھتے جو اُشنا کے ساتھ مل کے کام کر رہا تھا۔

……

”تحریم۔۔۔!“ وہ جو اپنا لیپ ٹاپ اٹھا رہی تھی اچانک آواز پہ ہڑبڑا کے مڑی۔

”جی۔۔۔!“ دروازے پہ دایان کو کھڑے دیکھ پھر اس نے بیڈ کی سمت دیکھا جہاں اس کا دوپٹہ پڑا تھا۔

”زرا روم میں آنا میری ہیلپ کر دو۔“ وہ اتنا کہہ کے چل دیا تو سکھ کا سانس لیتی ہوئی لیپ ٹاپ باقی چیزیں اکٹھی کر کے رکھنے کے بعد دوپٹہ اوڑھتی ہوئی دایان کے کمرے میں گئی جہاں وہ شرٹ ہے بٹن بند کر رہا تھا۔ بے ساختہ ہی تحریم نے نظریں پھیریں۔

سی گرین کلر کے لان کے خوبصورت سے سوٹ میں، ساتھ پرنٹڈ دوپٹے میں وہ تیار کھڑی تھی۔ کانوں میں کندن کی خوبصورت بالیاں جو پہلی سے یکسر مختلف تھیں۔ سر پہ دوپٹہ اوڑھے وہ آگے بڑھی۔

”یار میری دو شرٹس اور ایک ٹراوزر پیک کر دو۔“ وہ نارملی لہجے میں بولا اور ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑا ہو کے بال بنانے لگا۔ ڈریس پینٹ اور آف وائٹ کلر کی شرٹ میں وہ بھی نکھرا نکھرا سا تھا۔

اس کے بے پرواہ انداز پہ تحریم کو تاؤ بہت آیا لیکن ضبط کرتی ہوئی اس کے وارڈروب کی جانب بڑھی۔ اندر سے ایک چیک والی شرٹ اور دوسری ٹی شرٹ نکالتے ہوئے وہ اس سے پوچھنے لگی..

”جو اچھی لگے وہ رکھ لو۔“ وہ مصروف انداز میں بولا اس کا شوہر والا رعب اور حق والا انداز وہ سرد آہ بھر کے رہ گئی۔

”میں نے پسند کی نکالی تو دو تین بار کینچی چلا کے دوں گی۔“ وہ جتا کے بولی تو دایان کا قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔ آہستہ سے اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اس کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر استحقاق بھری جسارت کر گیا کہ وہ شل اپنی جگہ جامد ہو گئی۔ اس کو دایان سے ایسی حرکت کی قطعی امید نہیں تھی۔

”شوق سے پھیرنا کینچی، وہی کپڑے پہن کے تمہارے سامنے گھوموں کا۔“ آنکھوں میں شرارت لیے وہ جلانے والی مسکراہٹ لیے بولا تو تحریم کچھ بولنے کے قابل نہ رہی۔

”تمہارے میٹھے سے جواب کا منتظر ہوں۔“ وہ معنی خیز سے بولا تو تحریم دھڑکنوں کو سنبھالتی ہوئی اس کی شرٹ تہہ کرنے لگی۔

”بدتمیز بے شرم، بے باک۔۔“ اور بھی بہت سے القابات سے نوازتی ہوئی وہ اس کی شرٹ اور ٹراؤزر کو سفری بیگ میں رکھنے لگی۔ اس کا لمس ابھی بھی محسوس کر رہی تھی جس پہ وہ پلکیں بار بار لرز رہی تھیں۔

”یہ ہو گیا۔۔“ بہت ہمت جمع کر کے کہتی وہ بنا کچھ کہے سنے وہاں سے نکلی اپنے کمرے میں آ کے دم لیا۔ گہری سانس کھینچتے اس نے اپنے گلنار رخسار کو دیکھا پھر بے ساختہ ہی ہاتھ رخسار پہ گیا۔

”بدتمیز۔۔۔ لڑکی سے بات کرنے کی تمیز نہیں۔“ وہ روہانسی ہوئی سوچ کے ہی کہ یہ کتنا بے باک طبیعت کا مالک تھا۔

اپنا بیگ وغیرہ پکڑتی، سب کچھ ایک بار چیک کرتی وہ بنا دایان کو پکارے نیچے آ گئی۔ لاؤنج میں سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب وہ بھی وہاں پہنچی۔

”تیاری ہو گئی ہے ساری تم لوگوں کی۔“ عارفہ امی نے اس کو دیکھتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب رخ کرتے ہوئے پوچھا جہاں سے دایان بھی آ رہا تھا۔

”ہاں جی ہو گئی۔“ مدھم سا بولی تو اشا نے اس کو پیکڈ کھانا لا کے دیا اور چند ہدایات بھی کرنے لگی اس کے مطابق۔

”پینے کے لیے دیا کچھ ساتھ؟“ زوئلہ چچی نے مہرو کو تھپکتے ہوئے پوچھا جو اب اترنے کی تیاری میں تھی۔

”رہنے دیں ایک دوسرے کو دیکھنے کا جام ہی کافی ہے۔۔۔“ میران نے خاصا زومعنیت بھرا لہجہ اپنایا تو تحریم نے خفگی سے گھورا۔

” thanks for your suggestions!.”

دایان کھل کے مسکرا کے بولا تو باقیوں کی دبی دبی ہنسی گونج اٹھی۔

”چلیں۔۔۔“ مزید پانچ منٹ رکنے کے بعد دایان اٹھتا ہوا بولا تو تحریم بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھی۔۔ جبکہ مہرو نے رونا شروع کر دیا۔

”اس کو بھی لے جاؤ ساتھ، فیملی والی فیلنگز آئیں گی۔“ میران کی زبان نے پھر کسی کا لحاظ کیے بنا شوشا چھوڑا تو تحریم سٹپٹا کے وہاں سے باہر نکل آئی۔

”زرا پتا نہیں چلتا کہ کس کے سامنے کیا بات کرنی ہے۔“ وہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی باہر آتے۔۔ دایان پیچھے سے آتا گاڑی میں چیزیں رکھنے لگا اور ایک بار اس کو ہدایت کی کہ چیک کر لے کہیں کچھ رہ نہ جائے۔

تھوڑی دیر بعد سب سے ملتے دعا لیتی وہ روانہ ہوئی۔ سفر کے شروع ہوتے تو دونوں میں خاموشی رہی، خاموشی کا سلسلہ طویل ہوا تو تحریم کو نیند آنے لگی۔ زرا سا سیٹ کو پیچھے کرتے وہ ریلیکس انداز میں نیم دراز سی ہوئی اور انکھیں موند گئی۔

دایان افسوس سے سر نفی میں ہلاتا ہوا رہ گیا کہ اب سفر ایسے ہی بدمزہ گزرے گا کیا۔۔ وہ تو سو گئی تھی۔ مین سڑک پہ چڑھتے ہی دایان کو کال آگئی جس پہ وہ مسکراتا ہوا آن کر کے کانوں میں بلیوٹوتھ لگا گیا۔

تحریم کی دوبارہ آنکھ دایان کی آواز پہ کھلی تھی شاید وہ ہنسا تھا کسی بات پہ۔۔۔ اس نے ناسمجھی سے دیکھا جو ہونٹوں پہ دلفریب مسکراہٹ لیے کچھ کہہ رہا تھا۔۔ نیند کا خمار اب بھی تھا تو واپس حواسوں میں آنے میں وقت لگ رہا تھا دماغ پہ زور دیا تو سماعتوں سے یہ جملہ ٹکرایا۔

”جی جناب مجھے بھی آپ سے اتنا ہی پیار ہے جتنا آپ کو۔۔۔ یا شاید زیادہ۔“ اس کے الفاظ تھے گویا پتھر جو تحریم کے سر پہ لگنا شروع ہوئے وہ مکمل حواسوں میں آچکی تھی اور اب اس کا یہ جملہ۔ کیا ماجرہ تھا کیا ہیر پھیر تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، سمجھ آرہا تھا تو بس اتنا کہ ساتھ بیٹھا وجود جو اس کا منکوح تھا جو اس کی موجودگی میں کسی اور سے اظہار محبت کر رہا تھا۔ باقی کے الفاظ اسے نہیں سمجھ آرہے تھے۔۔ قوت گویائی جیسے سلب کر کے رہ گئی تھی۔

• • • • • • • • • • • • • • • •

تحریم اس کے جملے پہ بے یقینی کی کیفیت سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔ اس کی موجودگی میں وہ کسی اور سے اظہار محبت کر رہا تھا اس کو نظر انداز کیے۔

”کک۔۔۔ کس کا فون ہے...؟“ دایان اس بات سے بے خبر تھا کہ تحریم جاگ چکی تھی۔

”ہوں۔۔۔“ اس کی آواز پہ وہ چونکا اور اس کی جانب دیکھا۔ ”دوست ہے۔۔“ وہ مسکرا کے بولا اور کال کاٹ کے بلیو ٹوتھ اتارے سامنے ڈیش بورڈ پہ رکھے۔ تحریم کو اس کی بات پہ بالکل بھی یقین نہ آیا لیکن فلحال وہ خاموش رہی۔

رات آہستہ آہستہ گہری ہوتی جا رہی تھی اور ان کے درمیان خاموشی کا دورانیہ بڑھتا جا رہا تھا۔ مسلسل تین گھنٹے سے وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا اور اس کی خاموشی سے تھوڑا زچ بھی ہو چکا تھا۔ ان دونوں کے درمیان رشتہ ایسا تھا کہ وہ اس لے تکلف اور آرام سے بات کر سکتی تھی بنا جھجک کے لیکن یہاں شاید وہ بات بھی نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔

”کوئی بات کرو۔۔“ بالآخر دایان نے پہل کی کیونکہ اگر ایسے ہی خاموشی رہی تو عنقریب تھا کہ اس کو نیند آجاتی۔

”کیا بات۔۔۔؟“ وہ آنکھیں موندی ایسے ہی پڑی تھی جب اس کی فرمائش پہ آنکھیں وا کیں اور اس کو دیکھا جو ہنوز سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

”کچھ بھی کرو، خاموش نہ رہو۔“ اس نے ایک نظر تحریم کو دیکھتے کہا تو وہ سرد آہ بھر گئی۔

”کیا بات کروں، سمجھ نہیں آرہا۔“ کچھ توقف کے بعد کچھ نہ سمجھ آنے پہ وہ بے بسی سے بولی۔

“tell me about your favorites...”

”کچھ زیادہ نہیں بس۔۔۔ یہ با۔۔۔“ اس کے سوال پہ وہ بولنے لگی کہ دایان نے آگے سے لفظ اچک لیا۔

”بالیاں۔۔۔ اور یہ تم پہ سوٹ بھی بہت کرتی ہیں، جسٹ بیوٹیفل!“ اس پہ اپنی گہری نظریں مرکوز کرتا ہوا بولا تو تحریم اپنا سر جھکا گئی، جیسے مسکراہٹ چھپا رہی ہو۔

”آپ اپنے بارے میں بتائیں۔“ چند مند مزید خاموشی کے نظر ہوئے تو اب کی بار تحریم نے پہل کی، دایان اس کے پوچھنے پہ کھل کے مسکرا اٹھا۔

”مجھے سب سے زیادہ تو تم ہی پسند ہو۔۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ۔۔“ نظریں سامنے رستے پہ مرکوز کیے وہ مسکراتے اور نرم لہجے میں بولا تو تحریم جھینپ گئی، ایک تو وہ دونوں اکیلے تھے اوپر سے اس کی ایسی باتیں۔۔ افف دل کی دھڑکن مزید تیز ہوئی۔

”جیسے کہ...“ تحریم اب رخ اس کی طرف کر چکی تھی تبھی دلچسپی سے وہ باقی کی پسند بھی پوچھنے لگی۔

”جیسے کہ تمہارا مسکرانا۔۔۔ خاص کر کے مجھ سے چھپا کے مسکرانا، تمہاری یہ پہنی بالیاں، تمہارا مجھے دیکھنا، مجھ سے بات کرنا، تمہارا میرے ساتھ رہنا، اور یہ کہ تم بس میری ہو۔۔ یہ سب مجھے پسند ہے۔ تم سر تا پا میرے لیے چاہت ہو۔“ گاڑی کی سپیڈ قدرے آہستہ کرتے وہ گھمبیر لہجے میں دلفریب مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولا تو تحریم کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ تھوڑی دیر پہلے والی بات جو اس کے دل میں آسمائی تھی دایان کی باتوں کی وجہ سے اب جیسے ان کا شک و شبہ نہیں بچا تھا، اس کا دل دایان کی باتوں پہ ایمان لانے کو کہہ رہا تھا اور ایسا ہو بھی گیا۔ تبھی وہ مسکراتی ہوئی نظریں پھیرتی باہر کی جانب دیکھنے لگی۔

”مجھے اچھا لگا کہ تم اپنے لیے کچھ کر رہی ہو، خود کو کسی مقام پہ دیکھنا چاہتی ہو، ویسے تو میں نے بھی تمہیں ایک مقام تک پہنچایا ہی ہے۔“ گاڑی کی سپیڈ کو پھر سے نارمل کرتا ہوا وہ نرم لہجے میں بولا تو اس کی آخری بات پہ تحریم نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

" یو نو۔۔۔بیوی کا مقام ہے، پھر کچھ عرصہ بعد ایک ماں کا مقام...." وہ یاد دلاتا ہوا لاپرواہی سے بولا جبکہ اس کی زو معنی بات ہی دل زوروں سے دھڑکا اور اس نے بری طرح سے دایان کو گھورا۔

" نہایت ہی فضول گوئی کے شوقین ہیں آپ۔" وہ تپے لہجے میں بولی تو دایان کا قہقہہ گاڑی میں ابھرا۔

" اسے فضول گوئی نہیں مادام، حقیقت کہتے ہیں۔۔ اور حقیقت یہی ہے کہ آپ کا شوہر زرا رومانوی انداز رکھتا ہے۔" اس کی طرف جھکتے ہوئے وہ سرگوشی میں بولا تو تحریم نے اس کے کندھے پہ دباؤ ڈالتے پیچھے کو کیا۔

" گاڑی چلائیں آپ...." وہ خفگی سے سرخ چہرہ لیے بولی۔۔ تکلف کی دیوار تو ہٹ چکی تھی، وہ اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا رہا رستے کے دوران اور وہ سنتی بھی اور سناتی بھی۔ کبھی اس کی باتوں پہ وہ جھینپتی تو کبھی شرما کے سرخ پڑ جاتی جس پہ وہ محظوظ ہوتا۔

پڑھائی کی باتیں شروع ہوئیں تو تحرم کو جیسے کسی گلٹ نے آن گھیرا۔ اسے یہ احساس ستانے لگا کہ وہ اپنے بابا سے جھوٹ بول کے جا رہی ہے اور جھوٹ سے کوئی کام شروع کرو تو اس کا انجام کیسے اچھے کی توقع رکھے' چاہے اس کی نیت کیسی بھی ہو۔ اس کی نیت صاف تھی لیکن اندر ہی اندر ضمیر اس کو جھنجھوڑ رہا تھا۔

سفر کرتے ہوئے ان کو پانچ گھنٹے گزر چکے تھے اور دایان کا اب تھکن سے برا حال تھا۔ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھ بیٹھ کے کمر اکڑ گئی تھی۔ اس کے کندھے بھی جیسے ساکت ہو گئے تھے۔

رستے میں آتے ڈھابے پہ اس نے گاڑی روکی اور ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔ تحریم نے اس کے تھکے اعصاب کو دیکھتے ہوئے پانی کی بوتل اس کو تھمائی اور پیچھے سے بیگ پکڑتے ہوئے کچھ کھانے کو نکالنے لگی۔ دایان نے مشکور نظروں سے دیکھتے ہوئے بوتل تھامی اور لبوں سے لگاتے ہوئے غٹاغٹ پینے لگا۔

”کچھ دیر آرام کر کے جاتے ہیں یہاں سے، کچھ چاہیے؟“ دایان اس کے ہاتھ سے سینڈوچ لیتا ہوا بولا تو تحریم نے نفی میں سر ہلایا اور خود بھی سینڈوچ کھانے لگی۔

”کس نے بنائے ہیں۔۔۔؟“ کھاتے کھاتے اس نے اچانک سوال کیا تو وہ چونکی۔

”میں نے جلدی میں بس بنا لیے۔“ اپنا بائٹ ختم کرنے کے بعد وہ بولی تو دایان نے سر ہلایا۔

”اچھے بنے ہیں۔۔“ تعریفی جملہ تحریم کے کان سے ٹکرایا تو وہ سر جھکا کے مسکرا دی۔

”میں زرا فریش ہو کے آتا ہوں۔“ دایان کہتا ہوا گاڑی سے نکلا تو تحریم اپنے کھانے میں مگن ہو گئی۔ دایان جیسے ہی نظروں سے اوجھل ہوا تو تحریم نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنا موبائل آن کیا اور اپنے بابا کی چیٹ کھولی۔ موبائل کا ڈیٹا آن کرتے ہی اس کو ایک میل ریسیو ہوا پہلے تو اگنور کرنے لگی لیکن نوٹیفکیشن پینل میں کچھ دیکھتے وہ ٹھٹکی اور اس کو جلدی سے دیکھا۔۔۔

……

دل جیسے اداس ہو رہا تھا تبھی کچھ نہ سوچتے ہوئے اس نے اپنے بابا کو ایک لمبا سا میسج بھیج دیا جس میں اس نے سچ سچ بتا دیا کہ وہ کہاں جا رہی تھی اور کیوں۔۔ اپنے شوق کو اہمیت دیتے وہ اپنے بابا کو ناراض کرنے چلی تھی لیکن دل کے نہ ماننے پہ اس کو انہیں سب بتانے پہ مجبور کر دیا۔

دایان جب گاڑی میں بیٹھا تو وہ اپنی آنکھیں پونچھ رہی تھی۔ اسے دیکھتے اچھنبا ہوا کہ کیا وہ رو رہی تھی۔

”کیا ہوا۔۔ تم رو رہی تھی۔!“ دایان نے فکرمندی سے پوچھا تو تحریم نے سوں سوں کرتے نفی میں سر ہلایا۔

”نہیں بس ایسے ہی کچھ آنکھ میں چلا گیا تھا۔“ وہ دوپٹے سے چہرہ صاف کرتی گہرہ سانس بھر کے بولی تھی تو دایان اپنی سیٹ سے تھوڑا آگے کو جھکتا اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں تھام گیا کہ تحریم اچانک اس افتاد پہ بوکھلا گئی کہ یہ کیا

کرنے لگا، معاً اس کو کمرے میں کی گئی اس کی بے باک حرکت یاد آئی تو وہ اس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھتے پیچھے کی طرف ہونے لگی۔

"ویٹ آمنٹ، مجھے دیکھنے دو...." اس کو مزاحمت کرتے دیکھ وہ نرمی سے بولا تو تحریم کے ہاتھ لمحہ بھر کو تھمے۔۔

"کچھ بھی نہیں ہے!" وہ حیران ہوتا ہلکا سا پیچھے ہوا لیکن وہاں سے ہٹا نہیں اور نہ ہی اس کا چہرہ چھوڑا۔

"کیسے نظر آتا۔۔؟" وہ ہلکا سا مسکرائی جیسے تلخی ہو۔

"مجھے بات بتاؤ پوری۔۔" وہ مکمل اس کو نظروں کے حصار میں رکھتا ہوا بولا تو اس نے سر جھٹکا اور اپنا آپ اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

• • • • • • • • • • • • • • •

"آج تو جی گھر میں رونق ہی نہیں ہے۔" نِگی آلو کاٹتے ہوئے کچھ اداسی سے بولی۔ ابھی سحری کا وقت تھا تو وہ آلو کی بھجیا بنانے والی تھی۔

"سحری کا وقت ہے ابھی کوئی اٹھا بھی تو نہیں نا نگی تو رونق کیسے ہو۔۔۔ تھوڑی دیر میں آجائیں گے سب۔" زوئلہ چچی ساتھ ساتھ پراٹھے بنا رہی تھیں۔ اس کے اداس چہرے کو دیکھتے ہوئے جواب دینے لگیں۔

"تم غالباً اپنے کرش کے یہاں نہ ہونے پہ اداس ہو کیوں ہے نا۔" اُشنا اندر آتی ہوئی بولی اور فریج سے دہی کا باؤل نکالتے لسی بنانے لگی، کرش کے نام پہ نگی کے اداس چہرے پہ مزید اداسی چھا گئی۔

"ویسے ان کی رخصتی کب کر رہے ہیں؟" نِگی آلو کاٹ چکی تھی تبھی چھری کو سائیڈ پہ رکھتی اشتیاق سے پوچھنے لگی۔

"ابھی ان کو جانے میں وقت ہے، تو عید کے ہفتہ بعد تک کا ارادہ ہے، بس کچھ دنوں میں ڈیٹ فائنل کرنی ہے سب نے مل کے..." زوئلہ چچی مصروف سے انداز میں بولیں تو نگی کی باچھیں کھل اٹھیں۔

” ارے واہ اور ان کی پڑھائی کا کیا، کیا دایان جی ان کو باہر لے جائیں گے اپنے ساتھ۔ “ نگی نے کچھ چونکتے ہوئے یاد آنے پہ پوچھا۔

” پڑھائی کا تو ابھی نہیں فائنل۔۔ یہ تو جب تحریم کو پتا چلے گا تبھی سب دیکھیں گے کہ وہ کیا کہتی ہے۔ جہاں تک مجھے لگتا ہے کہ دایاں نے ساتھ لے جانا ہے اس کو، پھر کچھ مہینوں بعد وہ خود یہاں شفٹ ہو رہے ہیں پاکستان میں۔ “ زوئلہ چچی مصروف انداز میں بولیں تو اُشنا اور نگی نے سر ہلایا۔

” جاؤ دونوں لڑکوں کو اٹھالاؤ میں باقیوں کو دیکھتی ہوں۔ “ چچی نے اُشنا کو کہا تو وہ سر ہلاتی ہوئی اوپر کمروں کی جانب چل دی۔

نِگی اپنا موبائل نکالتی ہوئی اب کیچن میں موجود ہر ایک چیز کی سٹوری لگانے والی تھی۔

” بھابھی یہ زرا میں یہاں بیٹھتی ہوں آپ میرا بومرینگ تو بنائیں۔۔ پتا تو ہے نا کہ کسے کہتے ہیں۔ “ نگی اپنا موبائل چچی کو پکڑاتی ہوئی بولی اور ٹانگ پہ ٹانگ رکھتے بیٹھ گئی۔

چچی اس کی بات پہ گھور کے رہ گئی۔

” اسی زمانے میں رہتی ہوں میں۔۔ پتا ہے مجھے سب۔ “ وہ کہتی ہوئیں اس کی ایک دو تصویریں بنانے لگیں۔

اُشنا اپنے ہی انداز میں چلتی ہوئی میران اور گڈو کے کمرے کے باہر کھڑی ہوئی اور ناک کرنے لگی لیکن وہ پہلے سے ہی کھلا تھا۔

اُشنا اندر جانے لگی تو اس کو گڈو کی کراہتی ہوئی آواز سنائی تھی۔ اُشنا دل تھام کے جلدی سے اندر داخل ہوئی اور پھر اپنے اندر جانے پہ شرمندہ بھی۔ سامنے ہی میران باتھروم کے دروازے پہ زور لگائے کھڑا تھا، سلیولیس بلیک شرٹ پہنے اور ٹراوزر کے ساتھ، کندھے پہ تولیہ پھینکے وہ مسلسل زور لگا رہا تھا۔

"کہیں اور جاؤ یہاں میں نظر نہیں آ رہا۔ " اندر سے گڈو کی پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نظر مجھے بس تمہاری بہن آتی ہے، نکل رہے ہو یا آؤں اندر۔ " دروازے پہ مزید زور لگاتے ہوئے میران دانت پیس ہے بولا تو گڈو اپنا پاؤں دروازے پہ ٹکائے ہاتھوں کو بھی دروازے پہ ٹکا گیا۔

"جب سے آئے ہو میری عزت کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔۔۔ جا کے کوئی بیوی لاؤ تم۔۔۔ میری جان چھوڑو اس کے ساتھ یہ حرکتیں کرنا۔ " گڈو چیختا ہوا بولا تو میران کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"لڑکی ڈھونڈ کے رکھی ہوئی ہے لیکن ابھی نام لیا نا میں نے تو تمھاری ہڈیوں کے نائن پیکس کو غیرت کا جھٹکا لگ جانا ہے 'یہ مشورے کم ہی دو مجھے اور دروازہ کھولو۔ " میران سر جھٹک کے ہنستا ہوا اس کو تپانے کے لیے بولا لیکن جو پیچھے کھڑی ان کی لڑائی دیکھ رہی تھی اس کو جھٹکا سا لگ گیا۔

"کیا یہ میری بات کر رہے ہیں۔ " اس نے دل میں سوچا۔

"میں ہرگز نہیں کھولوں گا دروازہ تمہاری نیت اچھے سے جانتا ہوں میں تم سب کے سامنے مجھے شرمندہ کروانا چاہتے ہو۔۔ نکلو یہاں سے ورنہ چلّانا شروع کر دوں گا میں۔ " گڈو اندر سے ہاتھ باہر نکال کے اس کے بازو پہ ناخن گاڑھے بولا تو میران موقع دیکھتے ہی گڈو کے نازک سے وجود کو کھینچتے ہوئے باہر لایا۔ اور اچانک خود ہی اندر والی سائیڈ کی طرف ہو لیا۔

"آ جا میری محبوبہ ساتھ میں مزے کرتے ہیں۔ " میران اب گڈو کو اندر کھینچنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن گڈو اس کی پہنچ سے دور ہوتا کہ اس کو اُشنا نظر آ گئی جو دروازے کے پاس کھڑی ان کا تماشا دیکھ رہی تھی۔

"اوہو۔۔ بڑے لوگ آئے ہیں..." میران بھی دیکھ چکا تھا تبھی دلکشی سے مسکراتا ہوا بولا جبکہ گڈو اب کا دھیان بھٹکے دیکھ آہستہ سے نیچے بیٹھ کے کھسکتا ہوا باتھ روم میں گھسنے لگا۔

” میں شاور لے لوں پھر آپ سے باتیں کرتا ہوں۔“ اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی میران عجلت میں کہتا ہوا باتھ کے اندر ہوا اور دروازہ بند کر لیا اس بات سے بے خبر کہ گڈو پہلے ہی اندر جا چکا تھا۔ اُشنا حالات سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ آخر ہو کیا رہا۔ جب آگلے ہی پل گڈو کی چیخ سنائی دی۔

” گندے انسان۔۔۔“ وہ دہل کے کہتا ہوا باتھ روم سے باہر نکلا۔ تو پیچھے سے میران کا چھت پھاڑ قہقہہ سنائی دیا۔

میران اچانک دروازہ کھول کے سامنے آیا تو اُشنا سٹپٹا کے رخ پھیر لیا کیونکہ اب وہ بنا شرٹ کے تھا، ٹراؤزر اس نے پہن رکھا تھا۔ میران بھی پل کو سٹپٹایا' اسے لگا تھا کہ وہ جا چکی تھی۔۔

” اب آرام سے ویٹ کرو تم میرے باہر آنے تک۔“ میران دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہتا ہوا چپاک سے اندر بند ہوا۔

” جلدی آؤ نیچے دونوں کھانا لگنے والا۔“ اشنا دونوں پہ دو حرف بھیجتی ہوئی نیچے آگئی۔

……………

” ہم کب تک پہنچ جائیں گے؟“ پورے رستے دایان اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرتا دوستی کا ہاتھ بڑھا چکا تھا، تحریم اب نارملی اس سے باتیں کر رہی تھی۔

” ابھی تو تھوڑا ٹائم ہے پہنچنے میں، گھنٹہ ہو سکتا ہے۔“ ٹرن لیتے ہوئے دایاں نے کہا تو تحریم نے سرد آہ بھری۔

” تب تک تو سحری کا ٹائم نکل جائے گا۔“ اس کے لہجے میں فکر تھی۔

” کوئی بات نہیں ہم رستے میں کھا لیں گے کچھ خود ہی، چیزیں تو ہیں ہی ہمارے پاس، ویسے بھی انکل کے دوست کا گھر ڈھونڈنے میں وقت لگ جائے گا۔“ ایک نظر تحریم کو دیکھا جس کے چہرے جھنجلاہٹ کے آثار نظر آرہے تھے۔

کانوں میں حسب عادت بالیاں موجود تھیں جو تیاری کی مناسبت سے چھوٹی سی پیاری سی تھیں۔

"تم ریلیکس ہو کے تھوڑا آرام کر لو۔ "

"نہیں' ایک دو بار آنکھ لگی تو ہے لیکن تھوڑی دیر بعد کھل جاتی ہے تو سر درد شروع ہو جاتا ہے ایسے ہی، اب پہنچ کے ہی ایک بار سوؤں گی۔" سیٹ سے ٹیک لگاتے ہوئے وہ رستے پہ نظریں جماتی ہوئے بولی، رات کا سماں تھا لیکن سڑکیں ابھی بھی روشن تھیں' رمضان کے مہینے میں تو ویسے بھی سبھی لوگ سحری تک جاگتے رہتے تھے، کچھ عبادت میں مصروف رہتے تو کچھ لوگ ایسے ہی خوش گپیوں میں۔

" اگر اچھا لگے تو تھوڑا ادھر آ جاؤ ہو سکتا ہے کہ سکون سے سو سکو۔" وہ سنجیدگی سے اس کو مشورہ دینے لگا، اشارہ اس کا کندھے پہ سر رکھنے کا تھا۔ تحریم نے پہلے نا سمجھی سے دیکھا پھر ذہن میں بات دہرائی تو سمجھ آنے پہ وہ پل میں سرخ ہوئی۔

لیکن اس نے ظاہر ایسا ہی کیا کہ اس کو بات سمجھ نہ آئی۔ اور شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔ دایان اس کی ادا پہ کھل کے مسکرایا۔

گوگل میپ کو دیکھتے ہوئے وہ تقریباً ڈھائی گھنٹے کی کی خواری کے بعد آخر کار مطلوبہ پتے پہ پہنچ گیا تھا۔ اور اسی اثنا میں تحریم غنودگی میں جا چکی تھی، حیرت انگیز طور پہ ابھی وہ اس کی طرف ہوتے کندھے سے لگی ہوئی تھی۔

" مائی بیوٹی، wake up۔۔۔ ہم پہنچ گئے۔" دایان نے نرمی سے رخسار تھپتھپا کے کہا۔

" تحریم۔۔۔!" اس کا نام مکمل لیتے جیسے دایان کے دل نے ایک بیٹ مس کی، اس کے ڈھکے بالوں پہ ہونٹ رکھتے ہوئے نرمی سے اسے پکارنے لگا تو تحریم ہوش میں آئی۔

" ہوں پہنچ گئے۔" پیچھے ہٹتی وہ آنکھیں مسلتی ہوئی پوچھنے لگی تو دایان گاڑی سے چیزیں سمیٹنے لگا۔ سحری انہوں نے خود ہی گاڑی میں کر لی تھی کیونکہ گھر ان کو مل نہیں رہا تھا اور اب وہ نماز کے وقت پہنچے تھے۔

یہ ایک خوبصورت سا بنگلہ تھا جہاں گاڑی رکی تھی، گھر کے باہر ایک چھوٹا سا پیارا سا حصہ تھا جہاں پھول پودے اگائے گئے تھے۔

تحریم اس کی تقلید میں گاڑی سے باہر نکلی تو دایان نے نعیم صاحب کا دیا ہوا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری بیل پہ ہی کال ریسیو کر لی گئی۔

"جی انکل ہم باہر موجود ہیں، اوکے۔" کال بند کرتی اس نے موبائل پاکٹ میں رکھا اور تحریم کا بیگ تھامے وہاں انتظار کرنے لگا۔

کچھ سیکنڈز بعد گیٹ کھلا تو ایک مشفق سا بندہ باہر نکلا، چہرے پہ بشاشت لیے مسکراتے ہوئے وہ ان کی جانب آئے اور گرم جوشی سے ملے۔

"نعیم نے مجھے بتایا تھا کہ اس کی بیٹی اور داماد آ رہے ہیں۔۔ ماشاءاللہ۔۔۔ آجاؤ اندر۔" انہوں نے دایان سے بیگ لیتے ہوئے مسکراتے کہا، خوشی ان کے چہرے پہ جھلک رہی تھی۔

ان دونوں کو لیے وہ اندر بڑھے، اندر ان کی وائف تھیں۔۔ وہ بھی خوشی سے ملیں۔۔

"بیٹے روزے کا ٹائم تو نکل گیا ہے کچھ کھایا تم دونوں نے۔۔" ان کی وائف نے پوچھا تو تحریم نے بتایا کہ وہ رستے میں کھانا کھا چکے تھے، ان کے آرام کا خیال کرتے ہوئے ان کی مسز نے ان کو گیسٹ روم دکھایا۔ گھر میں بس یہ دونوں میاں بیوی ہی رہتے تھے، ان کا ایک بیٹا بھی تھا جو الگ گھر میں رہتا تھا۔۔

ان دونوں کو کمرے میں چھوڑتے ہوئے خاتون نے نماز کی تلقین کی دونوں کو کہ نماز پڑھ کے آرام کریں۔

تحریم تو سر ہلاتے ہوئے واش روم میں فریش ہونے چلی گئی، کچھ دیر بعد فریش سی وضو کر کے باہر آئی تو دایان چینج کر کے آرام دہ کپڑے پہن چکا تھا۔ اس کے نکلتے ہی اب خود بھی باتھ میں گھس گیا۔

باتھ لے کے واپس آیا تو تحریم نماز پڑھ رہی تھی۔۔ وہ بھی پاس ہی جائے نماز بچھائے نماز کی نیت باندھ گیا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد تحریم اب اپنی تھکن اتارنے کے لیے بیڈ پہ چڑھ گئی۔ مزے سے خود پہ لحاف اوڑھے وہ سونے کے لیے لیٹی ہی تھی کہ دایان پہ نظر پڑ گئی۔۔ وہ تو اس کو بھول گئی تھی کہ وہ بھی روم میں ہے۔۔

تو کیا اب وہ اس کے ساتھ روم میں رہتا اور یہی پاس سوتا۔۔۔

"ہرگز نہیں۔۔!" وہ دہل کے سوچتی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگی اور اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی، لحاف کو سائیڈ پہ کرتے ہوئے اب وہ اٹھ بیٹھی اور ہاتھوں کو مسلنے لگی کیونکہ پوچھنا بھی ایک مشکل مرحلہ تھا۔

دایان نماز سے فارغ ہوا تو اس کو ایسے ہی بیٹھے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے دیکھا۔ جائے نماز کو سائیڈ پہ رکھتے وہ اس کی جانب آیا اور کچھ پڑھتے پہلے خود پہ پھونکا پھر آہستہ سے تحریم کے سر پہ جس پہ اس کو ڈھیروں حیرت نے آن گھیرا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں بیٹھی ہو؟" اس کے پاس ہی بیٹھے پیار بھری نظریں اس پہ ٹکاتا ہوا پوچھنے لگا تو تحریم مزید کنفیوز ہوئی۔

ایک تو تنہائی اوپر سے اس کا قریب بیٹھنا۔

"ہم اس روم میں اکیلے کیسے رہ سکتے ہیں۔" بہت ہمت کر کے نظریں جھکائے آخر وہ کہہ گئی۔ اس کی بات قابل غور تھی دایان نے سمجھتے سر ہلایا۔

"تم سو جاؤ یہاں پہ میں ادھر صوفے پہ ہوں۔ ریلیکس ہو کے سو جاؤ۔" کمرے میں موجود تھری سیٹر صوفہ دیکھتے ہوئے دایان نے مشکل کا حل نکالا تو تحریم نے ایک نظر کمرے میں موجود صوفے کو دیکھا۔

"آپ ادھر سو جائیں آپ زیادہ تھکے ہوئے ہیں، میں ادھر سو جاتی ہوں پوری بھی آجاؤں گی۔" اس نے صرف بات ہی نہیں کی بلکہ عمل کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تو دایان نے سرعت سے کلائی تھامی۔

”کوئی بات نہیں یار۔۔۔“

”نہیں نا، اچھا نہیں لگتا آپ ادھر رہیں میں جاتی ہوں ادھر۔“ وہ معصومیت سے بولی کہ دایان کو اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا۔ تحریم بنا اس کی سنے جا کے صوفے پہ لیٹ گئی، لیکن دایان کو بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا ایسا تو کافی دیر وہ ایسے ہی اس کے سونے کا انتظار کرنے لگا کہ کب وہ سوئے۔۔

تھکن زیادہ تھی تو کچھ ہی پل میں تحریم گہری نیند میں جا چکی تھی، دایان آہستہ سے اٹھا اور اس کو بازوؤں میں اٹھاتے بیڈ پہ لے آیا۔ ایک سائیڈ پہ اس کو لٹاتے ہوئے خود جا کے صوفے پہ بیٹھ گیا۔ بیڈ سے سرہانہ اٹھاتے ہوئے صوفے پہ آ گیا تو نظر تحریم کے دوپٹے کی طرف گئی جو صوفے پہ ہی موجود تھا۔ بیڈ پہ موجود لحاف تو اس نے تحریم پہ اوڑھا دیا تھا تو دوپٹے کو دیکھ کے وہ مسکرایا۔

”چلو یہی سہی۔۔۔“ سرد آہ بھرتے کہتا صوفے پہ پھیل کے لیٹ گیا اور دوپٹے کو خود پہ پھیلا دیا۔ کمرے کی روشنی وہ پہلے ہی مدھم کر چکا تھا، بس تحریم کی سائیڈ ٹیبل والا لیمپ آن تھا۔

……

سونے سے پہلے وہ الارم لگا کے لیٹی تھی لیکن موبائل وہیں صوفے پہ موجود تھا۔ موبائل کی بیپ پہ دایان کی نیند میں خلل پڑا تو اس نے ہاتھ سے موبائل تلاشنا شروع کیا۔ ہاتھ سے ٹٹولتے اس کو کندھے کے نیچے سے موبائل برآمد ہوا تو دیکھا صبح کے دس بج رہے تھے۔ وقت دیکھتے اس کی آنکھیں پھیل گئیں کہ اتنا سویا تھا یہ، دوسری طرف اس کی نظر موبائل کے والپیپر پہ گئی جہاں بالیوں سے سجی ایک شیلف تھی۔

”اتنی پسند ہیں اس کو۔“ وہ مسکرا کے نفی میں سر ہلاتا ہوا خود پر سے تحریم کا دوپٹہ ہٹائے بیڈ کی جانب بڑھا اور دوپٹے کو سائیڈ پہ رکھا۔ پہلے خود فریش ہو کے آیا پھر آہستہ سے تحریم کو آواز دینے لگا کہ اٹھ جائے شاید اس نے پڑھنے کے لیے الارم لگایا تھا۔

تحریم تو ایسے سوئی تھی جیسے سارے رستے اسی نے ڈرائیو کی ہو، پانچ بار بلانے پہ بھی اس کو ہوش نہیں تھا آیا تو دایان نے موبائل پہ رنگ ٹون لگاتے اس کے کان کے پاس موبائل رکھ دیا۔ آواز سنتے ہی وہ ماتھے پہ ناگواری سے بلوں میں اضافہ ہوا۔

”کیا ہے بھئی کیوں تنگ کر رہی ہو۔“ وہ سختی سے بولی اور موبائل کو آف کرنے لگی، مندی مندی آنکھیں کھولنے پہ اس کو شناسا سا چہرہ نظر آیا تو آنکھیں پوری کھل گئیں۔ سائیڈ پہ موجود دوپٹہ کو خود پہ پھیلاتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھی اور ارد گرد کا جائزہ لینے لگی، پھر یاد آیا کہ وہ کہیں اور آئی ہوئی ہے۔ دایان قریب ہی بیٹھا اس کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔

”آپ کب اٹھے۔“ بیڈ سے پاؤں نیچے اتارتے آنکھیں مسلتی ہوئی وہ اس سے پوچھنے لگی ساتھ ہی لحاف کو تہ کرنے لگی۔

”میں بھی ابھی اسی الارم کی آواز سے ابھی ہی اٹھا ہوں۔“ صوفے پہ بیٹھے وہ اس کے رکھے ہوئے کپڑوں میں سے شرٹ اور ٹراؤزر پہنے ہوئے تھا۔ تحریم کے اٹھنے پہ اپنا موبائل نکالتے اس میں مصروف ہو گیا۔ جب تحریم فریش ہونے باتھ میں چلی گئی۔ واپس آئی تو وہ ابھی بھی اسی پوزیشن میں بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا۔ تحریم ابھی اس بات کو فراموش کر چکی تھی کہ وہ بیڈ پہ نہیں صوفے پہ سوئی تھی۔ دایان اس کو کام کرتا دیکھ خود باہر نکل گیا کہ یہاں انکل کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھ جائے تب تک وہ پڑھ لیتی ہے۔

ٹیسٹ کا ٹائم ہوا تو انکل نے خود ہی اپنے ڈرائیور کے ساتھ دونوں کو بھیجا، کیونکہ دایان نہیں جانتا تھا کہ کالج کہاں ہو گا۔

کالج کے باہر گاڑی کھڑے کرتے دایان اس کو گڈ لک وش کیا تو وہ مسکراتی ہوئی اندر گئی۔

اندر جاتے ہوئے تو وہ بہت ایکسائیٹڈ تھی۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی من پسند سی چیز ملنے والی ہو۔

اللہ کا نام لیتے اس نے اپنا ٹیسٹ دیا اور بھرپور مسکراہٹ لبوں پہ سجائے ہوئے باہر آئی۔ دایان ویسے ہی باہر گاڑی میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا، گھر زیادہ دور نہیں تھا بس پانچ منٹ کا رستہ تھا لیکن اس کا ٹیسٹ لمبا بھی نہیں تھا تو جانے کا ارادہ ترک کرتے وہ وہیں رک گیا۔

ہنستا مسکراتا ہوا چہرہ لیے وہ باہر نکلی تو جیسے دایان بھی فریش ہو گیا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ خوشدلی سے اس کا حال دریافت کرنے لگی، اس کے طبیعت پوچھنے پہ دایان چونکا۔۔

" میں تو بالکل ٹھیک اور تمہیں دیکھ کے مزید فریش۔" ڈرائیور آگے بیٹھا تھا جبکہ دایان اور تحریم پیچھے تھے۔ تبھی دایان تھوڑا شرارت بھرے لہجے میں اس کے قریب ہوتا بولا۔

" میں بھی بہت فریش ہوں۔" اس کی شرارت بھری بات کو نظر انداز کیے وہ ہشاش بشاش لہجے میں بولی۔

" اور اس کی وجہ...!" ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کرتے وہ تھوڑا سا اس کے قریب ہوا۔

" میرا ٹیسٹ بہت اچھا ہوا ہے، اور ان شاءاللہ مجھے ایڈمیشن بھی مل جائے گا۔" اس کی طرف گھومتے وہ مسکراتے لہجے میں بولی، لہجے میں ہی خوشی پھوٹ رہی تھی۔

" تو کیا یہاں اس کالج میں ایڈمیشن ہو گا؟" دایان پیچھے گزرتی کالج کی بلڈنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو تحریم نے نفی میں سر ہلایا۔۔

”اوں ہوں یہ تو بس ٹیسٹ کی جگہ تھی اصل میں اب میں جس مرضی یونیورسٹی میں چاہوں وہاں ایڈمیشن لے سکتی ہوں یا مجھے باہر سے بھی آفر آسکتی ہے پڑھنے کی اگر یہ ٹیسٹ کلئیر ہو جائے اور ان شاءاللہ ضرور ہو گا۔“ وہ چہکتی ہوئی اس کا ہاتھ تھام کے بولی جبکہ دایان تو ہاتھ پکڑے جانے پہ ہی حیران رہ گیا تھا۔ اس کی نظریں دونوں کے ہاتھوں پہ ٹکی ہوئی تھیں۔ دایان نے تحریم کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور نرمی سے بوسہ دیتے اپنی گرفت مضبوط کی ان پہ۔

”مطلب اب دوسرے سبجیکٹ کو خداحافظ کہہ دیا ہے۔“ سامنے دیکھتے ہوئے وہ بولا تو تحریم کے چہرے پہ سایا سا لہرایا پھر سنبھل کے اثبات میں سر ہلایا۔

”ہمم۔۔۔ جب اس میں ہو جائے گا تو میں نہیں لوں گی دوسرے سبجیکٹ میں پھر بابا بھی میرے ساتھ ہی ہونگے۔“ اس کا لہجہ مدھم ہو گیا تھا جو دایان نے نوٹ کیا۔

”ہمم ٹھیک کہا۔۔“ دایان نے سر ہلایا، رات میں جب تحرم اداس تھی تب دایان کے پوچھنے پہ اس نے بتا دیا تھا سب ' یہ بھی کہ وہ جھوٹ بول کے ٹیسٹ دینے آرہی تھی۔۔ پہلے تو کچھ دیر دایان نہ بولا پھر تھوڑی دیر بعد اس کو حوصلہ دیا۔۔ کیونکہ جب وہ باہر گیا تھا تب تحریم وائس میسج کر کے اپنے بابا کو سب بتا چکی تھی لیکن ان کا رپلائی نہیں آیا تھا اور نہ ابھی میسج ڈیلیور ہوا تھا۔

”افطار کے بعد نکلنا ہے کیا؟...“ تحریم نے بنا اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑائے پوچھا۔

”تم بتاؤ تھوڑا ریسٹ کر کے جانا ہے یا افطاری کے فوراً بعد، اگر بعد میں جانا تو ہم سحری کے فوراً بعد نکل جائیں گے۔۔“ دایان نے اس کی مرضی پوچھنی چاہی۔

”افطاری کے بعد چلتے ہیں، مجھے کسی کے گھر نیند نہیں آتی..“ دایان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جو نظریں ابھی بھی سامنے رستے پہ جمائے ہوئے تھا۔

”رئیلی لیکن مجھے لگا تھا کہ تم کہیں جا کے بہت گہری نیند سوتی ہو۔“ وہ کچھ جتاتے ہوئے بولا تو تحریم اس کی بات سمجھتے ہوئے کھکھلا اٹھی۔

”وہ تو آپ تھے ساتھ اسی لیے, تھوڑا بے فکر ہو کے سوئی تھی میں۔“ وہ اپنی سائیڈ کلیئر کرتی ہوئی بولی جو دایان کے لبوں پہ تبسم کھلا۔

”مطلب کہ تم میرے ساتھ ریلیکس رہ کے کہیں بھی رہ سکتی ہو۔“ دایان نے محظوظ ہو کے آنکھوں میں شرارت لیے کہا تو تحریم سٹپٹا اٹھی اس کی بات پہ۔

ابھی تحریم اس کے جواب میں کچھ کہتی کہ دایان کا موبائل رنگ کرنے لگا۔

”ویٹ۔۔۔“ دایان نے آہستہ سے اس کا ہاتھ آزاد کیا تو تحریم اس کو دیکھنے لگی جس کے چہرے پہ الگ ہی چمک تھی اب۔۔۔

”میں گھر جا کے بات کرتا ہوں ٹھیک ہے۔۔“ وہ انگلش میں بات کر رہا تھا، حال احوال پوچھنے کے بعد وہ آہستہ سے بولا اور موبائل دوبارہ پاکٹ میں رکھ گیا۔

اس کے بعد تحریم کچھ نہ بولی، ایک مایوس سی خاموشی پوری گاڑی میں چھا گئی جس کو دایان نے تو محسوس نہ کیا البتہ تحریم کو اس کا بات نہ کرنا کھل رہا تھا۔

• • • • • • • • • • • • • • •

”ماما مجھے آپ سے بات کرنی ہے ضروری۔“ مسز ثاقب اپنے روم میں کبرڈ میں چیزیں رکھ رہی تھیں جب میران اندر داخل ہوتا مؤدب سے بولا۔

”جی بیٹے سن رہی ہوں۔“ وہ ایسے ہی مصروف انداز میں بولیں تو میران جھنجلایا۔

" ماما یہاں بیٹھ کے سکون سے میری بات پہ غور کریں۔" وہ کہتا ہوا مسز ثاقب کو باقاعدہ بازوؤں کے حلقے میں لاتے بیڈ پہ لے کے بیٹھا اور خود ان کے قدموں کے نزدیک بیٹھ گیا۔

" اوپر بیٹھو نا۔۔" اس طرح بیٹھنے پہ انہوں نے ٹوکا۔

" نہیں نا۔۔۔ میری بات سنیں اور غور کریں پھر عمل کریں اس پہ." وہ مخصوص کن مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولا تو انہوں نے سر ہلایا۔۔

" آپ کی ایک عدد بہو ہے نا۔۔ جب وہ رخصت ہو کے آئیں گی تو گھر میں بہت سے کام ہونگے اور ایسے میں وہ کیسے سب مینج کریں گی۔۔" میران ان کے ہاتھوں کو تھامتا ہوا سنجیدگی سے کہنے لگا۔

" اچھا لیکن تمہیں کیوں فکر ہو رہی ہے اس سب کی.." مسز ثاقب حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے انجان بنیں۔

" دیکھیں جب وہ آئیں گی تو کام کر کے تھک جائیں تو ایسے میں کام کرنے کے لیے کوئی اور بھی چاہیے نا تو آپ اس بارے میں بھی سوچیں' آپ کا دوسرا بیٹا بھی ہے اس کا فائدہ اٹھائیں اور دوسری بہو بھی لائیں، سیلیکشن میں ٹائم لگنا تھا تو یہ کام میں کر چکا ہوں۔" میران نے آہستہ آہستہ اپنی بات مکمل کی اور مسز ثاقب کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

" تو تم میری دوسری بہو کو گھر کے کاموں کے لیے لانا چاہ رہے ہو۔۔" مسز ثاقب چہرے پہ تھوڑی سختی لائے پوچھنے لگیں تو میران گڑبڑا گیا۔

" ارے نہیں میری ہونے والی بیوی کی ساس۔۔۔ میرا یہ مطلب تھا کہ تھوڑی ہیلپ ہی ہو جاتی بھابی کی تو آپ مجھے بھی ساتھ ہی پھنسا دیں۔" ان کی بات پہ تھوڑا خجل ہوتے وہ سنبھل کے بولا تو مسز ثاقب مسکرا دیں۔

”نہیں میں ابھی اتنا پیارا بچہ کسی کو نہیں دوں گی اتنی جلدی۔“ معاً چہرے پہ سنجیدگی سجائے وہ بولیں تو میران تڑپ اٹھا۔

”میں کب کسی اور کا ہوں گا ماما۔۔۔ پہلے آپ کا پھر اپنی بیگم کا اس کے بعد جتنی جلدی ہو سکے اپنی ننھی گڑیا کا، بس اس سے زیادہ نہیں کسی کا میں۔“ وہ بے شرمی سے کہتا ہوا آخر میں آنکھ دبا گیا جس پہ مسز ثاقب سٹپٹا اٹھیں اور اس کے کندھے پہ چپت رسید کی۔

”آپ بتائیں نا کہ میں کروں بات اپنے رشتے کی اس سے۔۔“ میران عجلت میں کہہ رہا تھا اور مسز ثاقب اس کی باتیں سن کے حیران تھیں۔

”کس سے بات کرو گے رشتے کی۔۔۔؟“ وہ اچھنبے سے پوچھنے لگیں۔

”اوہو ماما۔۔۔ اُشنا جی سے اور کس سے ظاہر ہے پہلے اس کو پروپوز کروں گا نا۔“ وہ جھلا کے بولا تو مسز ثاقب نے اس کی عقل پہ ماتم کیا..

”بیٹے جی یہ آپ کا کینیڈا نہیں ہے جہاں آپ پہلے لڑکی کو پروپوز کریں گے پھر تھوڑا عرصہ انڈرسٹینڈنگ میں گزاریں پھر شادی کریں گے...“ اس کے سر پہ ہلکی سے چپت لگاتے ہوئے وہ بولے وہ ہنس دیا۔

”جانتا ہوں لیکن اس کو بتانا بھی تو ضروری ہے اور پھر وہ شادی کے لیے راضی ہو گی تبھی تو آپ دادی بنیں گی۔“ میران لاپرواہی سے بولا تو اس کی اس قدر بے باک گفتگو پہ انہوں نے اپنا سر پیٹ لیا۔

”میران کچھ زیادہ بگڑ گئے ہو تم۔۔۔ باز آجاؤ۔۔ اور پہلے تمہارے بھائی کی شادی ہو گی پھر ہم تمہارا کچھ سوچیں گے ابھی نہیں۔“ مسز ثاقب اس کو ڈانٹتی ہوئیں آخر میں جان بوجھ کے بولیں تو میران آنکھیں پھاڑے ان کو دیکھنے لگا۔

”ماما ٹھیک ہے شادی جلدی نہیں لیکن میرے نام تو کریں اس کو۔۔“ وہ تڑپ کے رہ گیا زمانے کی اس ستم ظریفی پہ۔ تبھی جاتی ہوئی مسز ثاقب کا ہاتھ تھام کے بولا۔

”تمہاری میں کلاس لگواتی ہوں تمہارے بابا سے۔۔۔“ وہ آنکھیں دکھاتی ہوئی بولیں تبھی دروازہ ناک ہوا اور اُشنا اندر داخل ہوئی۔

”آنٹی آپ کو امی بلا رہی ہیں۔“ ان کی سوالیہ نظروں کو محسوس کرتی ہوئی مسکرا کے بولی اور باہر جانے لگی جب انہوں نے روک لیا۔

”جی۔۔۔؟“

”بیٹے آپ سے میران کچھ کہنا چاہتے ہیں ان کی بات سن جائیں۔“ مسز ثاقب ایک شرارت بھری نظر میران پہ ڈالتے ہوئے وہاں سے نکلیں تو اپنی ماں کی بات پہ لاپرواہ سا میران ہوش میں آتے سٹپٹا اٹھا۔۔ یہ کیا کہہ گئی تھیں ماما۔

”جی کیا کہنا تھا آپ نے؟“ وہ سنجیدگی سے بولی تو میران گلا کھنگالتے ہوئے اس کے سامنے آیا۔ اُشنا اس کے بولنے کے انتظار میں تھی۔۔

”وہ میں سیدھی سی بات کروں گا۔۔۔ اُشنا جی۔۔“ وہ پل میں معصومیت بھری شکل بناتا ہوا اس سے تھوڑا فاصلے پہ آیا۔ اُشنا نے ناسمجھی سے اس کو بولنے کا اشارہ کیا۔

”کیا آپ میری ماما کی بہو بنیں گی؟“ محبت بھرے لہجے میں پوچھا گیا جملہ اُشنا کو گھوما گیا۔ آنکھیں میچتے اس نے ایک بار کھول ناسمجھی سے دیکھا.....

”بہو۔۔۔ لیکن دایان بھائی کا نکاح ہو چکا ہے۔“ وہ چہرے پہ الگ ہی تاثرات سجائے بولی۔ میران کا پل میں موڈ غارت ہوا۔

”تو ان کا چھوٹا بھائی نظر نہیں آرہا آپ کو۔۔؟“ میران تڑپ کے بولا تو اُشنا کے تاثرات ڈھیلے پڑے۔

”کون سا بھائی۔۔۔؟“ وہ چونکتی ہوئی پوچھنے لگی کہ کس کی بیوی بنانا چاہتا تھا یہ اس کو۔

”مم۔۔۔میں۔۔۔میں نظر نہیں آیا آپ کو۔“ میران اب کی بار تھوڑا صدمے سے بولا تو اُشنا کو اچانک ہوش آیا کہ یہ بھی تو اس کا بھائی تھا۔

”اچھا آپ اپنی بات کر رہے تھے۔۔“ وہ قدرے ریلیکس ہو کے بولی تو میران نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا۔

”بتائیں بنیں گی آپ بہو۔“ اس نے پھر پیار بھری نظریں ٹکائے پوچھا۔

”تو آپ کو اس سے کیا، آپ کیوں پوچھ رہے ہیں جن کی بہو بننا ہے وہ پوچھیں آپ کا اس سے کیا تعلق۔“ اُشنا بے نیاز سی بولی تو میران نے تیکھی نظروں سے اس کو دیکھا۔

”مجھ سے شادی کر کے ہی آپ بہو بنیں گی نا۔“ وہ ہلکے لہجے میں سمجھاتے ہوئے بولا۔

”تو آپ ایسے پوچھیں نا۔“ وہ جیسے بات سمجھ آنے پہ سکون کا سانس لیے بولی۔

”کیسے...؟“ اب کی بار میران اس کی بات پہ کھل کے مسکرایا۔

”ایسے کہ۔۔۔ کیا آپ مجھ سے۔۔“ وہ مسکراہٹ دباتی ہوئی بولی تو میران ایک قدم قریب ہوا۔

”مجھ سے۔۔۔؟“ اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

”ایسے کہ کیا آپ مجھ سے شادی کریں گ۔۔۔؟“ ابھی وہ تھوڑا شرما کے جملہ مکمل کرتی کہ میران اس کا ہاتھ تھامتا ہوا خوشی و مسرت سے بول اٹھا..

” افکورس میری جان ضرور ضرور۔۔۔ میں تو دنیا میں آیا ہی اسی لیے تھا کہ تم سے شادی ہوتی میری۔۔ لو یو سو مچ آؤ گلے لگ جاؤ زرا۔۔“ میران کچھ زیادہ سی جزباتی پن کا مظاہرہ کرنے لگا تھا اور اس سے پہلے کہ جزبات میں آتا وہ اس کو سینے میں بھینچتا تبھی باہر سے آواز آئی۔

” میرون بھائی۔۔۔!!“ تیمور چیختا ہوا اندر آ رہا تھا لیکن شکر کہ میران نے ایسی کوئی حرکت نہ کی تھی جس پہ وہ بعد میں شرمندہ ہوتا۔۔ جبکہ اُشنا تو ہونق بنی اس کی شکل دیکھ رہی تھی، اس کے اظہار پہ اور والہانہ پن پہ وہ تو ششدر کھڑی تھی۔

” مم۔۔۔ میں چلتی ہوں۔“ اس کو اب سمجھ آئی تھی کہ تحریم کا بی پی کیوں لو ہوتا تھا۔ ابھی اس کو بھی یہی فیل ہو رہا تھا کہ اس کا سب کچھ لو ہو رہا تھا اور ابھی وہ گرنے والی تھی۔

” میرون بھائی آپ کو دایان بھائی کی ماما بلا رہی ہیں.“ وہ اچھلتا ہوا اندر آیا اور میران کو بتاتا ہوا واپس جانے لگا جبکہ اس کی بات پہ میران صدمے میں پہنچ گیا۔

” میری بھی ماما وہیں ہیں چھوٹے نمونے۔“ میران دانت پیستا ہوا بولا۔

....

افطار کے بعد وہ دونوں وہاں سے نکل چکے تھے، رستے میں دایان نے ایک جگہ روک کے اچھا سا ڈنر کیا تھا، اور اسے سفر کے دوران دایان نے محسوس کیا کہ تحریم ایک بار پھر اس سے کھچی کھچی سی رہ رہی تھی۔ اس نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی خاطر خواہ جواب نہ مل سکا دوسری طرف سے۔

دایان بھی گھر جا کے بات کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے خاموش ہو گیا۔

سحری کا وقت بھی رستے میں ہو گیا تو جو ہلکا پھلکا دایان نے رستے میں لیا تھا اسی سے ان کی سحور بھی گزر گئی۔۔۔

صبح کے پانچ بجے وہ دونوں گھر داخل ہوئے تھے، تھکن حد سے سوا تھی۔ تحریم سلام دعا کرتے بنا کسی سے بھی بات کیے اپنے روم میں آگئی تھی، شاور لیتے نماز پڑھتے جب وہ بستر میں گھسی تو جی بھر کے رونا آنے لگا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ چیخ چیخ کر روئے۔۔

اس کو رہ رہ کے دایان کا وہ جملہ یاد آرہا تھا جو وہ فون پہ کہہ رہا تھا۔

ٹیسٹ دینے کے بعد جب وہ واپس آئی تو اس کا ارادہ ابھی آرام کرنے کا تھا، کیچن میں آنٹی کی ہیلپ کرنے گئی لیکن انہوں نے منع کر دیا کہ وہ آرام کرے کام وہ کر لیں گی۔ فریش ہو کے موبائل پہ الارم لگاتے وہ سو گئی۔۔۔ دایان باہر انکل کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

جب وہ سو کے اٹھی تو اس کو ہنسنے کی آوازیں آئیں، حواس بیدار ہوئے تو دیکھا کہ دایان کھڑکی کے سامنے کھڑا ہوتے باہر دیکھ رہا تھا اور فون پہ کسی سے ہنس کے بات کر رہا تھا۔ وہ شاید بیرون ملک بات کر رہا تھا کیونکہ ابھی وہ انگلش میں بات کر رہا تھا۔۔

”تم یہ چاہتی ہو کہ میں اسے چھوڑ کے تم سے شادی کروں۔۔۔ پیار تو تم سے ضرور ہے لیکن یہ کام مشکل ہے زرا۔۔۔“ لہجے میں شرارت کا عنصر لیے وہ بات کر رہا تھا۔

”کم آن اتنی بھی نادانی والی باتیں نہ کرو اب۔۔ تم شادی کی تیاری شروع کرو تمہیں میں تیار ہی ملوں گا۔“ وہ ہنس کے بولا اور مسکراتے ہوئے کال کاٹ گیا۔۔۔ تحریم نے ایسے ایکٹ کیا جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو اور دوبارہ سے آنکھیں موند گئی۔

دایان اس کو سویا ہوا سمجھ کے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ اس کے بعد سے تحریم کا دل برا ہو گیا تھا ہر چیز سے اور اب بھی وہ کمرے میں لیٹی آنسوں بہا رہی تھی۔

افطار کے وقت بھی سب کے سوالوں کے وہ بس ہوں ہاں میں ہی جواب دے رہی تھی۔ سب کو اس کا رویہ بہت محسوس ہوا خاص کر کے دایان کا دھیان ہی اس طرف تھا۔

”کیا ہوا ہے جب سے آئی ہو خاموش ہو کیا کوئی بات ہوئی ہے۔؟“ کمرے میں وہ اپنی بالیوں کو دیکھ رہی تھی جب اُشنا روم میں اینٹر ہوئی ساتھ ہی زوئلہ چچی اور نگی بھی اندر آئیں کیونکہ وہ سب اس کے رویے سے نالاں تھے۔۔

”کچھ بھی نہیں مجھے کیا ہونا ہے۔۔“ وہ لاپرواہی سے بولی تو سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔ پھر اس کا موڈ فریش کرنے کو آپس میں باتیں کرنے لگ گئے لیکن اچانک ہی تحریم کا موڈ بگڑ گیا۔۔

”کیا یار ہر وقت شادی شادی۔۔۔ کیا شادی کی باتیں لے کے بیٹھ جاتے ہو سب۔۔۔ اس کے علاوہ بھی دنیا میں کام ہیں بہت۔“ وہ ناگواری سے بولی تو سب ایک بار خاموش ہو گئے۔۔ کیونکہ اتنے شدید ردعمل کی کسی کو امید نہیں تھی۔

”لیکن تحریم جان یہ شادی کی بات اسی لیے کہ اب تو شادی ہو رہی ہے نا۔“ زوئلہ چچی نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولیں تو اس نے تلخی سے مسکراتے سر جھٹکا۔

”شادی! مجھے نہیں کرنی شادی نہ ابھی نہ پھر کبھی اور ان دایان صاحب سے تو بالکل نہیں۔۔۔ انفیکٹ پہلے زرا ان سے مرضی جان لیں کہ وہ کرنا بھی چاہتے ہیں یا نہیں۔“ وہ حد درجہ ناگوار لہجہ اپناتی ہوئی بولیں کہ سب کے لبوں کو جیسے قفل لگ گئے، کوئی بھی تحریم سے اس طرح کی بات کی امید نہیں رکھ رہا تھا۔

”تحریم کیا ہو گیا تمہیں ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو.. نکاح ہو گیا ہے تمہارا اب تو...“ زوئلہ چچی ایک بار پھر نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولیں تو تحریم نے دوسری طرف رخ کر لیا تھا انداز صاف تھا کہ اس سے بات نہ کی جائے۔

”پلیز میں تھکی ہوں آپ سب جائیں یہاں سے۔“ وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو نگی اور اشنا نے چچی کو دیکھا۔۔ انہوں نے سر کے اشارے سے تسلی دی تو وہ سمجھ کے سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر چلیں گئیں۔

……

وہ تینوں کمرے سے باہر نکلیں تو دایان کو کمرے کے باہر کھڑا پایا۔ ان تینوں کا تو جیسے سانس ہی خشک ہو گیا کیونکہ وہ سرد تاثرات چہرے پہ سجائے کمرے کے اب بند دروازے کو گھور رہا تھا۔

”وہ شاید ابھی کسی بات پہ پریشان ہے تم فکر نہ کرو ٹھیک ہو جائے گی میں اس سے بات کروں گی۔“ زوئلہ چچی دونوں لڑکیوں کو جانے کا اشارہ کرتیں ہوئی نرمی سے دایان سے بولیں جس کے چہرے پہ ابھی سختی چھائی ہوئی تھی۔

”آپ بے فکر رہیں میں جانتا ہوں اچھے سے اس کو، دماغ ٹھکانے لگانے کی ضرورت ہے بس اس کا۔“ دایان ان کی طرف دیکھتا ہوا ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولا جبکہ زوئلہ چچی ابھی شش و پنج میں پڑ گئیں کہ شاید اب دایان تحریم کو کچھ کہے۔۔

”تم اسے ڈانٹنا بالکل بھی نہیں۔۔ وہ ابھی بچی ہے۔“ زوئلہ چچی اس کی حمایت کرتی ہوئی التجا کرنے لگیں تو دایان ہلکا سا ہنس دیا۔۔

”آپ کو لگتا ہے کہ میں اسے ڈانٹ پلاؤں گا۔ کچھ اپنے انداز بھی ہوتے ہیں ہمارے سمجھانے کے بس وہی اپنائیں گے ہم۔“ دایان کچھ معنی خیز سے مسکرایا تو چچی کو تھوڑا حوصلہ ملا کہ معاملہ بگڑے گا نہیں۔

”آپ جائیں اس سے زرا تفصیل سے ملاقات کرنے کا وقت بھی آ چکا ہے اب۔“ وہ دروازے پہ نظریں جماتا ہوا بولا تو وہ سر ہلاتی ہوئیں نیچے چلی گئیں۔۔

”اب ہاتھ لگو زرا پھر بتاتا ہوں کہ میری مرضی ہے یا نہیں شادی میں۔“ تحریم کا ناراض چہرہ آنکھوں میں سمایا تو دل میں سوچتے ہوئے اپنے کمرے کو بڑھ گیا۔

……

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب تحریم کا دروازہ ناک ہوا۔ ایک بار دستک۔۔ وہ ایسے ہی سوئی رہی۔ دو تین بار دستک ہونے پہ بھی اس کو اتنا ہوش نہ آیا، پھر اچانک ہی موبائل پہ کال آنے لگی، اس سے پہلے وہ کال ریسیو کرتی موبائل بجتے بند ہو چکا تھا۔ موبائل کی ہی رنگ ٹون سے اس کی نیند میں خلل پڑا تو نیند سے بھری خمار زدہ آنکھیں کھولیں تو اک بار پھر دروازے پہ زور و شور سے دستک ہوئی۔۔۔

" یہ کون اس وقت آ گیا ہے۔۔۔" کمرے میں موجود ہلکی روشنی میں گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پریشانی سے سوچا۔ ابھی سوئے اس کو اتنا وقت نہیں گزرا تھا، کافی دیر تو وہ دایان کے بارے میں سوچ سوچ کے ہی خود کا خون جلاتی رہی' مشکل سے ہی نیند آئی تھی بھی آنے والے نے خراب کر دی۔

پاؤں میں جوتا اڑستے وہ دروازے کی جانب بڑھی۔۔ کلک کی آواز سے دروازہ کھلتے ہی کوئی اچانک ہی اندر آیا اور اس کے چیخنے سے پہلے ہی اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ گیا۔۔ تبھی باہر سے میران اور گڈو کی آواز سنائی دی۔

" یہاں کوئی تھا نا۔۔۔ ہے نا۔" میران نے گڈو سے ہلکی آواز میں پوچھا، خاموشی اتنی تھی کہ دروازے کے پاس کی گئی بات اندر تک سنائی دے رہی تھی۔

" مجھے لگتا ہے دایان بھائی تھے یہاں، حملہ ہو گیا ہے کہیں۔۔" گڈو نے میران کو سنجیدگی سے کہا تو میران نے دایان نے کمرے کا ناب گھمایا لیکن وہ نہ کھلا۔۔ جبکہ گڈو کی بات سنتے اندر تحریم نے اپنی آنکھیں مزید بڑی کیں۔۔ ہتھیلی تلے چھپے لب کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن مقابل اس کو دیوار کے ساتھ لگائے آنکھوں سے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔

" ادھر آؤ میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہاں چھاپا پڑا ہے۔۔ آؤ دیکھیں۔" میران کی آواز آنے کے ساتھ ہی دروازے پہ دستک ہونا شروع ہوئی تو دایان اس کے کان کے قریب جھکا۔

" جلدی سے واپس بھیجو ان کو۔۔" آہستہ سے ہاتھ ہٹاتے وہ لاپرواہ انداز میں صوفے پہ جا بیٹھا جبکہ اس کے انداز پہ تحریم کو شدید قسم کا غصہ آیا۔

" یہ کیا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں گھسنے کا؟" بجائے میران کی پکار سننے کے وہ دایان پہ چڑھ دوڑی۔

" ابھی میں نے کوئی طریقہ نہیں اپنایا کمرے میں گھسنے کا شرافت سے دروازے سے آیا ہوں، اب ان کو تم بھی شرافت سے کہو کہ جائیں یہاں سے کہ ہم مصروف ہیں۔" صوفے پہ پاؤں سیدھے کیے وہ آرام دہ انداز میں نیم دراز ہوتے بولا اگر تحریم دروازہ کھولتی بھی تو باہر سے صوفے والی سائیڈ نظر نہ آتی۔

" اگر میں ایسا نہ کروں تو۔۔؟" وہ تنک کے بولی تو دایان نے اس کو گہری نظروں سے سر تا پا دیکھا جو دوپٹے سے ندارد لاپرواہ کھڑی تھی اس کے سامنے۔

" مجھے کوئی مسئلہ نہیں، میں جو کرنے آیا تھا وہ تو کر کے جاؤں گا۔" دایان کہتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا تو باہر سے میران کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" بھابھی وہ مینا آپ کے روم ہے زرا چیک کر لیں، ورنہ گہری رات میں واردات ہو جائے گی۔" میران کا پراسرار انداز تحریم کو سٹپٹا کے رکھ گیا۔ اس کی بات کا پس منظر سمجھتے ہوئے وہ دایان پہ کٹیلی نگاہ ڈالتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھی۔

" کیا ہوا ہے اتنی رات کو یہاں پہ خیریت۔" وہ انجان بنتی ہوئی بولی اور مصنوعی جمائی روکی۔

" آپ سو رہی تھیں۔۔؟" میران نے مسکرا کے پوچھا تو تحریم کا دل کیا پہلے اس کے بھائی کا سر پھوڑے پھر اس کا۔۔ اور آخر میں اس تیسری گردن کا جو پیچھے سے جھانک رہا تھا۔

"کیا لگتا ہے میران کہ اس وقت کیا کِیا جاتا ہے سونے کے علاوہ۔" تحریم دانت پیستے ہوئے بولی، اس نے دروازے کو تھام رکھا تھا مکمل کھولا نہیں تھا تو کمرے کا مکمل ویو میران کو نظر نہیں آرہا تھا لیکن تبھی اس کو سرگوشی سی سنائی دی، ساتھ ہی انگلیوں پہ سرسراہٹ سی۔

"بہت کچھ۔۔۔ بتاؤں کیا!" دایان دروازے کی اوٹ میں ہوتا اس کی انگلیوں کو چھوتا ہوا بولا۔ اس کی بات پہ تحریم کے چہرے پہ سرخی چھانے لگی۔۔

"دایان کو دیکھنا تھا کہ کہیں آپ کے کمرے میں غلطی سے نہ آگیا ہو، نیند میں چلنے کی بیماری ہے اس کو۔" میران سر کھجاتا ہوا دانت نکال کے بولا تو تحریم کے چہرے پہ بےزاریت دیکھتے وہ فوراً سے سنجیدہ ہوا اور پیچھے چھپے گڈو کو لگائی ہلکی سی چپت۔۔۔

"خوامخوہ دوسروں کو تنگ کرنے کی عادت ہے اس کو۔۔۔ منع بھی کیا تھا کہ مصروف ہونگے، میرا مطلب کہ سو رہی ہوں گی اپنے کام سے کام رکھتے ہیں لیکن نہیں یہ گڈو بھی نا۔۔۔ چلو اب کمرے میں۔۔" میران تحریم کے چہرے پہ چھائی سرخی سے یہی اندازہ لگا سکا کہ وہ غصے میں ہے تبھی یہاں سے جانے میں عافیت جانی لیکن جاتے جاتے دایان کے کمرے کو ایک بار پھر سے کھولنے کی کوشش ضرور کی تھی۔ پھر دل مسوس کر کے رہ گیا اور تحریم کو دیکھتے پھر سے دانت نکالتا ہوا اپنے کمرے میں گھس گیا۔

تحریم کے دروازہ بند کرنے سے پہلے ہی دایان نے دروازہ بند کر کے لاک کیا۔

"یہ کیا حرکت ہے اپنے روم میں جائیں آپ..." اس کو دیکھے بغیر وہ سخت لہجے میں بولی تو دایان نے ابرو آچکائے۔

"پہلے مجھے میری بات مکمل کرنے دو پھر جو چاہے کہنا۔۔" دایان سنجیدگی سے بولا تو تحریم نے کاٹ دار نظروں سے دیکھا۔

” مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی جائیں یہاں سے ...“ وہ کسی بھی طریقے سے اس کی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھی تبھی اگنور کرتی ہوئی اپنے بیڈ ہی جانب بڑھنے لگی تو دایان نے سرعت سے اس کی کلائی تھامی۔

” شرافت سے کہہ رہا ہوں سن لو ورنہ پھر برا پیش آؤں گا۔۔۔“ وہ ماتھے پہ بل لیے بولا تو تحریم مزید غصے میں آئی۔۔

” کہانا کہ نہیں سننا جائیں یہاں سے ...“ اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھڑاتے ہوئے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولی تو دایان نے پھر سے اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا، چونکہ وہ بیڈ کے قریب کھڑے تھے تو دایان نے اس کا دوپٹہ پکڑتے اس کے ہاتھ باندھنا شروع کیے۔۔۔ تحریم پہلے اس حرکت پہ بوکھلائی کہ وہ اس کے سامنے کب سے بنا دوپٹے کے تھی پھر اس بات پہ تحیر سے آنکھیں پھیلیں یہ کیا کرنے جا رہا تھا۔

ایک سرا اس کے ہاتھوں پہ باندھنے کے بعد دوسرے سرے سے اس کے منہ کو بند کیا۔ تحریم مارے حیرت کے اس کو دیکھتے گئی پھر اپنے ہاتھ پاؤں چلانے لگی لیکن وہ کافی مضبوطی سے باندھ چکا تھا۔۔ اس کی گرفت میں پھپھڑا کے رہ گئی۔

دایان نے اس کو زبردستی بیڈ پہ بٹھایا۔

” سنو غور سے اگر ہلی بھی تو ایسا کچھ کروں گا کہ افطاری تک صدمے میں رہو گی۔“ وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا تو اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

” یہ شادی یہ نکاح سب میری مرضی سے ہوا ہے اور پسند کرتا ہوں تمہیں۔۔۔ اور شادی بھی جلد ہی ہو گی 'میری مرضی سے ہی ہو گی۔ تم سے محبت کرتا ہوں یار۔“ اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو تھام کے وہ محبت و نرمی سے بولا جبکہ اب تحریم کو رونا آنے لگا کہ یہ کون سا طریقہ تھا محبت کا اظہار کرنے۔۔ منہ اور ہاتھ باندھے ہوئے پاؤں کے پاس خود بیٹھا ہوا تھا۔۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی گن پوائنٹ پہ بیٹھا کے اپنی محبت کی کہانی سنا رہا تھا۔

”ویسے تم کس بات پہ شادی سے منع کر رہی ہو۔۔؟“ اس کے ہاتھوں پہ نظریں جماتے ہوئے دایان کچھ حیرانگی سے بولا تو تحریم نے ایسے ہی منہ پھیرا۔

”چلو میں دور کر دوں گا ہر شکوہ۔۔۔ ٹھیک ہے، اب میں دوپٹہ منہ سے ہٹانے لگا ہوں لڑنا نہیں اوکے۔“ اٹھتے ہوئے دایان نے کہا تو تحریم آنکھوں میں غضب لیے اس کو دیکھنے لگی کہ بس تم کھول کے دکھاؤ۔۔

دایان لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ کو روکے آہستہ سے دوپٹہ اس کے منہ سے ہٹاتے ہوئے اچانک ہی غیر متوقع طور پہ شوخ بھری جسارت کرتا تحریم کو سکتے میں چھوڑ گیا۔ وہ جو اس کو سخت سنانے والی تھی وہیں حواس الٹ گئے اور کچھ بولنے کے قابل نہ رہی۔۔ اس کے ہاتھ کھولتے آہستہ سے اس کے کان کے قریب جھکتے معنی خیز سی سرگوشی کی کہ وہ کان کی لو تک سرخ پڑ گئی۔

”کوئی اور شکوہ ہوا تو بتانا ایسے ہی فرصت میں بیٹھے دور کروں گا۔“ اس کے ہاتھوں کو کھول کے نرمی سے سہلاتے ہوئے بولا تو تحریم اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتی پیچھے کی طرف دھکا دیتی ہوئی بھاگ کے واشروم میں جا کے بند ہو گئی۔۔۔ دروازے سے ٹیک لگاتے پسلیوں سے باہر آتے دل کو قابو میں کرنے لگی۔

”ایک تو واشروم میں جا کے ایسے چھپتی ہے جیسے وہ میرا کچھ بگاڑ لے گا، ابھی اندر آ سکتا ہوں میں۔“ دایان اس کی پھرتی دیکھتے وہیں کھڑے ہوتے بھرپور شرارت سے بولا تو اگلے ہی لمحے اس کو کلک کی آواز آئی یعنی وہ لاک لگا رہی تھی۔ دایان ہنستا ہوا اس کو باہر آنے کا کہتے آہستہ سے دوپٹے کو لبوں سے چھوتا ہوا کمرے سے باہر نکلا۔

اس کے جانے کے بعد تحریم آہستہ سے واشروم کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر آئی۔

”یہ دو تین ڈائلاگ مارنے آئے تھے بس۔۔۔ کوئی صفائی نہیں کوئی جواب شکوہ نہیں ہونہہ۔۔“ اس کی شرارت کا سوچتے ہوئے وہ پھر سے لال ہوگئی اور دایان کو کوستے ہوئے واپس بیڈ پہ لیٹ گئی اب نیند تو آنے سے رہی، اڑا کے جو جا چکا تھا وہ۔

جیسے جیسے وہ اس کو سوچتی مزید سرخ پڑتی جاتی۔۔ ”کتنے بے شرم ہیں۔“ بڑبڑاتی ہوئی کروٹ کے بل ہوئی سونے کا بھی ویسے کوئی فایدہ نہیں تھا کیونکہ سحری کا ٹائم ہونے والا تھا۔

••••••••••••••••••

دایان جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا تو دو چہروں کو دیکھ کے تو ڈر ہی گیا ایک پل کے لیے۔۔۔ دونوں سینے پہ بازو باندھے ہوئے دایان کو سنجیدگی سے گھورنے میں مصروف تھے۔۔۔

”کہاں سے آرہے ہو؟“ میران نے تیکھی نظروں سے پوچھا تو گڈو نے بھی اس سوال پہ سر ہلایا جیسے وہ بھی پوچھ رہا ہو۔

” نظر کہیں بیچ دی ہے۔۔۔ بیوی کے کمرے سے...“ ڈھیٹ بن کے جواب دیا گیا ساتھ ہی بنا کوئی بات کیے اور ان کے منہ لگے کمرے میں گھستے کھٹاک سے دروازہ بند کیا۔

” عزت ہی نہیں ہے۔۔۔“ گڈو میران پہ افسوس کرتا ہوا بولا تو میران نے اس کو دھموکا جڑا ایک کمر پہ کہ وہ کراہتا ہوا کمرے کی طرف گیا۔

•••••••••••••••

صبح کے دس بجے تحریم تیار سی سیڑھیاں اتر رہی تھی جب لاونج میں بیٹھے دایان کی نظریں اس کی جانب اٹھیں۔۔ لیمن کلر کے شارٹ فراق پہ خوبصورت سی فلیٹ چپل پہنے کندھے پہ بیگ لٹکائے کہیں جانے کی تیاری میں تھی۔

” چلیں چاچو۔۔۔!“ دایان کو اگنور کرتے ہوئے وہ علیم سے بولی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”بھائی کہاں جا رہے ہیں، میں لے جاتا ہوں اس کو آپ کو کام ہونگے۔“ دایان فوراً کھڑا ہوتا بولا تو علیم کے کچھ کہنے سے پہلے ہی تحریم بول اٹھی۔۔

”نہیں چاچو آپ جلدی لے جائیں گے ویسے بھی ان کو تیار ہونے میں دیر لگے گی آپ آئیں۔“ وہ عجلت میں بولی تو دایان نے گھور کے اس کو دیکھا۔ علیم بھی دونوں کو دیکھ کے مسکراتا ہوا تحریم کو لیے باہر کی جانب بڑھا لیکن جاتے جاتے دایان کو حوصلہ دے گیا کہ واپسی پہ وہ پک کر لے گا اس کو۔

نگی پراندہ گھماتے ہوئے کیچن سے باہر آئی اور پھپھو کے کمرے کی طرف جاتی ہوئی اشنا کو پکارا جس پہ وہ رک کے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

”یہ آج کتنا ٹائم گزر گیا ہے میں نے کوئی سٹوری نہیں لگائی تو زرا اچھی سی پک بنا دیں۔“ موبائل اس کو تھماتی ہوئی وہ عجلت میں نظر آئی تھی۔۔ اشنا تاسف میں سر ہلاتی ہوئی اس کی پک بنانے لگی جب اچانک پیچھے سے تین لڑکے نمودار ہوئے۔۔۔ تیمور نیچے مرغا بن کے بیٹھ گیا۔ میران اور گڈو ایسے پوز بنا کے کھڑے ہوئے جیسے وہ عملی پیار کا مظاہرہ کرنے والے تھے۔ میران کی اس حرکت کو دیکھتے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ایک میچور پڑھا لکھا لڑکا تھا۔ اُشنا تو تینوں نے پوز دیکھ کے ہنسی ضبط کرتی ہوئی نِگی کی تصویریں بنانے لگی۔

”ساتھ ساتھ لگاتی جاؤں۔۔!“ اُشنا نے پوچھا تو ساتھ ہی نِگی نے سر ہلایا۔

جیسے جیسے وہ اس کی تصویر بناتی جا رہی تھی ویسے ویسے لڑکوں کے پوز چینج ہوتے جا رہے تھے۔

”تھوڑا دور رہ کے بناؤ۔۔۔ ابھی تم میری عزت پہ حملہ کر دیتے۔“ گڈو میران کو زیادہ قریب ہوتے دیکھ بولا تو میران نے زبردستی اس کو کمر سے کھینچتے خود کے قریب کیا۔

"کیوں بیگم اتنے سے ہی ہلکان ہو رہی ہو۔۔۔" میران لوفرانہ انداز میں بولا تو گڈو کو کراہیت سی محسوس ہوئی لیکن پھر بھی شرماتے ہوئے اس کے سینے میں منہ چھپا گیا۔

"سستے عاشق۔۔" میران کہتا ہوا کہیں اور ہی خوابوں میں پہنچ کے اس کو باہوں میں لے گیا۔ تو اُشنا کی اس سین پہ ہنسی کا پھوارا پھوٹ گیا۔

وہ چاہ کے بھی خود کو روک نہ پائی تھی۔ نِگی نے نا سمجھی سے دیکھا تو پیچھے رومانوی فلم چل رہی تھی جس میں میران گڈو کو بس گود میں اٹھانے والا تھا۔

"ہائے اللہ یہ کیا ہو رہا تھا۔۔۔" نِگی ہکا بکا سی ان کی حرکتوں کو دیکھ کے دل تھام گئی۔

"ہاہا پیار کر رہے ہیں۔۔" تیمور چھوٹے سے ہاتھ منہ پہ رکھتا ہوا بولا تو نِگی نے دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھا پھر کچھ خیال آنے پہ اُشنا سے اپنا موبائل لیا تو دیکھا کہ ہر ایک تصویر میں ان کے چھچھورے پوز نظر آ رہے تھے۔۔۔ نِگی اپنا سر تھام گئی۔۔ ایک تو سب نے اسی کے اکاؤنٹ پہ ساری بونگیاں مارنی ہوتی تھیں۔۔۔

....

علیم کے کہنے پہ دایان گاڑی کی کیز اٹھاتا ہوا تحریم کو لینے جانے لگا تو پیچھے سے زوئلہ چچی کی پکار پہ رک گیا۔

"یہ مجھے بہت تنگ کر رہی ہے تو اس کو ساتھ لے جاؤ، باقی سب بازار چلی گئیں ہیں۔" زوئلہ چچی مہرو کو گود میں پکڑے مسکرا کے التجا کرنے لگیں تو دایان چاہ کے بھی انکار نہ کر پایا یہ کہہ کے کہ اسے بچے نہیں اٹھانے آتے۔۔

"آپ ایسا کریں میں گاڑی نکالتا ہوں اس کو پھر میری گود میں پکڑا دیجیے گا..." وہ کہتا ہوا جانے لگا تو چچی نے عجیب نظروں سے دیکھا۔

” دایان مجھے کام ہیں اندر اتنا وقت نہیں کہ اس کو تمہیں باہر تک پکڑاتی آؤں پکڑواسے اور بٹھا دینا، خاموشی سے بیٹھ جاتی ہے...“ چچی نے اس کی بنا سنتے مہرو کو دایان کی گود میں پکڑایا کہ وہ ہڑبڑا سا گیا، اس کی ارے ارے سننے کے باوجود وہ اندر چلیں گئیں اور دایان ہونق بنا وہاں کھڑا رہا۔۔

” اب صحیح طریقہ کیا ہے پکڑنے کا۔۔“ مہرو کی ٹانگیں نیچے کو جھول رہی تھیں اور خود وہ سیدھا ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ دایان نے کچھ نہ سوچتے ہوئے مہرو کو گود سے نیچے اتارا تو وہ کھڑی ہو گئی۔۔ چلنا پھرنا آتا تھا اس کو تو اس کے پینٹ کو تھامے اس کے سہارے کھڑی تھی۔

دایان نے انگلی اس کی جانب بڑھائی تو مہرو تھام کے اس کے ساتھ چلنا شروع ہوئی۔۔ ایک خوبصورت مسکراہٹ نے دایان کے لبوں کو چھوا۔۔ ایک عجیب سا احساس گدگدانے لگا تھا۔

گاڑی کا دروازہ کھولتے مہرو کو فرنٹ سیٹ پہ بیٹھایا اور جلدی سے خود ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا۔

مہرو اب اپنی جگہ ٹک نہیں تھی رہی تو بار بار اس کی طرف ہمکنے لگی کہ اس کو پکڑے وہ۔۔ دایان سرد آہ بھرتے ہوئے اس کو اپنی گود میں بٹھا گیا کہ یہاں پاس ہی بیٹھ جائے۔۔ پہلے وہ تھوڑا جھجک اور شرما رہا تھا لیکن اب مسلسل اس کی شرارتیں دیکھ کے مسکرا رہا تھا۔

علیم کی بتائی ہوئی جگہ پہ پہنچا تو تحریم کالج کے باہر کھڑی کسی لڑکی سے مسکرا کے بات کر رہی تھی، اپنی گاڑی کو دیکھتے وہ اس لڑکی کو ہاتھ ہلاتی کوئی گاڑی میں بیٹھی۔۔ بنا ڈرائیونگ سیٹ پہ براجمان دایان کو دیکھتے اس کی سیدھا نظر مہرو پہ ٹکرائی تو جھک کے آگے ہوتے اس کے رخسار پہ زبردستی بوسہ لیا جس پہ وہ چیخ پڑی۔۔ چیخ تو تحریم کی بھی نکلنے والی تھی رات والی خوشبو کو محسوس کرتے۔۔ اس نے بیٹھے شخص کو دیکھا تو دایان کو علیم کی جگہ پاتے مسکراہٹ سمٹ گئی لب آپس میں سختی سے پیوست ہوئے۔

تحریم بنا کچھ کہے سیدھی ہو کے بیٹھ گئی۔۔۔ علیم سے اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ آج بھی وہ ٹیسٹ کے چکر میں ہی یہاں آئی تھی۔ اب یہ کون سا والا تھا اسے نہیں معلوم تھا۔

”کیسا ہوا ٹیسٹ پھر۔۔۔؟“ دایان نے بات شروع کرنا چاہی تو تحریم نے سر جھٹکا۔

”آپ سے مطلب۔۔!“ وہ ناگواریت سے بولی۔

”مجھ سے ہی تو مطلب ہیں سب۔۔۔ بتاؤں کیا!“ وہ زومعنیت سے کہتا ہوا اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھنے لگا جو اس کی ہلکی سی بات پہ بلش کر گئی تھی۔

”آپ مجھ سے بات نہ کریں تو اچھا ہے، میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔“ وہ رکھائی سے بولی تو اس کے لب و لہجہ کو نوٹ کرتے دایان کو اچھنبا ہوا کہ ایسا کیا ہوا تھا جو وہ ایسی باتیں کر رہی تھی، ابھی رات میں وہ اس سے واضح الفاظوں میں اپنی محبت کا اظہار کر آیا تھا پھر بھی یہ بات۔۔۔

”کیوں تعلق نہیں مجھ سے، آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔“ دایان نے گاڑی خالی جگہ پہ روکتے سرد لہجے میں پوچھا تو تحریم اس کے اچانک لہجہ بدلنے پہ حیران ہوئی اندر سے تھوڑا ڈر بھی جاگا کہ وہ تو گھر پہ تھی ہی نہیں، نظر اس کی گود میں بیٹھی گڑیا پہ گئی تو حوصلہ ہوا لیکن حوصلہ اگلے پل ہوا جب زہن میں آیا نہ بچی اس کو کہاں بچا سکتی تھی اس سے۔۔۔

”میرا مسئلہ آپ ہیں۔۔ اور آپ یہ جو حق جتاتے ہیں نا مجھ پہ کسی اور پہ جا کے جتائیں جو آپ سے لمبی لمبی باتیں کرتی ہے۔“ وہ بھی سختی سے بولی کہ دایان کے ماتھے پہ شکنیں واضح ہوئیں۔

" حق اس پہ جتایا جاتا ہے جو اپنا ہو، ویسے بھی تم تو میری بیوی ہو۔۔ اور بھی بہت سے حقوق و فرائض ہیں تو مجھے سبق نہ ہی سکھاؤ بہتر ہے۔" دایان اپنا رخ اس کی جانب موڑتا اس کے بازو کو تھامتا ہوا سرد لہجے میں بولا کہ تحریم سہم کے اس کو دیکھنے لگی۔

" چھوڑیں مجھے آپ۔۔۔ اور جا کے اسی سے شادی کریں جس سے پیار کے دعوے کر رکھے ہیں، اور کوئی حق نہیں ہے آپ کا مجھ پہ۔" اپنا بازو اس کی نرم گرفت سے میں چھڑاتے ہوئے وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو دایان نے گہرہ سانس بھرتے خود کو نارمل کیا' یہ لڑکی جان بوجھ کے اس کے غصے کو ہوا دے رہی تھی۔

" حقوق تو بہت سے نکلتے ہیں کچھ رات کو واضح بھی کر چکا ہوں۔۔ اور کون سے پیار کے دعوے؟ جہاں تک مجھے یاد ہے جس سے وعدے' دعوے کیے ہیں وہ اب میرے نکاح میں ہی ہے۔" دایان کا پل میں لہجہ شریر ہوا تو کچھ زومعنیت سا بولا جس پہ تحریم آگ بگولہ ہوئی۔

" تو پھر آپ کو ایسے ہی شوق ہے شاید گرل فرینڈز رکھنے کا اور ان سے شادی کے وعدے کرنے کا۔" وہ بھی اب بھرپور طنزیہ بولی جواب کی بار دایان کو بالکل بھی نہ سمجھ آیا۔۔

آخر یہ لڑکی کیا سوچ رہی تھی اس کے بارے میں' ایسا تو کچھ بھی نہیں۔

"کیوں تمہیں جیلیسی ہو رہی ہے۔۔" بنا اس کی بات کا پس منظر سمجھتے ہوئے وہ اس کو چھیڑنے کے غرض سے بولا لیکن یہاں کس کو معلوم تھا کہ وہ اس معاملے میں حساس ہوئی بیٹھی تھی تبھی اس کی بات سنتے ہی ایک شکوہ نگاہ اس کی طرف اٹھائی۔۔ دایان کے لبوں پہ شریر مسکراہٹ مچل رہی تھی لیکن غور کس نے کرنا تھا۔۔ اچانک دایان کے لبوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی اور آنکھوں میں فکر جاگی، کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا کیونکہ تحریم اب باقاعدہ رونا شروع ہو گئی تھی۔

” ہیے۔۔ کیا ہوا میں مزاق کر رہا تھا ایسا کچھ بھی نہیں' رو کیوں رہی ہو۔“ وہ حقیقتاً پریشان ہوا تھا کیونکہ اس کو اس کے رد عمل کی توقع نہیں تھی اور اس بات سے بھی بے خبر تھا کہ وہ کیا سوچ رہی تھی۔

دایان نے آگے بڑھتے اس کو تھامنا چاہا جب وہ بدک کے پیچھے ہٹی۔

” ہاتھ نہ لگائیں مجھے۔۔“ وہ چیخی تھی اور اسی چیخنے چلانے میں مہرو کا منہ بھی رونے والا ہو گیا۔

” تمہاری ایسی کی تیسی۔۔۔“ دایان اس کے ٹوکنے پہ گھورتے ہوئے اس کی طرف بڑھا جب مہرو رونا شروع ہو گئی۔ تحریم نے اس کو روتا دیکھ خود کی گود میں بٹھایا اور کندھے کے ساتھ لگایا۔

” پہلے خود تو چپ ہو جاؤ۔۔ اور رونے والی بات کیا ہے۔“ دایان سچ میں جھلا کے بولا تو وہ اس کو کاٹ کھانے کو دوڑی۔

لیمن کلر کے ڈریس پہ روئی روئی آنکھیں سرخ ہوتی ناک اور ہونٹ۔۔۔ دایان نے پل بھر کو دلچسپی سے دیکھا۔۔

” آپ کو اس سے کیا۔۔۔ مجھے گھر چھوڑ کے آئیں۔“ وہ رونے کے درمیان بولی تبھی اچانک موبائل رنگ کرنا شروع ہوا تو دایان نے سامنے ڈیش بورڈ پہ رکھا اپنا موبائل دیکھا جہاں ’ہنی کالنگ‘ لکھا آ رہا تھا۔۔ یہ ویڈیو کال تھی۔۔ تحریم کے آنسوں مزید روانی سے بہنا شروع ہوئے۔۔ دایان نے اس کی جانب دیکھا جو آنکھوں میں شکوے لیے اس کو دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو اسی سے وعدے کیے تھے نا شادی کے ہونہہ۔۔۔

دایان نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کال پک کی، تحریم کو اس بات پہ بھی مزید رونا آیا کہ اس کے رونے کو نظر انداز کرتے وہ اب دوسری کو ترجیح دے رہا تھا۔۔

تحریم کا رونا تھما جب سپیکر سے آنے والی آواز پہ وہ چونکی پھر بے یقینی سے موبائل سکرین کو دیکھا، اور پھر دایان کو' جو گہری سانس بھرتا خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتا دوسری طرف کا حال احوال پوچھ رہا تھا۔

” کہاں ہو ابھی؟“ دوسری جانب سے سوال کیا گیا۔۔

” تمہاری بھابھی کے ساتھ.... “دایان سرد آہ کھینچتا ہوا بولا تو تحریم بھابھی لفظ پہ چونکی۔۔یعنی۔۔۔!!!!

••••••••••••••••••

” کہاں ہوا بھی؟“ دوسری جانب سے سوال کیا گیا۔۔

” تمہاری بھابھی کے ساتھ.... “دایان نے سرد آہ کھینچتا ہوا بولا تو تحریم بھابی لفظ پہ چونکی۔۔یعنی۔۔۔!!!!

یعنی یہ کوئی لڑکا تھا۔ جس کو وہ لڑکی سمجھ رہی تھی، لیکن کوئی لڑکے سے ایسے پیار محبت والی باتیں کیوں کرے گا۔

” اچھا باہر آئے ہو، ساتھ ہی ہیں تو تھوڑا تعارف ہی کروا دو... “وہ مخصوص انگلش ایکسینٹ میں بولا تو تحریم خجل سی ہو گئی۔ دایان نے اس کی فرمائش پہ تحریم کو ایک نظر دیکھا جو اپنے آنسوؤں پہ قابو پا چکی تھی۔ اس سے نظریں چراتی اب وہ مہرو کے ساتھ بات کر رہی تھی۔۔

” ابھی تو نہیں گھر جا کے کرواتا ہوں بات۔ “موبائل پہ نظریں مرکوز کیے وہ بالوں پہ ہاتھ پھیرتے بولا تو تحریم نے اپنا سر جھکا لیا ضرور وہ اس کی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بولا تھا۔

” تم بتاؤ تمہاری مسز کہاں ہے؟ “گاڑی کو دوبارہ سے سٹارٹ کرتے ہوئے سامنے موبائل سیٹ کیا تو اس سے ہلکی پھلکی بات کرنے لگا۔

” ناراض ہے وہ آج کل تمہاری وجہ سے، تمہارا انتظار ہو رہا تھا کہ تم جلدی سے آؤ، اپنی مسز سے بھی نہیں ملوایا تم نے اس کو۔ “ہنی منہ بنا کے بولا تو دایان ہلکا سا ہنس دیا۔

”گھر جا کے میں تم دونوں کی تفصیل ملاقات کرواتا ہوں اپنی مسز سے، ابھی ڈرائیو کر رہا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ “الوداعی کلمات کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔ تو گاڑی میں بے معنی سی خاموشی چھا گئی، اس خاموشی میں بس تحریم کی بالیوں کی آواز تھی جن سے مہرو چھیڑ خانی کر رہی تھی۔

"یہ آپ کے دوست تھے۔۔" تحریم نے جھجک کے بات شروع کرنا چاہی، دایان نے اس کے سوال پہ نگاہ اس کی طرف اٹھائی تو وہ ایسے ہی مہرو کے ساتھ مصروف بے نیاز سی نظر آئی، اس کے لب ہلکی سی مسکراہٹ دکھاتے ساکت ہوئے۔

"ہوں۔۔۔" وہ بس سر ہلا گیا۔

"آپ کے ساتھ کینیڈا ہوتے ہیں!" اگلا سوال اسی مدھم آواز میں پوچھا گیا۔ اس پہ بھی دایان نے کچھ نہ کہا بس سر ہلایا۔ تحریم سمجھتے ہوئے کچھ پل خاموش رہی پھر توقف کے بعد بولی۔

"ان کا نام ہنی ہے، لیکن یہ تو لڑکیوں کا نام نہیں ہوتا۔" دل میں مچلتا سوال آخر لبوں پہ لائی تو اس کے گزرے رویے کی دایان کو اب سمجھ آئی یعنی اکثر جب وہ بات کرتا تھا ہنی سے تو اس کو لگتا کہ یہ لڑکی ہے۔ اتنی جلدی تو معاف نہیں کرنا تھا اس نے اس بے اعتباری پہ۔

"حنان 'حنان نام ہے اس کا، نک نیم ہنی ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو تحریم کو شرمندگی ہونے لگی۔ اس کے بعد گاڑی میں مزید کوئی بات نہ ہوئی تھی، اس کی خاموشی اب تحریم کو کھل رہی تھی۔

دایان نے گھر کے گیٹ کے سامنے گاڑی کھڑی کی تو تحریم باہر نکلنے لگی، مہرو اس وقت سو چکی تھی۔۔ اس کو آہستہ سے گود میں اٹھاتے ہوئے وہ اندر بڑھی تو دایان گاڑی سے اس کی ایک چیزیں اٹھاتا باہر نکلنے لگا لیکن نظر سیٹ پہ پڑی ایک بالی کی طرف گئی۔ سلور کلر کی خوبصورتی سی بالی ہاتھ میں تھامے اس کو پاکٹ میں رکھا اور اس کا بیگ تھامے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ اندر گیا تو لڑکیاں صوفوں پہ اپنا اپنا سامان بکھیر کے بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ تحریم ان میں نہیں تھی۔ تحریم اس کو چچی کے کمرے سے نکلتی ہوئی نظر آئی لازمی وہ مہرو کا لیٹا کے آ رہی تھی۔ میران وہاں صوفے پہ لیٹا ہوا اُشنا کو تاڑنے میں مصروف تھا۔ ساتھ ساتھ اس کی لائی ہوئی چیزوں کی تعریف بھی کر رہا تھا۔ تیمور اس کے اوپر بیٹھا

موبائل میں گیم کھیل رہا تھا۔۔ دایان اسی صوفے پہ اس کی پاؤں کی جانب بیٹھ گیا۔ تحریم نے سامنے ٹیبل پہ اپنی چیزیں دیکھیں تو ان کو اٹھاتی ہوئی کمرے میں چھوڑنے چلی گئی۔ پانچ منٹ میں واپس آئی تو دایان کے بالکل ساتھ والے صوفے پہ بیٹھ گئی۔ ارارہ اب اپنا رویہ ٹھیک کرنے کا تھا جو وہ کچھ دنوں سے خراب کر کے بیٹھی تھی۔

"کیا کیا لائی ہو۔۔۔؟" تحریم نِگی سے بولی تو اپنی چیزیں دکھانے لگی اور ساتھ ساتھ چھوٹی چیزیں بھی جو وہ اس کے لیے بھی لائی تھی۔

"اُشنا جی نے اور آپ کی ساس نے شادی کا جوڑا دیکھا تھا بہت خوبصورت تھا جی۔۔ بالکل پری والا۔" نِگی چیزیں دکھاتی دکھاتی ساتھ ہی بولی تو اُشنا نے اس کے بازو پہ تھپڑ مارا جبکہ تحریم چونکی۔ 'میری شادی' وہ حیران کن نظروں سے سامنے بیٹھی اپنی ساس کو دیکھنے لگی تو مسکراتی ہوئی کپڑے تہہ کر رہی تھیں۔

"میری شادی کہاں سے آ گئی بیچ میں۔" تحریم زبردستی مسکراتی ہوئی اُشنا کو گھورتی ہوئی بولی جبکہ دایان نے بس ایک لاپرواہ سی نظر اس پہ ڈالی۔

"یہی تو ہے بیچ میں کہاں سے آنی ہے بیٹے، عید کے بعد آپ کی رخصتی ہے 'تیاری پکڑ لیں اب بس۔" کسی کے بولنے سے پہلے ہی مسز ثاقب ہلکا سا ہنس کے بولیں تو تحریم نے دایان کو کن اکھیوں سے دیکھا پھر ایسے ہی چاروں اطراف میں نظر دوڑائی امی کہیں نظر نہ آئیں۔

وہ ان میں بیٹھی اب ان کی باتوں کے ہلکے پھلکے جوابات دے رہی تھی ساتھ مسکراہٹ لبوں پہ ایسے چپکائی تھی جیسے اس کو ہٹانے سے کوئی انہونی ہو جائے گی۔

سب کو ایسے ہی لگا کہ وہ شادی کی بات سن کے نارمل ہو گئی ہے، کوئی اعتراض نہیں اس کو جبکہ۔۔۔ !!!

……

اس کے بعد دو دن تو اس کو امی کبھی اکیلے میں نہیں ملی تھیں کہ وہ ان سے بات کر پاتی آج وہ کمرے میں موجود تھیں تو وہیں گھس گئی۔

"میری رخصتی مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔ کب مجھے بتا کے آپ لوگ ایسے خطرناک سرپرائز دینا بند کریں گے، ادھر میری ساس بیٹھیں مجھے بتا رہی تھیں کہ عید کے بعد میری رخصتی ہے اور ان کی موجودگی میں کسی کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی، اپنا غصہ کنٹرول کر کے بیٹھی تھی اور وہ میسنی دونوں لڑکیاں میری شادی کی بھر بھر کے شاپنگز کر رہی ہیں' آہ۔۔۔ میں کہاں جاؤں۔" اپنی ماں کے کمرے میں دھڑلے سے داخل ہوتی ہوئی جیسے ہی بولنا شروع ہوئی پھر چپ ہونا ہی بھول گئی جبکہ عارفہ امی اس کی بونگیاں بے زاریت سے سن رہی تھیں جیسے ان کو فرق پڑھنے والا تھا۔

"ہو گیا۔۔۔ چلو یہ تہ ہوئے کپڑے کبرڈ میں رکھنا شروع کرو۔" انہوں نے سنجیدگی سے آرڈر دیا تو وہ حیرتوں کے سمندر میں غرق وہیں منہ کھولے کھڑی رہی' یعنی اس کی اتنی لمبی تقریر کا اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"لائیں دیں ادھر..." مردہ قدموں سے چلتی ہوئی وہ کپڑے کی پکڑے الماری میں سیٹ کرنے لگی۔

"یہ دایان' میران اور گڈو کے بھی ہیں ان کو بھی سیٹ کر کے رکھ آؤ۔" دوسرے تہ شدہ کپڑوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولیں تو سب سے پہلے اس نے میران اور گڈو کے اٹھائے کہ دایان کے بعد میں کوئی اور رکھ دے گا۔

"پہلے یہ اٹھاؤ نا دایان کے کپڑے وہ رکھ کے آؤ..." عارفہ امی نے اس دوسرے کپڑے اٹھاتے دیکھا تو فوراً گھر کا جس پہ وہ منہ بنا گئی، کیونکہ وہ اس سے بچنا چاہ رہی تھی اور امی جان کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی تھیں۔۔

نروٹھے انداز میں آگے بڑھتی اس کے کپڑے اٹھاتی ہوئی سیڑھیاں چھڑنے لگی جب اپنی عادت کے مطابق نیچے آتے دایان نے ٹکرانا ہوا۔

”دھیان کہاں ہوتا ہے تمہارا۔۔۔؟“ اب کی بار نرمی سے کہنے کے بجائے وہ سرد لہجے میں بولا تو تحریم ٹھٹکی۔ شرمندگی سے سر جھک گیا۔

”سوری بس وہ۔۔۔“ وہ نادم ہوتی بولی تو دایان نظر انداز کرتا ہوا سیڑھیاں اترنے لگا لیکن جاتے ہوئے اس کا جملہ کان سے ضرور ٹکرایا۔

”جان بوجھ کے ٹکرانے کا شوق ہے بس۔“ اس جملے سے تحریم کو تو آگ ہی لگ گئی لیکن اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کے اس کو کچھ کہتی وہ جا چکا تھا شاید باہر لان میں۔

”بس اتنی بھی کیا اب اکڑ ہے انسان میں، غلط فہمیاں ہو ہی جاتی ہیں انسان سے 'مجھ سے بھی ہو گئی کہ ایک لڑکے کو لڑکی سمجھ بیٹھی۔ میں شرمندہ ہوں یہ نظر نہیں آرہا ان کو۔۔ اپنا رویہ بدل کے بیٹھ گئے ہیں مجھ سے، جیسے مجھے پرواہ ہے اس کی۔“ غصے سے اس کے کمرے کا دروازہ کھولتے بیڈ پہ پھینکنے کے انداز میں کپڑے رکھے اور بڑبڑاتی گئی۔۔۔ الماری کا دروازہ کھولے پٹخ پٹخ کے اندر کپڑے رکھنے لگی۔

”سہی کہا تمہیں کہاں پرواہ ہے میری، تمہیں تو بس اپنی سوچی ہوئی باتوں پہ یقین ہے دوسرا چاہے جائے بھاڑ میں۔“ تبھی اپنے پیچھے سے سرد سپاٹ لہجہ میں کی گئی بات پہ وہ ہڑبڑا کے پلٹی۔ اس کی چہرے ہی جانب دیکھتے ایک سرد سی لہر جسم میں سرایت کر گئی۔ اس کے الفاظوں پہ غور کیا تو ایک بار پھر شرمندگی نے آن گھیرا۔

”نہیں ایسی بات نہیں وہ میں بس۔۔۔“ اسے سمجھ نہ آئے اب کہ کیا کہے تبھی نظریں چرا گئی۔

”خیر مجھے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تم کیا سوچتی ہو۔۔ بابا سے بات کروں گا اس بارے میں اب کہ تم شادی کے لیے تیار نہیں۔“ اس کے حد درجہ سنجیدہ لہجے سے وہ تڑپ کے رہ گئی اب اس کا یہ مطلب بھی نہیں تھا۔۔ وہ تو شاید زیادہ ناراض کر گئی تھی دایان کو جو اب اس سے مسکرا کے بات بھی نہیں کرتا تھا۔

”کچھ دیر میں ہنی کی کال آنے والی ہے، اس دن بھی بات نہیں ہو پائی تھی تو زرا تمیز سے اس سے بات کر لینا' اس کو تمہارے اعتراضات کا کچھ معلوم نہیں اور میں نہیں چاہتا کہ اسے بھنک بھی پڑے۔۔“ دایان کہتا ہوا صوفے پہ جا کے بیٹھ گیا جبکہ لفظ 'تمیز' پہ تحریم نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔

”میں نے کب بدتمیزی کی آپ سے جو ایسا کہہ رہے ہیں۔“ اس کا لہجہ شکوہ لیے ہوئے تھا دایان نے موبائل سے نظریں اٹھاتے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا جو خفگی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں سے خائف ہوتی تحریم نے اپنا رخ موڑ لیا۔

”کیسے ہو ہنی۔۔؟“ تحریم خاموشی سے کبرڈ میں کپڑے رکھ رہی تھی جب ہنی کی کال آنے پہ دایان نے پک کی۔۔

”میں تو اب تمہیں نظر نہیں آؤں گی نا۔۔۔ مسز جو آ گئی ہے تمہاری اب۔“ نسوانی آواز پہ تحریم چونکی کہ اس کے ہاتھ پل بھر کو تھمے تھے۔

”تمہارے شکوے کبھی میں کیا یہ ہنی بھی دور نہیں کر سکتا۔۔“ دایان سر جھٹک کے بولا تو ہنی قہقہہ لگا اٹھا۔

”تم چپ ہی رہو اور دکھاؤ مجھے مسز دایان ثاقب۔۔“ وہ لڑکی انگلش میں بولی تو دایان نے اچانک ہی تحریم کو دیکھا جو ان کی طرف ہی متوجہ تھی، اچانک دیکھے جانے پہ وہ سٹپٹا کے رخ بدل گئی اور ان سے انجان ہو گئی جیسے وہ وہاں تھی ہی نہیں۔۔

خاموشی سے اس کی کبرڈ کو ایسے ہی چھاننے لگی تو دایان نے گہری سانس بھری اور دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔

”وہ بات نہیں کرنا چاہتی' اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ابھی تو پھر کبھی کروا دوں گا...“ دایان نے فوراً سے بیشتر چالاکی دکھائی جس پہ تحریم کڑھ کے رہ گئی اب وہ ان لوگوں کے سامنے اس کو نخرے اور Attitude والا شو کروا رہا تھا۔

”اوہ! دایان کہیں تم بہانہ تو نہیں بنا رہے کل بھی تم نے بات نہیں کروائی تھی۔“ دوسری طرف موجود لڑکی نے مشکوک ہوتے پوچھا۔

”جی یہ بہانہ ہی بنا رہے ہیں ورنہ میں تو یہی ہوں۔“ اس سے پہلے دایان کچھ کہتا تحریم خود اس کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھی دانت پیس کے بولی۔

”جی السلام علیکم! میں تحریم دایان۔۔ ان کی وائف۔۔“ وہ دونوں تحریم کے اچانک بولنے پہ خاموش ہو گئے اور اس کو دیکھنے لگے جواب گھبراہٹ میں ان کو ہی دیکھ رہی تھی جیسے کچھ غلط کہہ دیا تھا۔

”تم تو بہت پیاری ہو۔“ پہلے ہنی کی مسز بولیں تو ہنی کو ہوش آیا اور وہ اس بات کی تائید کرنے لگا۔

”دایان تم کیوں جھوٹ بول رہے تھے۔۔۔۔؟“ ہنی کی مسز کڑھے تیوروں سے پوچھنے لگیں تو وہ گڑبڑا گیا لیکن پھر قدرے ریلیکس ہو کے کچھ کہنے لگا لیکن اس سے پہلے ہی تحریم بول اٹھی۔

”ان کی شاید زبردستی شادی ہوئی ہے نا تبھی میرا اتنا ذکر نہیں کرتے یہ۔“ تحریم نے طنز سے بھرپور کہا اور جتاتی ہوئی نظر دایان پہ ڈالی۔

”زبردستی! لیکن یہ تو روز ہی تمہارا ذکر کرتا تھا۔“ ہنی کی وائف نے اچھنبے سے کہا اور تیکھی نظروں سے دایان کی طرف دیکھا۔

”تمہیں لگتا کہ مجھ سے زبردستی کی جا سکتی ہے۔۔!“ دایان نے الٹا سوال کیا تو انہوں نے ریلیکس انداز میں سر ہلایا کہ دایان ٹھیک کہہ رہا تھا۔

”اور بتاؤ تم اپنے بارے میں پیاری لڑکی۔۔۔“ اب وہ تحریم سے بولی تو پیاری لڑکی کے خطاب پہ وہ جھینپ گئی ساتھ ہی سرخی چہرے پہ نمایاں ہوئی۔

"یہ تم کر لو تعریف، شرما گئی میری اہلیہ۔" دایان نے سنجیدگی سے کہا تو دوسری جانب سے دونوں کے قہقہے سنائی دیے جس پہ تحریم نے خفیف سا گھورا۔

ایسے ہی تحریم چھوٹی چھوٹی باتوں کا مسکرا کے جواب دینے لگی جب اچانک وہ اچھل پڑی، ہنی کی وائف ایلا نے حیرانگی سے پوچھا کہ کیا ہوا تو وہ دایان کو دیکھ کے نفی میں سر ہلا گئی جو سنجیدہ شکل بنائے موبائل سکرین کو دیکھ رہا تھا، پھر تحریم نے دوسری سائیڈ اپنی کمر کی طرف دیکھا جہاں دایان کا ہاتھ موجود تھا۔

"ہاتھ ہٹائیں۔" بظاہر مسکراتے لیکن دانت پیستے ہوئے وہ بولی تو دایان نے سن کے بھی ان سنا کر دیا۔

"مجھے ضروری کام ہیں میں آپ سے پھر بات کروں گی۔" کال کے دوران ہی اس کی بے باکیاں جب بڑھنے لگیں تو تحریم معذرت کرتے جانے لگی لیکن دایان کے ہلکا سا کھینچنے پہ اس پہ ہی جا گری، اسے بالکل بھی امید نہ تھی کہ دایان دوران کال ایسی حرکت بھی کرے گا۔ وہ بری طرح گھبراتی ہوئی اس پر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن وہ ہنوز شرارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کو جبکہ ایک ہاتھ میں اس کا موبائل تھا۔

"ہمیں بھی ضروری کام ہیں تو کال بند کرتے ہیں۔" ایلا گلا کھنگالتے ہوئے کہہ کے کال بند کر گئی تو دایان نے موبائل سائیڈ پہ رکھا اور پوری طرح سے تحریم کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیا کہہ رہی تھی کہ زبردستی ہوئی ہے میرے ساتھ۔" خود پہ جھکی تحریم کی کمر پہ دونوں ہاتھ ٹکاتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"مجھے نہیں پتا اور یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔۔۔ چھوڑیں!" اس کی گرفت میں وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپی تھی۔ دایان نے مزید اس کا جھکاؤ خود پہ کیا تو وہ اس کی گود میں گرتے گرتے بچی۔ اس نے دایان کے ہی کندھے کا سہارہ لیتے ہوئے فاصلہ بنایا۔

” شرم نہیں آتی آپ کو، روزے کی حالت میں ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔“ اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے وہ اپنا پورا زور لگا کے اس سے پیچھے ہونے میں کامیاب ہوئی تو اس کو شرم دلانی چاہی۔

” کوئی غلط حرکت نہیں کی تھی، بس زوجہ سے ہلکی پھلکی شرارت کر رہا تھا میں تو۔“ آنکھوں کے ساتھ لبوں پہ مچلتی شرارتی مسکان' تحریم نے اس کو گھورا لیکن وہ اثر کیے بنا صوفے سے اٹھا اور قدم اس کی جانب بڑھائے۔

اپنی طرف بڑھتے قدم دیکھتے ہوئے تحریم کی دھڑکنیں سست سی ہونے لگیں اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا وہ گولی کی سپیڈ سے کمرے سے بھاگی اور اپنے کمرے میں جا بند ہوئی۔ پیچھے وہ دلفریب مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بیڈ پہ گر گیا۔۔ ارادہ تھوڑی دیر سونے کا تھا اب۔ اس نے بھی سوچ لیا تھا کہ جب تک وہ اس کو منائے گی نہیں' یہ اس کو تنگ بھی نہیں کرے گا اور نہ ہی سیدھے منہ بات کرے گا۔ لبوں پہ مسکان سجائے کمرے کی لائٹس آف کیے اوندھے منہ لیٹ کے آنکھیں بند کر گیا۔

....

آج پورے ہفتے بعد نعیم صاحب گھر موجود تھے اور ان کے سینے سے لگی تحریم شکوے شکایات کر رہی تھی کہ اس کو شادی کا کیوں نہیں بتایا گیا ابھی وہ اپنے ٹیسٹ کی خاطر کی گئی حرکت کو بھول چکی تھی۔۔

” تم لوگ فیصل آباد کافی دیر سے آئے گئے۔۔۔ بہت زیادہ وقت لگا تھا تم دونوں کو۔“ دایان کو بھی وہاں بیٹھا دیکھ کے نعیم صاحب نے دریافت کیا تو وہ وضاحت کرنے لگا۔

” انکل وہ رستوں کی وجہ سے، کچھ جگہ سٹرائک تھی اور کچھ مجھ سے ہیر پھیر ہو گئی تھی ایک دو گھنٹہ مزید لگ گیا تھا۔“ بات کرتے ہوئے اس نے ایک بار بھی تحریم پہ نگاہ نہیں ڈالی تھی جس پہ وہ مزید بے چین ہوئی۔۔ دو دنوں سے وہ اس مسلسل نظر انداز کر رہا تھا اور اب تو پرسوں چاند رات بھی تھی اور جناب ابھی تک موڈ آف کیے بیٹھے تھے۔

”تحریم آپ نے کوئی میسج کیا تھا مصروفیات کی وجہ سے دیکھا نہیں گیا مجھ سے۔“ معاً یاد آنے پہ نعیم صاحب نے کہا تو تحریم کا دل زوروں سے دھڑکا، بے ساختہ نگاہ دایان کی جانب اٹھی جس نے تبھی اس جو نظر اٹھا کے دیکھا لیکن پھر لاتعلق بنتا واپس دوسری جانب دیکھنے لگا۔ تحریم کو اس پہ رج کے غصہ آیا، اب اس موقع پہ وہ اس کی مدد تو کر ہی سکتا تھا نا لیکن نہیں۔۔۔!!

آخر کار ہمت کرتے ہوئے اس نے گہرہ سانس بھرا اور اپنی روداد سنانے لگی۔ دایان کی نظریں دوسری جانب تھیں جبکہ دماغ اسی طرف۔ اپنے بابا کے سینے سے سر اٹھاتے اس نے سر جھکا لیا۔

”وہ بابا میں نے اس میں بتایا تھا کہ میں نے دوسرے کالج کا بھی ٹیسٹ دیا ہے، فیصل آباد میں اسی وجہ سے گئی تھی آپ سے جھوٹ بول کے۔۔ میں نے گرافکس کا بھی ٹیسٹ دینا تھا اور تبھی لٹریچر اور گرافکس دونوں کا ٹیسٹ ایک دن اور ایک ہی وقت پہ آ گیا۔۔“ سر جھکائے وہ آہستہ آہستہ کہنے لگی ساتھ ہی کن اکھیوں سے ان کے تاثرات کا جائزہ لینے لگی جس سے وہ سمجھ نہ پائی کہ ابھی وہ کیساری ایکٹ کریں گے۔

”میں نے گرافکس کا ٹیسٹ دینا تھا تبھی آپ سے جھوٹ بولتے فیصل آباد جانے کا ارادہ کیا۔۔۔ لیکن آپ کے علاوہ گھر میں سب کو معلوم ہے یہ بات چاہے پوچھ لیں ان سے' اور انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا کہ میرا ساتھ دیں گے۔“ ڈرتے ڈرتے کہہ کے اس نے فوراً سے دایان کی جانب اشارہ کیا تو دایان اچانک اس حملے پہ سٹپٹا اٹھا اور ایک گھوری سے تحریم کو نوازا جو پھر سے معصومیت بھری شکل جھکا گئی۔

دایان نے نعیم صاحب کی جانب دیکھا تو وہ سوالیہ نظریں اسی پہ ٹکائے ہوئے تھے۔۔ پھر دایان کو اس کی کہی بات کی تصدیق کرنا پڑی۔

”جی مجھے معلوم تھا اور کسی حد تک میری سپورٹ بھی تھی۔۔“ آخر کو اس چڑیل سے وعدہ کر بیٹھا تھا تو نبھانا بھی تھا۔

" جب ہم رستے میں تھے تب مجھے میل آئی کہ لیٹریچر کا ٹیسٹ دو دن آگے ہو گیا ہے، فیصل آباد سے واپسی پہ میں نے پھر لٹریچر بھی تیار کیا اور اس کا اگلے دن ٹیسٹ بھی دے آئی' اب اگر میرا گرافکس میں نہیں ہوتا ایڈمیشن تو میں آئندہ کبھی بھی اس طرف نہیں جاؤں گی، آئی ایم سوری لیکن میں یہ گولڈن چانس ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی... " آخر پہ وہ شرمندگی سے مزید سر جھکا گئی۔

" ائی ایم رئیلی سوری بابا یہ سارا آئیڈیا ان کا تھا۔۔ " دایان جو اس بات پہ خوش و مطمئن ہو رہا تھا کہ اس نے سب کچھ خود اپنے بابا کو بتایا خود کو گھسیٹے جانے پہ تڑپ کے رہ گیا۔

" میں۔۔۔ میں نے ؟ کب۔۔۔!؟ " دایان کو تو جھٹکا ہی لگ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس الزام پہ تڑپا تھا جب تحریم اس کو نظر انداز کرتی ہوئی اپنے بابا کو دیکھنے لگی۔

" مجھے دکھ تو ہوا تھا یہ جان کے کہ آپ مجھے بنا بتائے ایسی حرکت کر رہی تھیں لیکن دایان نے جب کھل کے بات کہی تو میں سمجھ بھی گیا۔ " اب کی بار جھٹکا لگنے کی باری تحریم کی تھی جبکہ دایان نے جلانے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی پھر لب آپس میں بھینچ لیے۔

" میں نے جب بھی لٹریچر کی بات کی تھی آپ نے بس یہی کہا تھا کہ آپ کو اس میں انٹرسٹ نہیں اور یہ نہیں پڑھنا چاہتی جبکہ آپ نے کبھی مجھے گرافکس میں اپنی سکلز کبھی دکھائی ہی نہیں اور نہ ہی اپنے اس جنونی شوق کا بتایا تھا بس آپ لٹریچر سے انکاری تھیں۔۔۔ اگر آپ مجھ سے واضح اپنے شوق اور اپنے ٹیلنٹ کو رکھ کے بات کرتیں تو میں سوچتا بھی یہ تو سب مجھے دایان نے دکھایا اور بتایا کہ آپ گرافِکس میں بریلینٹ ہیں اور مزید یہ کہ آپ کو کینیڈا میں بھی اچھی جگہ ایڈمیشن مل سکتا ہے۔ "نعیم صاحب اس کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے نرمی سے بولے' انداز میں سختی بالکل نہ تھی بالکہ وہ نرمی سے سمجھا رہے تھے جس پہ تحریم وقفے وقفے سے سر ہلا رہی تھی۔

لیکن کینڈا کے زکر پہ اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

” کینیڈا۔۔؟ کیا آپ مجھے کینیڈا بھیجیں گے پڑھنے کے لیے؟“ اس نے بے یقینی سے پوچھا تو اب کی بار وہ ہلکا سا ہنس دیئے۔

” شادی نہیں کرنی کیا آپ کی۔۔! دایان وہیں تو رہتا ہے تو جب شادی ہو گی تو آپ آسانی سے وہاں سٹڈی بھی کر سکتی ہیں۔“ وہ تو ہلکے پھلکے انداز میں بولے جبکہ تحریم اب اس صدمے میں تھی کہ اور کتنی باتیں چھپائیں گے سب، اب رخصتی کر کے اس کو کینیڈا بھی رخصت کرنے کا ارادہ تھا ان کا، اس کا تو موڈ ہی خراب ہو گیا وہیں بیٹھے بیٹھے لیکن دل میں گدگدی سی ہوئی یہ جان کے کہ وہ کینیڈا میں بھی پڑھ سکتی تھی۔

” آپ ناراض تو نہیں ہیں اب۔۔؟“ باقی ساری باتیں سائیڈ پہ کرتے اس نے مین بات جاننا چاہی جس کی وجہ سے وہ بے چین بھی تھی۔

” نہیں میں ناراض نہیں آپ بے فکر رہیں اور اپنے رزلٹ آنے کا انتظار کریں کیونکہ مین فیصلہ تو رزلٹ دیکھ کے ہی ہو گا نا۔۔“ اس کو تسلی دیتے ہوئے بولے تو تحریم فرط جذبات میں اس کے سینے میں آ سمائی۔ دایان نے مسکراتے ہوئے باپ بیٹی کا پیار دیکھا، ایموشنل سین ختم ہوا تو باقی کی ینگ پارٹی بھی تشریف لے آئی۔۔ سب کو بیٹھا دیکھ نعیم صاحب ضروری کام کا کہتے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

” مجھے سب سے پہلے یہ بتایا جائے کہ کس کس کو معلوم ہے کہ میری رخصتی کب ہے۔۔“ سب گپیں ہانک رہے تھے جب تحریم نے اچانک غیر متوقع سوال کیا تو جزباتی عوام سب نے ہاتھ کھڑا کیا سوائے وہاں بیٹھے دایان نے۔۔۔ تحریم کی گھوریوں سے سب کو اندازہ ہوا کہ غلط کام کر بیٹھے ہیں تبھی اپنی اپنی بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے اپنا ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے کرنے لگے۔

” اور کوئی مجھے بھی بتانا پسند کرے گا کہ کب ہے میری رخصتی۔۔۔“ وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو تیمور نے سر ہلایا۔۔

” مامارات کو بابا کو ایک دفع بتا رہی تھیں کہ عید پہ آپ نے دایان بھائی کے گھر جانا ہے ان کے ساتھ۔“ تیمور سر ہلاتا ہوا معصوم شکل بنا کے بولا تو تحریم کا دل سست سا ہو گیا۔ ایک تو دایان اس کے پاس بیٹھا تھا، دوسرا اتنی جلدی رخصتی' تیسرا اور گھمبیر مسئلہ کہ دایان ناراض تھا۔۔ اور ایسے میں اس کو اپنی رخصتی کا سب سے آخر پہ پتا چل رہا تھا۔

” دیکھو تحریم تم اپنی پڑھائی میں مصروف تھی تبھی تمہیں پتا نہیں چل سکا ورنہ تیاریاں تو بہت پہلے ہی شروع ہو گئیں تھیں اور انکل ثاقب نے اپنا گھر بھی لیا ہے، عید والے دن سب وہاں اکھٹے ہونگے پھر عید کے تیسرے دن تمہاری رخصتی۔“ اُشنا نے اس کی گھوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے نرمی سے سمجھانا شروع کیا تو سب نے سر ہلایا۔

” اچھا۔۔ اور میری شاپنگ.“ اب جب تحریم کو پتا چل ہی چکا تھا تو لڑنے کا کیا فائدہ ہونا تھا بھی صبر کا مظاہرہ کرتی ہوئی بولی اوپر سے ابھی کچھ کہہ کے دایان کو مزید ناراض نہیں کرنا تھا۔

” وہ تو ہم سب نے مل کے کر بھی لی۔۔“ نِگی نے چہکتے ہوئے کہا تو تحریم نے آنکھیں گھمائیں۔

” تو مجھے ابھی بتانے کی کیا ضرورت تھی عین رخصتی والے ہی دن ہی بتاتے تا کہ میں خود کو تیار تو رکھتی کہ میری رخصتی ہے...“ تحریم غصے سے لال پیلی ہوتی ہوئی بولی تو دایان کے لبوں پہ مسکراہٹ مچلنے لگی جبکہ سب کا مشترکہ قہقہہ فضا میں گونج اٹھا۔

” نہیں رخصتی سے پہلے بتانا ضروری تھا ورنہ کیا بھروسہ اسی دن ہمارے ساتھ جانے سے ہی آپ انکار کر دیتی اور ہمارا بھائی تڑپ کے رہ جاتا۔“ میران نے بھی شرارتی لہجہ اپناتے تڑکہ لگایا تو تحریم نے پاس پڑا کشن اس کو دے مارا۔

” ویسے آپ کی دو تین چیزیں لانی والی رہتی ہیں، خاص کر کے آپ کا جوڑا آج ملنا تھا تو دایان جی کے ساتھ جا کے آپ لے آئیں آج۔ “ نِگی نے اس کا موڈ بحال کرنے کو کہا تو تحریم موہوم سا مسکرائی کہ چلو اسی بہانے دایان کے ساتھ تھوڑا وقت کس گزرے گا نا۔

” میری طرف سے معذرت! مجھے بہت ضروری کام سے جانا ہے تو آپ اپنی تحریم بی بی جی کو کہیں کہ میران کے ساتھ چلی جائیں۔ “ دایان وہاں سے اٹھتا ہوا بولا اور تحریم کے نام پہ اچھا خاصا زور دیا کہ تحریم کا دل کٹ کے رہ گیا اس کی بے رخی پہ۔

” میرون بھائی جائیں گے تو میں بھی جاؤں گا... “ تیمور نے وہیں بیٹھے ہانک لگائی.

” میں جاوں گا تو ظاہر ہے اُشنا بھی جائے گی میرے ساتھ۔ “ میران نے صوفے پہ پاؤں پسارتے ہوئے کہا۔

” میرون جی آپ ایسا کریں سب کو لے جائیں ماسوائے مجھے۔ “ تحریم جلے دل سے کہتی ہوئی اٹھی اور جا کے کچن میں گم ہوئی، سب نے اس کے رویے پہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے کندھے اچکائے۔

....

میران نے مسز ثاقب سے کہتے دایان کو راضی کروایا کہ وہ تحریم کو شاپنگ پہ لے کے جائے۔۔ تو ناچار اس کو ماننا پڑا۔ اب افطار کے فوراً بعد وہ دونوں شاپنگ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

دایان تو کسی چیز میں دلچسپی نہیں لے رہا تھا جبکہ تحریم بھی ایسے ہی منہ اٹھائے کبھی ایک چیز تو کبھی دوسری چیز دیکھ رہی تھی۔

” کچھ لینا نہیں ہے کیا' بس ایسے ہی پھرنے کے لیے آئی ہو۔ “ دایان نے اکتا کے پوچھا۔

” زہر ڈھونڈ رہی ہوں مل نہیں رہا۔۔۔ “ تحریم دانت پیستے ہوئے بولی تو دایان نے مسکراہٹ روکی۔

”کیوں! تمہیں کیوں اس کی ضرورت پڑ گئی؟“ دایان حیران ہونے کی اداکاری کرتا ہوا بولا۔

”کسی کو مار گرانے کا ارادہ ہے۔۔“ لبوں پہ تمسخر اڑاتی مسکان سجاتے ہوئے وہ بولی تو یکایک اس کی مسکان گہری ہوئی۔

”جب سج دھج کے آؤ گی تو مار ہی گراؤ گی۔۔“ وہ معنی خیز سا بولا تو دایان نے اس کے چہرے پہ قوس قزح کے رنگ بکھیرتے دیکھا۔

بنا اس کی بات کا جواب دیئے وہ ایک جیولری شاپ میں داخل ہوئی۔ بالیوں اور جھمکوں کے کاونٹر پہ کھڑے ہوتے وہ قریباً ایک گھنٹے میں دس جوڑیاں خرید چکی تھی۔ دایان نے اس کی پسند کو سراہا بھی۔

ایسے ہی چھوٹی موٹی جیولری کی چیزیں خریدتے کافی وقت گزر گیا۔ نامحسوس انداز میں وہ اس کو اپنی رائے بھی دیتا گیا ساتھ ساتھ۔

واپسی پہ انہوں نے تحریم کا برائڈل جوڑا پک کرنا تھا تو آرڈر پہ تیار کیا جا رہا تھا۔۔ یہاں ایک اور دکھ تازہ ہوا کہ اس کی پسند کا جوڑا بھی نہیں تھا۔۔ اب اس کا جوڑا دیکھنے کو دل بھی نہیں کر رہا تھا۔ گھر واپسی تک تو کوئی خاص بات نہ ہوئی تھی دونوں میں۔

•••••••••••••••••••

اگلا دن تو اس نے سب سے لڑائی میں گزارا کہ کیوں اس کو کسی کام میں شریک نہیں کیا گیا تھا اوپر سے رخصت کر بھی رہے تو کینیڈا کے لیے۔۔

”میں اتنی بری لگتی ہوں نا آپ سب کو۔۔۔ مجھے سات سمندر پار بھیج رہے ہیں سب۔“ یہ جملہ اس نے ہر ایک گھر کے فرد سے کہا تھا جس پہ سب نے بےزاریت سے اس کا ڈرامہ دیکھا تھا، اور جس کے لیے کہتی تھی وہ اس کو دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

مسز ثاقب تو اس کی باتوں پہ ہی ہنس رہی تھیں پھر اس کو مسکراتے گلے سے لگایا اور اس کو پیار سے سمجھایا کہ وہ ہر سال یہاں ملنے ضرور آئیں گے اور پھر ابھی ڈیڑھ ماہ تھا ان کے واپس جانے میں۔۔۔ عید کے بعد تو وہ اپنے نئے گھر میں شفٹ ہونے والے تھے اب یہاں تو نہیں رہ سکتے تھے نا رخصتی کے بعد۔

سال میں ایک بار کا سنتے تو تحریم مزید روہانسی ہوئی، ایک دن بھی گھر سے باہر نہ رہنے والی سال سال بعد آ کے ملا کرے گی سب سے۔۔۔ یہ بات اس کو مزید اداس کر گئی۔

آج بھی مسز ثاقب اور عارفہ امی پھپھو تینوں مل کے مال گئے تھے باقی کی ضروری چیزیں لینے، لڑکے اپنی شاپنگ کر آئے تھے۔

رات میں دایان کے علاوہ سب ینگ پارٹی چچی زوئلہ سمیت لان میں بیٹھے تھے جب چوکیدار نے آ کے اطلاع دی کہ نگین کے کوئی جاننے والے آئے ہیں۔ نگین تو پہلے خود بھی چونکی پھر نام سن کے جھٹکے سے اٹھی اور ہڑبڑاتی ہوئی اپنا جوتا پہننے لگی۔۔ ادھر اُدھر دیکھتے شاید بھاگنے کی جگہ تلاش کر رہی تھی کہ کہیں چھپ جائے جا کے جبکہ سب اس کی بیوقوفوں والی حرکتیں ملاحظہ کر رہے تھے۔

”نگینہ حسینہ کی حالت دیکھ کے لگتا ہے کہ اس کے منگیتر صاحب تشریف لائے ہیں یہاں۔“ میران نے اس کی دگرگوں حالت دیکھتے ہوئے تیر پھینکا جو صحیح جگہ لگ بھی گیا۔

”ہائے میران جی آپ کو کیسے پتا۔۔۔ اب میں کہاں جاؤ وہ تو مجھے یہاں رکنے بھی نہیں دے گا۔ ساتھ لے جائے گا کس نے بتایا اس کو میرا پتا۔“ نگین ناخن چباتے ہوئے پریشانی سے بولی تو اُشنا اور تحریم کی ہنسی نکل گئی اس کی حالت دیکھتے۔

”سکون سے بیٹھو نگی۔۔ کچھ نہیں ہو گیا اگر آیا بھی ہے تو وہ' بتا دیا ہو گا گھر والوں نے یہاں کا ایڈریس۔“ چچی نے آرام سے کہا تو وہ مزید ہلکان ہوئی۔

”انسٹا گرام کی سٹوریز سے دیکھتا آیا ہو گا۔“ میران نے مزے سے مہرو کو خود پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔

”ہو ہی نہیں سکتا، سب سے پہلے بلاک ہی اس کو کیا تھا۔“ نِگی دانت نکالتے ہوئے اپنا کارنامہ بتانے لگی تو سب کے منہ کھلے اس کی بات پہ۔

”اس بیچارے کو اندر تو بلاؤ۔“ میران نے توجہ اس کے منگیتر کی طرف کروائی تو چوکیدار نے اس کو اندر آنے کا کہا۔

سب کی نظریں دروازے کی جانب اٹھیں جہاں ایک خوبرو نوجوان اندر داخل ہوا۔ بلیک ڈریس پینٹ پہ بلیک ہی شرٹ پہنے، بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے وہ پڑھا لکھا نوجوان۔ ٹھاٹھ سے چلتا ہوا اندر آیا۔

وہ تو کہیں سے بھی پینڈو ٹائپ نہیں لگ رہا تھا۔ میران جلدی سے اٹھا اور اس کو ویلکم کیا۔

”میں برہان، نگین کا منگیتر۔“ اس نے اپنا تعارف کروایا تو میران نے اپنا اور اسے ساتھ لیے ہی اندر آ گیا۔

نگین تو مارے شرمندگی کے منہ چھپانے کی جگہ ڈھونڈ رہی تھی۔

”نِگی یار تیرا بندہ تو بڑا ہینڈسم نکلا، کبھی بتایا کیوں نہیں تم نے۔“ اُشنا نے اس کو کہنی سے ٹھوکا مارا تو وہ ہوش میں آئی اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ دکھاتے واپس لب بھینچ گئی۔

”کیسی ہو۔۔؟“ برہان نگی کے قریب آتے مسکرا کے پوچھنے لگا۔

”میں ٹھیک ہوں آپ سناؤ۔“ وہ نروس سی ہوتی بولی تو اپنا حال بتانے لگا۔

”میں واپس جارہا تھا مجھے پتا چلا تم یہاں ہو تو سوچا کہ تمہیں لیتا جاؤں واپس۔“ برہان نے اپنے آنے کی وجہ بتائی تو وہ کن اکھیوں سے باقیوں کو دیکھنے لگی جو سب اسی کو دیکھنے میں مصروف تھے۔

”لیکن میں نے تو گھر میں بتایا ہوا تھا کہ میری واپسی ابھی نہیں ہو گی...“ اس نے گھما پھرا کے انکار کرنا چاہا تو برہان سوچ میں پڑ گیا۔

”مجھے لگا تم عید واپس جا کے کرو گی۔۔!“ برہان اپنا خیال ظاہر کرتا ہوا بولا تو پاس بیٹھے سب کو دیکھنے لگا جو اس کے دیکھنے پہ فوراً نظریں گھماتے اپنی باتوں میں لگ گئے۔

”میران اس کو اندر لے کے جاؤ ایسے باہر ہی ساری باتیں کر لے گا کیا۔“ چچی نے میران کو جھڑکا تو وہ اچھا کہہ کے برہان کی جانب بڑھا لیکن برہان نے منع کر دیا۔

”نہیں میں بس نگین کو لینے آیا تھا لیکن اس کا ارادہ نہیں لگ رہا جانے کا۔“ نگین کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا پھر میران کی پرف گھوما۔

”میں اگلے ہفتے آجاؤں گی۔“ برہان سے بولی تو اس نے سر ہلایا۔

”چلو جیسے تمہاری مرضی۔۔“ اس نے کندھے آچکائے اور واپس جانے کو مڑا۔ میران اور چچی کے کہنے کے باوجود وہ رکا نہیں تھا اور وہاں سے چلا گیا حالانکہ رات کا وقت تھا لیکن وہ نہیں مانا۔

اس کے جاتے ہی سب نے نگی کو آڑے ہاتھوں لیا۔

”تم نے کبھی زکر تو نہیں کیا تھا اور ایرے غیروں کو کرش بناتی پھرتی تھی دیکھو تو، تمہارا خود کا منگیتر کتنا ہینڈسم تھا۔“ چچی نے اس کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ شرما گئی۔

”بس اسی لیے نہیں کرتی تھی کہ آپ لوگ چھیڑو گے..“ وہ ہلکی آواز میں منمنائی تو تینوں خواتین ہنس دیں۔

”اچھے خاصے پڑھے لکھے لگ رہے تھے۔“ اُشنا نے تبصرہ کیا تو نِگی فخریہ گردن اکڑائی۔

”ہمارے گاؤں میں سب سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں، پسند کی منگنی کی ہے، میں ان ہے چاچو کی بیٹی ہوں۔۔ شوقیہ شہر آئی ہوں۔“ نگی دانت نکالتی ہوئی اپنے بارے میں بتانے لگی تو سب نے داد دینے والے انداز میں ابرو اچکائے۔

”اب تو نگی کا بھی ریکارڈ لگا کرے گا۔“ سب اس کو شرارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے تو نگی بلش کر گئی۔

•••••••••••••••

آج چاند رات تھی تو سب اس کی تیاریوں میں مصروف تھے، تحریم نے تین چار بار دایان سے بات کرنا چاہی لیکن وہ اس کو نظر انداز کرتا ایسے ہی گزر جاتا۔۔ اب تو اس کو فکر ہونے لگی تھی کہ ایک طرف رخصتی کی تیاریاں دوسری طرف روٹھا ہوا سیاں۔

”کیا ہوا تم ایسے کیوں بیٹھی ہو؟“ چچی زوئلہ تحریم کو ایسے ہی لان میں بیٹھا دیکھ پوچھنے لگیں جو منہ لٹکائے ہوئے تھی۔

”ہونا کیا ہے آپ کا داماد مجھ سے روٹھا پڑا ہے، خیر مجھے بھی فرق نہیں پڑتا لیکن یو نو۔۔۔ رخصتی ہے تو یہ نہ ہو کہ انکار ہی کر دے۔“ پہلا جملہ کہتے ہی چچی اس کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگی تو فوراً سے گڑبڑا کے بات بدل دی۔

”ناراض کیوں ہے۔۔۔؟“ چچی نے بظاہر سنجیدگی سے پوچھا تو تحریم جانچتی نظروں سے دیکھنے لگی۔

”بس ایسے ہی' میں پہلے ٹھیک سے بات نہیں کرتی تھی نا تو اب وہ نہیں کر رہے۔“ لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے تحریم نے کہا اور باہر گیٹ کی طرف دیکھنے لگی...

”ہاں تو حساب برابر۔۔“ چچی نے جیسے بات ہی ختم کر دی۔

” ارے نہیں نا۔۔ آپ سمجھے تو' مجھے اچھا نہیں لگ رہا ایسا ان کا ناراض ہونا، میں کیا کروں؟“ وہ بے بس سی ہوئی تو چچی کھکھلا اٹھیں۔

” تو مناؤ نا اس کو۔۔۔ “

” میں کیسے مناؤں میری سنیں تب نا۔۔“ وہ منہ بنا کے بولی تو چچی نے اس کی عقل پہ ماتم کیا۔

” پاگل اکیلے میں مناؤ اس کو' کہو تو آئیڈیاز دوں میں۔۔“ چچی زومعنیت سا بولیں تو تحریم نے نا سمجھی سے دیکھا۔

” یہ جس طرح آپ مجھے دیکھ رہی ہیں نا۔۔ مجھے ایسے مشورے نہیں چاہیے۔“ پھر ان کی شرارت سمجھ سے وہ سرخ پڑتی ہوئی فوراً بولی تو وہ قہقہہ لگا اٹھیں۔

” پاگل۔۔۔“ وہ ہنستی گئیں۔ ”آج چاند رات ہے تو تھوڑا نئے انداز میں مناؤ اس کو۔۔“ وہ آنکھ دبا کے بولیں تو تحریم کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔

……………

افطاری کے بعد لڑکیوں نے شور سا مچالیا ہر طرف چاند رات کا۔۔۔ چھت پہ چڑھتی نعرے لگانے لگیں ساتھ ہی علیم سے فرمائش کی کہ وہ ان کو باہر لے جائے تاکہ وہ تھوڑا گھوم پھر کے آئیں۔ علیم مان گیا تو میران بھی ان کے ساتھ باہر نکلا۔۔

نگین اچھی خوبصورت مہندی لگا لیتی تھی تو سب نے فیصلہ کیا کہ آج نگی کو گھیرنا ہے اور اس کو سونے نہیں دینا جب تک مہندی نہ لگ جائے۔ باہر نکلے تو رستے میں انہوں نے میران کو بہت تنگ کیا' کبھی کسی دوکان پہ رکواتیں گاڑی تو کبھی کسی۔

ابھی بھی وہ بھرپور ضد کیے ایک سٹال کے سامنے کھڑیں گول گپے کھا رہی تھیں جبکہ میران ان کے بڑے بڑے منہ کھلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

” ویسے نزاکتیں چیک کروان کی۔۔ اور گول گپا کھاتے ہوئے ساری نزاکت سائیڈ پہ کر کے بھینس جتنا منہ کھول لیتی ہیں۔“ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا وہ ان کو گھور رہا تھا جو سڑے عام دانت بھی نکال رہی تھیں وہ تو شکر تھا کہ یہاں اتنا رش نہیں تھا ابھی ورنہ وہ ان کو کبھی یہاں رکنے نہیں دیتا۔

” میران رکو زرا مجھے ایک چیز لینی ہے۔۔“ پھولوں کا لگا سٹال دیکھتے تحریم زور سے چیخی تو اس نے اکتا کے گاڑی روکی۔۔ کیونکہ اب گھر جانے کا وقت ہو گیا تھا اور ان کی فرمائشیں ختم نہیں ہو رہی تھیں۔

” ایک منٹ بس۔۔“ وہ جلدی سے گاڑی سے اتری اور ایک خوبصورت سا چھوٹا سا گلاب کے پھولوں کا گلدستہ لے آئی۔

” یہ کیوں۔۔۔“ اُشنا نے پوچھا تو وہ ہلکا سا نفی میں سر ہلا گئی۔

” لگتا ہے کسی کو منانے کی تیاری ہو رہی ہے۔“ میران نے لطیف سی سرگوشی کی' کیونکہ تحریم ساتھ ہی بیٹھی تھی تو آسانی سے سن پائی۔ پھر رکھ کے اس کے کندھے پہ ایک چپت رسید کی۔۔

” اُشنا جب تم اس سے ناراض ہونا تو ہفتہ ہفتہ نہ ماننا۔۔“ اس نے ساتھ ہی اُشنا کو بیچ میں گھسیٹا جس پہ وہ سٹپٹا اٹھی۔ اب گھر میں ان کی بھی رشتے کی بات چل چکی تھی۔

” اس میں اشنا کو کیوں پٹیاں پڑھا رہی ہیں آپ۔۔۔“ وہ تڑپ کے بولا تو تحریم نے کندھے آچکائے۔

” دایان کو بتاتا ہوں کرتا ہے آپ کا علاج وہ۔“ وہ بھی دھمکی آمیز لہجے میں بولا تو اب کی بار تحریم بلش کر گئی۔

……

چاندرات تھی، ہر طرف خوشیوں بھرے قہقہے گونج رہے تھے۔ لڑکیاں لاونج میں بیٹھی کشن پھیلائے مہندی سے ہاتھ رنگ رہی تھیں وہی بڑی خواتین کل عید کے دن کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ جب سب باری باری مہندی لگوا چکیں تو تحریم اپنا بازو آگے کیے جلدی سے بیٹھی تو نِگی نے اکتاہٹ بھرے انداز میں منہ پھیر لیا۔

”کیا اب میری باری ہے ایسے منہ کیوں بنا رہی ہو۔“ وہ جتنی خوشی سے اس کے پاس آئی تھی ویسے ہی اس کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔

”آپ کی شادی ہے دو دن بعد تو تب لگاؤں گی ورنہ رنگ خراب ہو جائے گا۔“ وہ ہری جھنڈی دکھاتی ہوئی بولی تو تحریم کا چہرہ لٹک گیا۔ اتنے شوق سے آئی تھی وہ لگوانے۔۔ یہی تو اس کے شوق تھے،

”چوڑیاں، مہندی، بالیاں۔ “

”اب میری عید مہندی کے بغیر کیسے ہو گی۔“ وہ کہتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی، پاس ہی اوپر صوفے پہ بیٹھ کے منہ پھلا لیا کہ اُشنا اور نِگی نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

ابھی وہ ہلکے سبز رنگ کے کرتے میں ملبوس تھی۔ بازوں کو کہنیوں تک فولڈ کر رکھا تھا کہ مہندی لگ جائے گی، بالوں کو آج جوڑے میں قید کیا ہوا تھا، کانوں میں آج چھوٹی چھوٹی بالیاں موجود تھیں۔

تبھی وہاں مہرو بھاگتی ہوئی آئی اور اس کے ہاتھ میں مہندی تھمائی کہ مجھے لگا دے۔

مہرو کو گود میں بٹھاتے اس نے چھوٹا سا پھول بنا دیا تو اس کا جائزہ لینے کے لیے مہرو نے دوسرے ہاتھ سے خراب بھی کر دیا۔ تحریم اپنا سر پیٹتی رہ گئی۔

” مجھے سیدھے ہاتھ پہ چھوٹا سا ڈیزائن بنا دو بس۔۔“ دو منٹ بعد تحریم پھر سے نیچے آتے بیٹھ گئی اور اپنی ہتھیلی کھول کے اس کے سامنے کی۔ ایک پل تو نگی نے اس کو گھورا دوسرے پل وہ سر ہلا کے اس کو لگانے لگی۔ ساتھ ہی وہ اشنا سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گئی کہ اس کو پتا نہ چلا کہ نگی اس کے ہاتھ پہ کیا نقش و نگار بنا رہی تھی۔

” یہ۔۔۔ یہ کیا کر دیا!“ اپنے ہاتھ میں بڑا سا دایان کا نام دیکھتے وہ ہکلا کے پوچھنے لگی۔

” مہندی ہے تحریم بی بی جی۔۔۔ چھوٹا سا ڈیزائن ایسا ہی بنتا ہے مجھ سے۔“ وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکا کے بولی تو تحریم کی نظر ایک بار پھر اپنے ہاتھ کی طرف گئی جہاں دل بنا ہوا تھا اور اس میں خوبصورتی سے دایان کا انگلش میں نام لکھا تھا۔

نگی نے پھر زبردستی اس کا دوسرا ہاتھ تھامتے ہوئے اس میں تحریم کا نام لکھ دیا۔

” چلو اب یہ اچھی لگ رہی ہے بہت۔۔ تھینکس ٹومی۔“ نگی اس کے دونوں ہاتھوں میں نام دیکھ کے محبت بھرے لہجے میں بولی تو تحریم ہونہہ کر کے اٹھی اور پھر صوفے پہ بیٹھ گئی۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے، دایان کسی کام سے اپنے بابا کے ساتھ باہر گیا ہوا تھا اور تحریم اسی کے انتظار میں تھی کہ کب وہ گھر لوٹے۔ ابھی کسی کا سونے کا ارادہ لگ تو نہیں رہا تھا ایسے میں وہ خاموش بے زار صورت بن کے بیٹھی ہوئی تھی۔

” میں اپنے روم میں جا رہی ہوں۔“ مہندی سوکھتے ہی وہ اس کو دھونے کے بعد لاونج میں آتے اطلاع دینے کے بعد سیڑھیاں چڑھنے لگی جب باہر سے گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ داخلی دروازہ سیڑھیوں سے اچھے سے نظر آتا تھا۔۔ اس نے وہیں سے کھڑے ہوتے دروازے کی جانب جھانک کے دیکھا تو ثاقب صاحب سے بات کرتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ اندر آ رہا تھا۔ ابھی وہ رف سے حلیے میں موجود تھا۔ ٹی شرٹ پہ جینز پہنے ہاتھ میں موبائل تھامے ایک نظر

لاونج میں بیٹھی عوام کو دیکھا۔ تحریم وہاں نہیں تھی، سر جھٹکے وہ اپنے روم میں جانے کا ارادہ کرتا سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا جب تحریم بجلی کی سپیڈ سے اوپر چڑھتی کمرے میں جا بند ہوئی۔

……

گہرہ سناٹا، ہر طرف سکوت چھایا ہوا تھا۔ نیچے والے پورشن کی لائٹس ساری بند تھیں، سیڑھیوں پہ ہلکی سی روشنی واضح ہو رہی تھی جس نے ہلکی ہلکی اپنی کرنیں پھیلائی ہوئی تھیں ارد گرد۔

ننگے پاؤں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے وہ آہستہ سے اس کے کمرے کے باہر کھڑی ہوئی، سہمے ہوئے دل پہ ہاتھ رکھتے اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو وہ کھلتا چلا گیا۔ کمرے میں اندھیرہ چھایا ہوا تھا۔ ایک نظر اطراف میں دوڑاتے ہوئے اس نے اندر قدم رکھے اور دروازہ بند کیا۔ سامنے ہی وہ بیڈ پہ تقریباً اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ دل تھا جیسے پسلیوں سے باہر آ رہا تھا لیکن ہمت کرتے ہوئے وہ اس کی جانب بڑھی، ایک ہاتھ میں وہی سرخ گلابوں کا بوکے تھا۔۔ اب اس کو جگانا ایک بڑا محاز لگ رہا تھا۔

بوکے کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے وہ اس کے تھوڑا قریب جھکی اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

چچی نے بھی عجیب مشورہ دیا تھا کہ اس کو اکیلے میں منائے، اور اکیلے میں وہ یہی مل سکتا تھا اس کو۔۔ ورنہ وہ سب کے ساتھ اکثر لاونج میں پایا جاتا تھا۔

”بات سنیں۔۔۔!“ پکار ایسے رہی تھی جیسے وہ اس کے سامنے اٹھ کے بیٹا ہوا تھا اور پکار پہ ہی لبیک کہتا۔

”سنیں زرا...!“ بال جھکنے کی وجہ سے آگے کو گر گئے تھے، ایک ہاتھ سے کان کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ جھنجلاہٹ سے بولی۔

" دایان۔۔۔!" اس کے کندھے کو ہلکے سے ہلاتے ہوئے پکارنے لگی کہ اب کی بار وہ کسمسا کے کروٹ بدل کے سامنے موجود ہستی کو دیکھنے لگا۔

" مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔" اس کے ہوش میں آنے پہ وہ ہاتھوں کو مسلتے ہوئے بولی تو دایان حواسوں میں آتا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔

" ویٹ۔۔۔" اس کو ایک لفظ کہتا ہوا وہ باتھ میں گیا۔ وہ اپنے چہرے پہ پانی کی چھینٹیں مار رہا تھا، تولیے سے چہرہ خشک کرتے وہ باتھ سے واپس آیا۔ اور کمرے کی لائٹس آن کی، تحریم نے اب دیکھا کہ وہ ٹراوزر میں اور بنا بازوؤں کی شرٹ میں تھا۔ دفعتاً اس کو ڈھیروں شرم نے آن گھیرا۔

" ہاں جی بولو۔" بیڈ پہ بیٹھتے ہی اس نے تحریم کی کلائی اپنے گرفت میں لیتے اپنی طرف کھینچ کے ساتھ ہی قریب بٹھا لیا۔ اس کی حرکت پہ وہ سٹپٹا اٹھی۔ ایک تو پہلے دل کو مناتے یہاں اس کے کمرے میں موجود تھی رات کے پہر اوپر سے اس کی حرکت۔

" آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے؟" اس کی طرف دیکھتے اس نے آہستہ آواز میں پوچھا تو دایان نے اس کو گہری نگاہوں سے دیکھا جو اسی ہلکے سبز رنگ کے سوٹ میں تھی، ہمرنگ دوپٹہ شانوں پہ پھیلایا ہوا تھا جبکہ بال کھلے تھے۔

" کرتا تو ہوں بات اور کیسے کروں۔" اس کا لہجہ ابھی بھی سنجیدہ تھا۔

" نہیں! آپ ناراض ہیں مجھ سے 'اور مان بھی نہیں رہے پھر۔" وہ بے بسی سے بولی تو دایان نے سمجھ کے سر ہلایا۔

" تم نے منایا بھی تو نہیں مجھے!" اس کا لہجہ خفگی لیے ہوئے تھا۔ تحریم نے اس الزام پہ تڑپ کے اس کی طرف دیکھا جس کے چہرے پہ کوئی خاص تاثر موجود نہیں تھا۔

" اتنی بار تو آپ سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن آپ سنتے ہی نہیں۔" اس نے وضاحت دینی چاہی لیکن دایان کے چہرے پہ کوئی تبدیلی نہ آئی۔

" اچھا تو اب منانے آئی ہو؟" دایان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے تصدیق چاہی۔ تحریم نے بنا دیکھے دکھی انداز میں سر اثبات میں ہلایا۔

" چلو مناؤ۔۔۔" وہ اس کی طرف رخ کیے ہوئے بولا۔

" آپ مان جائیں نا۔۔ دیکھیں میں آپ کو منانے آئی ہوں۔" دایان کے کہنے پہ وہ سر ہلاتی ہوئی معصومیت سے نظریں جھکا کے بولی تو دایان نے اس کے جھکے سر کو گھورا۔ اپنی بات کہہ کے تحریم نے ڈبڈبائی نظریں دایان کی طرف اٹھائیں۔ اب وہ دایان کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

" بس۔۔۔! ایسے مناؤ گی۔" وہ حیرت کی زیادتی سے بولا تو تحریم کنفیوز ہوئی کہ اب وہ کیسے منائے، اتنی رات کو اس کے کمرے میں آ تو گئی تھی۔

" تو اور کیسے۔۔۔؟" وہ ناسمجھی سے پوچھنے لگی۔

" کیسی لڑکی ہو شوہر کو منانا نہیں آتا افسوس۔" دایان اس کی عقل پہ ماتم کرتا ہوا بولا تو مزید الجھی۔ اب ایسے کون سے طریقے تھے جو اس کو نہیں معلوم تھے۔

" کبھی تفصیل سے بتاؤں گا کہ کیسے مناتے ہیں ابھی تو تم اپنی جان پہ اتنا رسک لیے میرے روم میں آ گئی ہو تو میں اپنی ناراضگی ختم کر دیتا ہوں۔" دایان ٹھنڈی آہ بھرتا ہوا احسان کرنے والے انداز میں بولا تو تحریم کے دل سے جیسے بوجھ اتر گیا کہ چلو مان گیا اب وہ خوشی خوشی آرام سے عید منا سکتی تھی۔

” تھینکس اب میں چلتی ہوں۔“ وہ مسرور لہجے میں بول کے اٹھنے لگی تو دایان نے اس کا ہاتھ پکڑ کے خود پہ گرایا جس پہ وہ بوکھلا اٹھی۔

” اتنی جلدی کیا ہے، آگئی ہو تو مجھ سے بھی شکریہ وصول کرتی جاؤ مجھے منانے کا۔“ اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ کو پیچھے کرتے ہوئے شریر لہجے میں بولا تو تحریم کی سٹی گم ہو گئی۔

” نہیں مجھے جانے دیں۔ کسی کو پتا چل جائے گا۔“ اس کی نظروں سے خائف ہوتے وہ دور ہونے لگی لیکن اس نے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

” اتنی رات کو یہاں آنے کا مشورہ کس نے دیا تھا تمہیں، بہت نیک مشورہ تھا۔“ اس کے رخسار پہ ہلکا سا بوسہ دیتے وہ مدھم لہجے میں بولا کہ تحریم کی دھڑکنیں اس کے لمس پہ ساکت ہوئیں۔

” دایان ہٹیں پیچھے۔۔“ وہ مزید کوئی جسارت کر کے اس کی جان خشک کرتا تحریم مچلتی ہوئی اس کے حصار سے نکلی' اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے دایان نے ساختہ ہی قہقہہ لگا اٹھا۔

” یہ پھول تم لائی ہو۔۔۔۔؟“ بیڈ سے اٹھتے ہوئے اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پہ رکھے بوکے کی طرف گئی' تحریم نے سر ہلایا تو دایان کے لبوں پہ گہری مسکراہٹ مچلنے لگی۔

” اب اس کا بھی شکریہ ادا کرنا بنتا ہے میرا۔۔۔ ہے نا؟“ اس کو شرارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ زومعنیت سے بولا تو تحریم جو اپنے رخسار پہ ہاتھ رکھے کھڑی تھی اس کی بات سنتے ساکت ہوئی اور وہاں سے کھسکنے کی کرنے لگی۔

” بس میں جا رہی ہوں پھر کبھی شکریہ ادا کر لیجیے گا۔۔“ اس کی نگاہوں کا مطلب سمجھتے ہوئے وہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی تو دایان بھی آہستہ سے اس کے پیچھے آیا۔

تحریم جیسے ہی دروازہ کھول کے باہر نکلی باہر کھڑے دو عجوبوں کو دیکھتے ڈرتے ہوئے ہلکی سی چیخ مارتے واپس کمرے میں جانے لگی جب دروازے کے پاس کھڑے دایان سے ٹکرائی۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟" دایان نے میران اور گڈو کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو مزے سے دیوار کے سہارے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔

"ہمیں لگا تھا کہ 'یہاں' ڈاکا پڑے گا لیکن یہ تو خود ڈاکا ڈال آئیں۔" میران نے تحریم کو دیکھتے ہوئے الفاظوں پہ زور دے کے طنزیہ کہا تو تحریم خفیف سی ہوتی سر جھکا گئی۔ ان نپٹنا بھی ایک عجیب مرحلہ تھا۔

"کل کا ڈریس دینے آئی تھی مجھے۔۔۔ دے دیا اب اپنے روم میں جا رہی تھی وہ ہٹو پیچھے۔" دایان نے تحریم کی سائیڈ لیتے اس کی جان خلاصی کروانی چاہی لیکن میران اتنی جلدی اس کو چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"کل کا ڈریس وہ بھی اس ٹائم۔۔۔!" میران نے آنکھیں بڑی کرتے حیرانگی سے پوچھا۔

"ڈریس دینے آئی تھیں تو یہ گالوں پہ لال لال کیا کہتے ان کو گڈو۔۔۔ وہ کیوں لگا ہوا ہے۔" وہ پر سوچ انداز میں گڈو سے مخاطب ہوا تو گڈو سر ہلاتا ہوا اس کو انفارمیشن دینے لگا۔

"بلش آن میران بھائی بلش آن۔۔۔" گڈو نے سنجیدگی سے کہا تو میران کی آنکھیں چمکیں۔

"دیکھا۔۔۔ ساری لڑکیوں والی چیزوں کا پتا ہے اس کو۔۔۔ خیر وہی بلش آن وہ کیوں لگا ہوا ہے ان کے گالوں پہ۔" میران کے تفتیشی انداز پہ پوچھنے پہ بے ساختہ ہی تحریم کا ہاتھ اپنے رخساروں پہ گیا جبکہ ایک خفگی بھری نگاہ دایان کی طرف اٹھائی۔

"میرو بکواس نہ کرو تحریم کو رستہ دو۔" دایان اب کی بار سخت لہجہ اپناتا ہوا بولا تو میران اور گڈو کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

” دیکھ رہے ہو گڈو۔۔۔ لوگ اب ایسے ملاقاتیں کرتے ہیں چھپ چھپ کے۔“ میران گڈو کی گردن کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے مزے سے بولا اور اس کو گھسیٹتے ہوئے شرافت سے کمرے کی جانب چل دیا۔

ان کے جانے کے بعد تحریم نے خفیف سی نظر دایان پہ ڈالی پھر وہ بھی کمرے میں جانے لگی کہ دایان نے اس کی کلائی پکڑنی چاہی۔

” ہرگز نہیں۔۔۔!“ اس کا ارادہ سمجھتے ہوئے وہ بدک کے دور ہوئی اور کمرے میں جا بند ہوئی جس پہ دایان بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہ گیا۔

ناراض تو وہ پہلے بھی نہیں تھا بس اس کو احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ غلط کر رہی تھی اس سے ٹھیک سے بات نہ کر کے۔ وہ تو انتظار میں تھا کہ کب وہ اس کو منانے آئے۔۔۔ اب جب وہ آگئی تھی سب باتیں پس پشت ڈالے اس نے بھی دوستی کم محبت کا ہاتھ زیادہ بڑھایا تھا۔

” محبت کمبخت چیز ہی ایسی ہے نہ آگے دیکھتی نہ پیچھے ہے 'بس درمیان میں کھڑا محبوب نظر آتا، سادگی میں بھی قیامت ڈھاتا ہوا۔“ دایان لبوں پہ گہرا تبسم بکھیرے بیڈ پہ چت لیٹا تحریم کو سوچنے لگا۔ اس کی رخساروں کی گہری سرخی اس کو مزید جسارت کرنے پہ اکساتی۔ اس کی آنکھوں کی معصوم التجاء۔۔۔ ہائے تحریم۔۔۔

وہ ٹھنڈی آہ بھرتا رہ گیا۔ ” ملتے ہیں صبح عید پھر فرصت سے۔“ بڑبڑاتا ہوا واپس پہلے والی پوزیشن میں گر گیا۔

•••••••••••••••

خوبصورت صبح 'خوبصورت آغاز 'چڑیوں کی چہچہاتی آواز اس میں تحریم کی چیخوں پہ گھر بے زار سا۔

”آپ کو معلوم ہے مجھے رات کو میل آئی تھی میں نے ٹاپ کیا گرافکس کے ٹیسٹ میں' آہ! میں کتنی خوش ہوں۔“ ہر ایک گزرتے انسان کو پکڑتی وہ چمکتی آنکھوں سے خوش بھرے چہرے سے بتا رہی تھی۔ پہلی پہلی بار بتانے پہ وہ تو سب خوش ہوئے تھے لیکن جب وہ مسلسل ایک ہی راگ الاپی جائے تو سب بے زار ہو چلے تھے۔

”بس کر دیں تحریم بی بی میری انسٹا فیملی بھی بے زار ہو گئی ہے آپ کی چیخ و پکار سے۔ کب سے ایک ہی جملہ۔“ تیار شیار نگی پھپھو کے کمرے سے نکلی تو ساتھ ہی تحریم کو لتاڑا۔

”ارے واہ نگی۔۔۔ اتنی پیاری لگ رہی ہو۔“ اُشنا بھی اپنی تیاری مکمل کرتے ہوئے وہاں آئی اور اس کو دیکھتے ہوئے سراہتی ہوئی بولی۔

پستہ رنگ کے خوبصورت فراق میں اُشنا اپنے بالوں کو کھولے مکمل تیار تھی، ہاتھوں پہ گہری مہندی کا رنگ خوبصورت لگ رہا تھا۔ نگی بھی مہرون شیڈ کے خوبصورت سے سوٹ میں ملبوس تھی ساتھ ہی لبوں پہ مہرون رنگ چڑھایا ہوا تھا۔ پراندہ آگے کی طرف آج بھی گھوم رہا تھا۔

”میری بھی بناؤ اچھے سے۔“ نِگی تصویریں بناتا دیکھ اُشنا بھی آگے آئی جب وہ موبائل لے کے سائیڈ پہ ہوئی۔

”پہلے میں جی زرا برہان جی کو بھیج دوں صبح صبح پیغام آیا تھا۔“ چہرے پہ خوبصورت رنگ لیے وہ کچھ شرماتے ہوئے بولی تو تحریم جو صوفے پہ چڑھی ہوئی تھی اچانک ہی ہوٹنگ کرنا شروع ہوئی۔

”یہ کیا نحوست پھیلائی ہے تم نے' تیار کیوں نہیں ہوئی سب آتے ہونگے نماز پڑھ کے، کیا سوچے گا دایان جاؤ جا کے تیار ہو تم۔“ تبھی وہاں عارفہ امی پہنچیں اور تحریم کو ایسے ہی بے پرواہ حلیے میں دیکھتے سب کے سامنے کلاس لے لی۔

”جا رہی ہوں۔۔۔“ وہ منہ بنا کے اٹھی اور آنکھیں گھماتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

پانچ منٹ میں سب مرد حضرات عید کی نماز پڑھ کے گھر واپس لوٹ آئے تھے۔ سب لاونج میں بیٹھے ایک دوسرے کو عید مبارک کہہ رہے تھے۔ چچی زوئلہ اور عارفہ امی تیار کردہ شیر خورمہ پلیٹوں میں سجائے سب کو پیش کر رہے تھے۔ آج شام کو دایان کی فیملی میں اپنے گھر شفٹ ہونا تھا اور سب نے انہی کے ساتھ وہاں جانا تھا۔۔ ایک پر لطف شام کو انجوائے کرنے۔

” تحریم کدھر ہے؟“ نعیم صاحب نے اپنی بیٹی کو نہ پاتے ہوئے سوال کیا۔ اس سوال پہ دایان کی بے چین نظریں بھی عارفہ امی کی طرف اٹھیں۔۔ اس کے دل کا سوال جو کیا گیا تھا۔ آنکھیں اس کو ڈھونڈ رہی تھیں لیکن وہ یہاں تھی نہیں۔

” سر جھاڑ منہ پھاڑ ایسے ہی گھوم رہی تھی' بھیجا ہے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔“ عارفہ امی نعیم صاحب کے ساتھ بیٹھتی ہوئی بولیں تو سب کے لبوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

” عید مبارک بابا!“ تبھی وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے بھاگتی ہوئی ان کے ساتھ ہی آ کے بیٹھی اور سینے سے لگی۔

” آپ کی بیٹی نے ٹاپ کیا ہے ٹیسٹ میں اب تیار رہیں مجھے کسی اچھی یونیورسٹی میں ایڈمیشن دلانے کے لیے۔“ بنا کوئی ادھر اُدھر کی بات کیے سب سے پہلے خبر ہی یہی سنائی۔

” واقعی۔۔۔ یہ تو خوشی کی بات ہوئی کہ ہماری گڑیا نے ٹاپ کیا اور اب ایڈمیشن کی بات آپ دایان صاحب سے کریں۔“ اس کی کامیابی پہ ہو خوش ہوئے تھے۔ اور محبت سے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے آخر میں شرارت سے بولے تو تحریم کی نظریں دایان کی جانب اٹھیں۔ سفید سوٹ میں وہ بہت شاندار لگ رہا تھا' پہلی بار اس کو شلوار سوٹ میں دیکھ رہی تھی وہ واقعی بہت پیار لگ رہا تھا۔

دایان کی نظریں خود پہ پاتے اپنی نظروں کا رخ موڑ گئی اور گہرہ مسکرا دی۔ آف وائٹ کلر کے خوبصورت سوٹ پہ مہرون رنگ کا بھاری خوبصورت دوپٹہ، کانوں میں بڑی بڑی چاند بالیاں، ہونٹوں پہ سرخی کا پہرہ۔ صحیح معنوں میں وہ دایان کے دل کے تار چھیڑ گئی تھی۔

تحریم سب کا احساس کرتی ہوئی اٹھی اور باری باری سب کو عید مبارک ملنے لگی۔ پہلے وہ ثاقب صاحب کے پاس گئی اور جھک کے پیار لیا۔ پھر علیم کے پاس جاتے ہاتھ آگے کرتے اترا کے عید مبارک کہا۔ انہوں نے ہنس کے اس کو ساتھ لگایا اور کامیابی کی مبارک بھی دی۔

میران کی جانب آئی تو میران سب کے سامنے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ وائٹ سوٹ میں وہ بھی اپنے بھائی کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔ اس کے کھڑے ہونے پہ تحریم نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔ وہ تو عید مل رہی تھی۔

”عید مبارک بھابھی۔۔۔!!“ میران خوشی سے کہتا ہوا اپنے بازو کھولے آگے بڑھا اور گلے لگانا چاہا کہ سب کے سامنے اس کی حرکت پہ تحریم بری طرح جھینپ گئی۔ اس سے پہلے وہ تحریم کو اپنے سٹائل میں عیدی ملتا دایان آگے آگیا اور تحریم کو اپنے بازوؤں کے حلقے میں لے لیا۔

”میران۔۔۔!“ دایان کے لہجے میں واضح تنبیہ تھی جبکہ سب ہنس دیئے۔ میران منہ بناتا ہوا تحریم کے آگے اپنا ہاتھ کر گیا کہ ایسے ہی مل لے۔

پہلے چھوٹے بھائی کی حرکت پہ وہ جھینپی تھی اور اب بڑے بھائی کے مظاہرے پہ وہ شرم کے مارے سرخ پڑی تھی جس نے ابھی بھی اپنا ایک بازو اس نے گرد پھیلایا تھا۔۔

تحریم نے نا محسوس انداز میں اس کا بازو ہٹایا اور میران کا ہاتھ تھاما۔

”لاؤ میری عیدی۔“ میران سے فرمائش کی گئی جس پہ اس نے آبرو اچکائے.

”کس خوشی میں؟“ وہ پل میں سنجیدہ ہوا تو سب لڑکیاں ہنس دیں۔

”اب دیکھنا ان کو دورہ پڑتا۔“ گڈو نے پیچھے سے تڑکا لگایا تو ایک بار پھر محفل زعفران ہوئی۔ دایان ایک کال کا کہتے باہر لان کی طرف چلا گیا...

”رشتے میں آپ بڑی ہیں آپ نکالیں بلکہ اپنے شوہر سے نکلوا کے دیں ہمیں بھی۔“ میران واپس صوفے پہ پھیل کے بیٹھتا ہوا بولا اور ہنستی اشنا کو نظروں کے حصار میں رکھتے اس کے دیکھنے پہ ایک آنکھ دبا گیا جس پہ اس نے گھورا۔

”کنجوس۔۔“ میران کو نام سے نوازتی ہوئی سب نے باری باری اپنی اپنی عیدی لی سب سے۔ مرد حضرات ڈرائنگ روم میں جا بیٹھے اور میران انہیں لڑکیوں میں بیٹھا ان کے طعنے سننے لگا جو عیدی نہ دینے پہ تھے۔۔ وہ بھی بے نیاز سا ایسا ہی بیٹھا رہا۔ علیم روم سے باہر نکلے تو زوئلہ چچی کو دیکھ کے رک گئے پھر قریب آتے ان کے کان میں کوئی سرگوشی کی جس پہ شرمیلی سی مسکان نے ان کے لبوں کا احاطہ کیا۔ یہ منظر دیکھتی ینگ پارٹی نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہوٹنگ شروع کر دی ساتھ ہی ان کو چھیڑنے کا کام سرانجام دینے لگی۔ زوئلہ چچی ان کی معنی خیز نظروں سے بچتی ہوئی کیچن میں جا گھسیں۔

”جوانی کے دن یاد آ گئے ہونگے کیوں بھائی۔“ میران نے شرارت سے کہا تو علیم کھل کے ہنسا۔

”بوڑھے ہم ابھی بھی نہیں ہوئے، جوان ہی ہیں۔“ وہ آنکھ دبا کے بولے تو ایک بار سب نے زوئلہ چچی کو پکارتے چھیڑا جس پہ وہ خفگی سے گھور کے رہ گئیں۔

……

سب سے نظریں بچاتی ہوئی تحریم باہر دایان کو دیکھنے آئی جو کال سننے نکلا ہوا تھا۔ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے وہ دروازے کے باہر کھڑی ہوتی ایک طائرانہ نگاہ لان میں ڈالی لیکن وہ نظر نہ آیا۔ باہر آتے وہ لان کے دوسرے حصے کی جانب گئی جہاں وہ فون کان سے لگائے کھڑا مسکرا کے بات کر رہا تھا۔

اس کو اپنی طرف آتا دیکھ وہ گہرہ مسکراتا موبائل فون بند کرنے لگا۔

”ہنی میں بعد میں تم سے بات کرتا ہوں'ہاں اپنی بھابھی سے بھی کر لینا پہلے میں کر لوں زرا۔“ وہ کہتا ہوا کال کاٹ گیا اور موبائل پاکٹ میں ڈالے اس کی طرف بڑھا۔ تحریم کو ایک پل کو لگا کہ یہاں اکیلے میں آتے غلطی کر دی تھی کیونکہ وہ استحقاق بھری نظروں سے اس کا بھرپور جائزہ لے رہا تھا۔ تحریم اس سے دو قدم پہ فاصلے پہ کھڑی ہو گئی تو دایان نے یہ فاصلہ بھی مٹاتے اس کا ہاتھ تھامے اپنی طرف کھینچا جو بالکل اس کے ساتھ آ لگی۔ اس افتاد کے لیے وہ تیار تو نہ تھی تبھی گھبرا گئی۔

”مجھ سے عید نہیں ملو گی۔“گھمبیر لہجے میں اپنایت بھرا شکوہ کیا گیا۔ تحریم نے نگاہ اٹھاتے اس کے چہرے کو دیکھا جو محو سے اسی کو تک رہا تھا۔

”ملنے لگی تھی لیکن آپ باہر آ گئے۔“ اس کے سینے پہ ہاتھ دھرے وہ مدھم لہجے میں بولتی دایان کو بہت پیاری لگی کہ بے ساختہ ہی اس کا اظہار کرنے کو جھکا۔

”کیا کر رہے ہیں ہم باہر کھڑے ہیں۔“ اپنے ماتھے پہ اس کا لمس محسوس کرتے گھبراتے ہوئے اس کو ٹوک گئی۔ کیونکہ اظہار کے معاملے میں وہ واقعی بے باک طبیعت رکھتا تھا۔

”عیدی بھی نہ ملوں اب'تم تو مل نہیں رہی۔۔“وہ خفگی لیے بولا تو تحریم کھکھلا اٹھی۔

”تو یہ کیا ہے۔۔؟“تحریم اپنی پوزیشن کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی جو وہ اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

”نہ تم نے لفظوں سے عید مبارک کہی اور نہ ہی کسی عمل سے۔۔“ وہ ابھی بھی کندھے اچکاتا ہوا بولا تو تحریم نے گھورا۔

” عید مبارک۔۔۔“ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی وہ بالکل آہستہ سے بولی تو اب کی بار اس کے احتجاج کو خاطر میں لائے بغیر وہ بے باک جسارت کر گیا کہ وہ کانپ کے رہ گئی اس کی منمانی پہ۔

” خیر مبارک۔۔!“ اس کے چہرے پہ قوس قزح کے رنگ دیکھتا وہ مبہوت ہوا تھا ساتھ ہی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کچھ نکالا۔ تحریم کے کانوں میں موجود بالیاں اتارتے ہوئے ہاتھ میں موجود خوبصورت سی سونے کی بالیاں پہنانے لگا۔ یہ وہی ڈیزائن تھا جو ایک بار تحریم نے اس کے ساتھ ٹکراتے ہوئے بالی گرا دی تھی۔

” یہ تمہاری والی بالی کا ڈیزائن کاپی کیا، مجھے یہ زیادہ پسند آئی تھی۔“ اس کے کان کی زینت بناتے ہوئے اس کے بالوں پہ آہستہ سے ہونٹ رکھتے ہوئے بولا۔

” تمہاری خوبصورت چاند بالیاں۔ “

” ویسے ایک بات بتاؤ۔۔۔“ کچھ یاد آنے پہ دایان بولا تو اس نے اس کی طرف دیکھتے جیسے جاننا چاہا۔

” تمہیں ایسا کیوں لگا کہ میں لڑکی سے بات کرتا ہوں؟“ ایک دوبار دایان کے ذہن میں آیا تھا کہ وہ پوچھے لیکن بھول جاتا تھا اب یاد آیا تو پوچھ بیٹھا۔

” وہ آپ اتنے پیار سے باتیں کرتے تھے تو مجھے لگا کہ لڑکی ہے اور اکثر آپ اردو میں بات کرتے بھی نہیں تھے تو مجھے لگا کہ پیار بھرے جملے آپ لڑکی کو ہی بول رہے ہیں۔“ وہ اپنی سوچ پہ تھوڑی شرمندہ سی ہوئی تو دایان کھل کے ہنس دیا۔ اتنے قریب اس کی ہنسی کو دیکھتے ہوئے تحریم بھی مسکرانے لگی۔ محبت کی کونپلیں جو کھلیں تھی وہ اب کلیوں کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ بدگمانی کے بادل کب سے ختم ہو چکے تھے تو ننھی پتیاں پھیلتی ہوئیں دل میں نئے جزبات پیدا کر گئی تھیں۔

اس کی ہنسی کی گونج میں تحریم کو فضا بھی مہکتی ہوئی محسوس ہوئی، ہوا کے ہلکے ہلکے تھپیڑے اس کے بالوں سے کھیل رہے تھے، مقابل اس کو اپنے سحر سے آزاد کرنے سے انکاری تھا۔

"پرسوں کے لیے تفصیلی ملاقات رکھتے ہیں ابھی کے لیے پھر سے عید مبارک۔" اس کے کان میں لطیف سی زو معنی سرگوشی کرتے ہوئے بولا تو تحریم کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔ بے ساختہ ہی اس نے فاصلہ بڑھانا چاہا تبھی پیچھے سے آواز سنتے ہوئے وہ ہڑبڑا کے فاصلے پہ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہمیں اندر باتوں میں لگا کے یہاں عید ملن ہو رہی ہے۔" میران کا خفگی سے بھرپور لہجہ 'تحریم شرم سے دوہری ہوئی تھی۔ جبکہ باقی ینگ پارٹی بھی ان کو شرارت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

پھر دایان کو گھوریوں سے نوازتا اپنا دامن بچا گیا جبکہ تحریم ان سب کی باتوں میں پھنس کے رہ گئی۔ نگی تو باقاعدہ اپنا موبائل آن کرتے ساتھ ساتھ سٹوریز لگاتی گئی۔

"آپ لوگوں کا کپل سب کو اتنا پسند ہے کہ مجھے تو کبھی کبھی اپنا منگیتر برہان بھول جاتا ہے۔" نِگی حسرت سے اپنا موبائل سب کے سامنے کرتی ہوئی ان دونوں کی کھینچی ہوئی فوٹو دکھاتی ہوئی بولی جس میں تحریم دایان کے حصار میں کھڑی تھی لیکن اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"نِگی کی بچی یہ کوئی دکھانے والی پک تھی۔" شرم و غصے سے سرخ پڑتی ہوئی وہ نگی پہ چڑھ دوڑی جو اپنے بچاؤ کو بھاگی تھی۔ پیچھے سب ہی قہقہہ لگا اٹھے۔

"ہیلو جی۔۔" میران نے اُشنا کو آنکھ دبا کے کہا تو وہ تھپڑ کا اشارہ کرنے لگی جس پہ وہ لوفروں کی طرح پیچھے گرنے کو ہوا کہ گڈو نے تھام لیا۔

”یہ میری چھوٹی بیوی ہمیشہ سنبھال لیتی ہے مجھے۔“ گڈو کے پکڑنے پہ وہ جان لٹاتی نظروں سے گڈو کو دیکھنے لگا جو کانوں کو ہاتھ لگا گیا۔

خوشیوں سے بھرا ہوا دن جلوہ گر تھا اور سب کی کھکھلاہٹوں سے مہکا تھا۔

•••••••••••••••

ختم شد۔۔۔

ناولز حب